بعون الملک الوہاب

صیانۃ الایمان عن قلب الاطمینان

مع

ارشاد العنود الی طریق ادب عمل المولود

مطبع مصطفائی بمبئی

فہرست صیانۃ الایمان عن قلب الاطمینان

ومن یتوکل علی الله فهو حسبه

بتوفیق خدای زمین و آسمان آمد کن فکان کتاب مستطاب

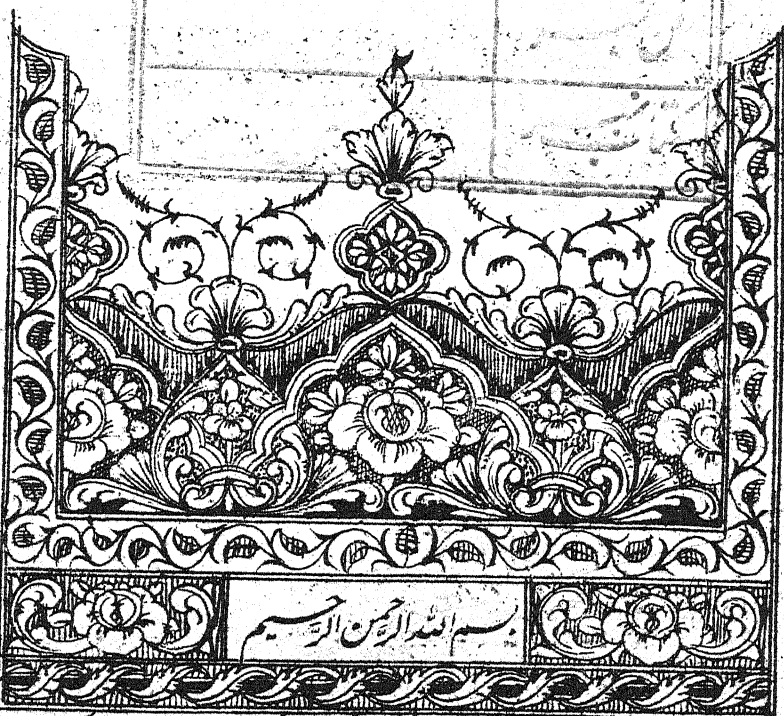


قلب الاطمینان بیان عشق ضیائیه

۱۲۹۳

بفرمایش وحید آوان جناب حکیم محمد عبد القدوس سلمه الله المنان

در مطبع مصطفائی مصطفی محمد خان طبع شد ۱۲۹۲



حمد خلاق زمین و آسمان — لکھ سکے یہ ہاتھ مین طاقت کہان

آدمی کو خاک سے پیدا کیا — قطرۂ ناپاک کو دریا کیا

عقل سے اوسکو کیا پھر سرفراز — سارے حیوانون پہ بخشا امتیاز

عقل سے انسان کو عزت ملی — عقل سے انسان کو دولت ملی

عقل کا اوسنے کیا جب اعتبار — ہوگیا تکلیف شرعی پر مدار

پھر ہدایت کے لیے بھیجے رسول — تا نہو گمراہ کوئی بوالفضول

انبیاء ماسبق جب ہو چکے — مظہر خاص خدا پیدا ہوے

گیا نبوت کا وہ نکلا آفتاب — کفر کی شب کی گئی سب آب و تاب

تیرہ دل جو تھے وہ روشن دل ہوے — سینہ جو دل نور کی منزل ہوے

اونکی کیا تعریف ہو انسان سے — وصف اونکا ہی عیان قرآن سے

لا محالہ ہین شہ دنیا و دین — رحمت عالم شفیع المذنبین
آج دنیا مین وسیلہ آپ ہین — کل جو عقبی مین وسیلہ آپ ہین
شان پاک اونکی جو ہی از بس رفیع — کیون نہ وہ محشر مین ہون میرے شفیع
رحم میرے حال پر فرمائینگے — سب گناہون کو میرے بخشائینگے
وہ شفاعت کے لیے ماذون ہین — منکرین اس قول کے مجنون ہین
امتون کے آپ ہی ہین دادرس — ہم گنہ گارون کے ہین فریادرس
آپ کا دامن ہمارا ہاتھہ ہی — مقتدی کو مقتدا کا ساتھہ ہی
حقتعالی کے ہین وہ مقبول خاص — دونو عالم مین ہی اونکو اختصاص
اونکا عالم مین جو ہمپایہ نہ تھا — جسم کا اونکے کہین سایہ نہ تھا
نور تھے وہ نور کے سایہ کہان — جب یہ پایہ ہو تو ہمپایہ کہان
نور کا جو جسم ہو یون صاف و پاک — ملکے مٹی مین وہ ہو کسطرح خاک
جب کیا خالق نے ختم المرسلین — مثل اونکا خلق مین ممکن نہین
اسمین جو شک لاے وہ گمراہ ہی — احمد مرسل کا وہ بدخواہ ہی
ختم ہی اونپر نبوت کی کتاب — اب نہوویگا کبھی اونکا جواب
جو کہے ممکن ہی ایسا ہی رسول — تم سمجھ لو اوسکو وہ ہی بوالفضول
ہین وہ محبوب خداے دو جہان — مرتبے اونکے کہان اور ہم کہان
الغرض کیا وصف ہمسے ہو سکے — بعد خالق کے ہین اونکے مرتبے
مرتبہ جنکا کہ ہو بعد از خدا — اونکو وہابی کہین بھائی بڑا
چھوٹے بھائی بنتے ہین خود بے ادب — یہ غضب ہی یہ غضب ہی یہ غضب
کار پاکان را قیاس از خود مگیر — گرچہ باشد در نوشتن شیر شیر
جملہ عالم زین سبب گمراہ شد — کم کسے ز ابدال حق آگاہ شد

همسری با انبیا بر داشتند
اولیا را همچو خود پنداشتند

گفت اینک ما بشر ایشان بشر
ما و ایشان بستهٔ خوابیم و خور

این ندانستند ایشان از عمی
هست فرقی درمیان بی انتها

هر که گستاخی کند در راه دوست
رهزن مردان شد و نامرد اوست

بی ادب خود را نه تنها داشت بد
بلکه آتش در همه آفاق زد

السلام ای مقتدای سروران
السلام ای خاتم پیغمبران

السلام ای باعث احیاء خلق
السلام ای باعث بنیاد خلق

السلام ای جان جانان السلام
السلام ای مهربان السلام

السلام ای دو جہان کے بادشاہ
السلام ای دادخواہوں کے پناہ

آل اور اصحاب پر بھی ہو سلام
عن عبید عاجز خاطی ملام

اما بعد مخفی نہ ہے کہ اس زمانہ پر شور میں بعض حضرات کا عجب حال ہی بپاس الناس علی دین ملوکہم کے حصن حصین اسلام میں رخنہ اندازی کا خیال ہی کسیکو آسمان و فرشتہ و شیطان و عذاب قبر وغیرہ کا انکار ہی امور اختراعیہ وہمیہ پر جن کا منشا انتزاع خارج میں پایا نہیں جاتا حضرت کے مذہب کا مدار ہی جاکٹ پتلون پہن کر کھڑے کھڑے پیشاب کرنے کا دستور ہی حاضری میں منیر پر مٹروٹری مرغی کا ہونا اور کھانا ضرور ہی اگرچہ معاصرین آیات واحادیث کا ترجمہ بلکہ ہندی کی چندی کر کے بہت کچھہ سمجھاتے ہین لیکن وہ اپنی ہٹ دھرمی سے کب باز آتے ہین ~

کب کسی کی وہ بات مانے ہین	بھائی سید بھی کچھہ دیوانے ہین

بعضوں نے اونپر بھی حاشیہ چڑھایا انعقاد مجلس میلاد کو بدعت ٹھہرایا اس لحاظ سے کہ ادھر کوچہ و بازار مین مخلوق کی خالقیت وحادث کی قدم کا اظہار ہی منقصت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر صریح اصرار ہی اور مومنین صادقین تقویت ایمان کے لیے

یہ مجلس ٹھہراتے ہین اوسمین ذکر ولادت باسعادت و حلیہ حلبیہ و رضاع و محامد جمیلہ و محاسن جلیلہ و معجزات باہرات قرآن مجید و احادیث صحیحہ سے ذکر کیے جاتے ہین جب یہ ذکر خلاف شرع بلکہ بدعت مذمومہ قرار پائیگا تو کوئی شخص ایسے مجمع عام مین آپکی محامد لب پر نلائیگا رفتہ رفتہ اپنے دل کا مدعا بر آئیگا بعضے تقلید کے انکار پر اڑے ہین تخم جہال و ہم رجال کے پردے آنکھون پر پڑے ہین آیات و احادیث کے ترجمے اور اوسکے اقسام تک معلوم نہین پر اپنے محدثی کا اظہار ہے ایمۂ اربعہ کی جہالت پر نہایت اصرار ہے کبھی مقلدین کو بدعتی ٹھہراتے ہین کبھی فرط عنایت سے مشرک کا کلمہ زبان پر لاتے ہین اس لیے کہ جب زمرۂ مقلدین بدعتی و مشرک قرار پائیگا تو یہ مجمع کہ فی زماننا یہی بانی اور موسس اسکے ہین لامحالہ درہم و برہم ہو جائیگا پھر جب بعد چند مدت اچھی طرح غفلت طاری ہوگی جو کلمہ پڑھایا جائیگا بلا تکلف سبکی زبان پر آجائیگا یہ نہ سمجھے کہ دنیا سرای فانی ہی دنیا کے لیے دین فروشی محض نادانی ہی ــہ

کمر بکوشش دنیا مبند چون جاروب	کہ نیست حاصل روی زمین بجز خاک

چنانچہ انہون نے رسالہ قلب المطمینان کہ قابلیت اخوند صاحب کی نام سے ظاہر ہی ہمارے ملاحظے مین در آیا ہمنے از سرتا پا بجز تمویہات کے اوسمین کچھ نہ پایا صاحب رسالہ نے اس مجلس کے مجوزین اور ایمہ مقلدین کے سامنے کھڑے ہو کے کیا کیا تالیان بجائی ہین اور بے نقط گالیان سنائی ہین مگر ہم اسکا بھی برا نہین مانتے ــہ

دشنام ہو کے وہ ترش ابرو ہزار دے	یان وہ نشا نہین جسے ترشی اتار دے

یہ نہ سمجھے کہ اکابر محدثین مجوزین مجلس میلاد ہین اونکے دلائل قویہ کے سامنے منکرین کے ابنیۂ حجج محض سب بے ثبات و بے بنیاد ہین ــہ

لیس التکحل بالعینین کالکحل اور جمہور فضلاء عظام و جم غفیر علمای کرام تقلید فرماتے ہین باوصف ہمہ دانی سر استقلال نہین اوٹھاتے ہین ــہ

پری نہفتہ رخ ودیو در کرشمہ و ناز ۔ بسوخت عقل ز حیرت کہ این چہ بوالعجبی ست

اس صورت مین ہمنے یہ مناسب سمجھا کہ قلب الاطمینان کا جواب باصواب لکھا جاوے اور نام اوسکا
صیانۃ الایمان عن قلب الاطمینان رکھا جاوے اور اوسمین بلا زبان حضرت کے تمام مغالطے مذکور
ہون تا اہل سنت وجماعت کے قلوب سے شک و شبہے دور ہون مگر حسب الوسع بان وساز یون
کے پاداش مین صرف ہدایت و تنبیہ کیجاتی گالی کے عوض گالی نہ دیجاتی ہے

گر ہجو نیست در سخن من عجب مدار ۔ حیف آیدم کہ زہر در آب بقا کنم

اب بھی اگر کوئی کلمہ طبع نازک پر گران ہو تو ہم معترف بخطا و تقصیروار ہین اور بلا زبان حضرت بہر نوع
مختار ہین بر عم عوض وارد گلہ ندارد جو کچھ چاہیے او سپر عتاب فرمائیے یا گالیان دیجیے مونہہ چڑھائیے

ہے دشنام دو کہ بوسہ خوشی پر ہی آپکی ۔ رکھتے فقیر کام نہین رد و کد سے ہین
دل کے ورق پہ ثبت ہین جو مہر داغ عشق ۔ ہم کرتے ذوق عشق کا دعوی سند سے ہین

جاننا چاہیے کہ یہ رسالہ قلب الاطمینان اصل مین مولوی بشیر الدین قنوجی کے غائط الکلام کا
عصارہ ہے اور مولویصاحب کا اپنی تصانیف مین عموما و غائط الکلام مین خصوصا یہ التزام ہے
کہ کبھی کتابون سے تھوڑی سی عبارت نقل کرتے ہین اور ماسبق یا ماحق کی عبارت جو خلاف
مدعا ہوتی ہے اوسے چھوڑتے ہین کبھی کسی مطلب کو نقل کرتے ہین مگر اوسکا جواب یا اوسکی
غلطی جو کسی عالم نے لکھی ہے اوس سے مطلق تعرض نہین کرتے کبھی جھوٹھہ موٹھہ کسی مضمونکا
حوالہ کسی کتاب کیطرف کرتے ہین کبھی دیدہ و دانستہ کسی امر کا انکار کرتے ہین کبھی فرضی
نام گھڑکے اونکی طرف کسی تصنیف کی نسبت کرتے ہین کبھی غیر مستند کو مستند ٹھہراتے
ہین کبھی اکابر محدثین کو غلطی بتاتے ہین کبھی اونکے قول کی تصدیق ہوتی ہے کبھی اونکے
کلام کی تکذیب ہوتی ہے کبھی قرآن کے معنی من مانے کرتے ہین کبھی احادیث کے
ایسے معنی گھڑتے ہین جو جمہور محدثین کے خلاف ہوتے ہین اور متن حدیث بھی اوسکی
آلی ہوتی ہے پھر صاحب رسالہ اپنے حسن عقیدت اور بھونڈی تقلید کے بدولت اوس

غائط الکلام ... مولوی ...

کتاب کے ترجمے سے ایسے مغلطی کی دلدل مین پھنسے ہین کہ نکالے نہین نکلتے اگرچہ ہمنے بلحاظ اختصار کے ہر جگہ مغلطی پر تنبیہ نہین کی اور صاحب خائط الکلام کو اپنا مخاطب نہین بنایا لیکن ناظرین بابصر بناے فساد و اصل مخاطب کو بخوبی پہچان سکتے ہین طرہ یہ ہی کہ صاحب رسالہ نے سوا اسکے اپنی آپ سے جا بجا ایسے لوگونکے کلام بطور استناد نقل کیے ہین جنھین عوام بھی زمرۂ خواص سے نہین سمجھتے اور اگر احیانا آیت یا حدیث لکھی ہی تو سمجھین اور کچھہ نہ کچھہ تحریف کی ہی اور یہ بھی نہ سمجھے کہ کیا بے موقع استناد ہی مذکور کیا ہی اور آیت و حدیث کا کیا مفاد ہی حقانیت کی یہ کیفیت ہی کہ باوجودیکہ خود بدولت خواجہ احمد حسینی کے مرید ہین مولوی کرامت علی مرحوم کو ہدف سہام دشنام بنایا انکی نسبت متلون الکوائف خفیف الحرکات جاہل خام خیال غلط فہم نافہم ناوان بے علم حسدی خبطی بر زبان تسبیح در دل گاؤ خر دروغگو مسرف پیٹو دریدہ دہن ناخلف حربا مدلس بد دیانت جعلیا مفسد جھوٹا دغاباز بدعتی رافضی دجال ارشاد فرمایا حالانکہ مولویصاحب موصوف خلیفۂ خاص سید احمد صاحب بریلوی کے اور ہند مین واعظین نامی و علمای گرامی سے تھے ع

بزرگش نہ خوانند اہل خرد	کہ نام بزرگان بزشتی برد
ع ہم کیا کہین تمسے یار کیسے تم ہو	تم آپ ہی جانتے ہو جیسے تم ہو
جاہل مفسد کبھی کسیکو نہ کہو	تاکوئی نہ یہ کہے کہ ایسے تم ہو

محاورہ دانی کا دماغ عرش بریں پر جھولتا ہی مولویصاحب کی ایک ایک عبارت پر اٹکتے ہین اور خود قدم قدم پر ٹھوکرین کھاکر مونہہ کے بھل گرتے ہین ایک مقام پر بیان اطمینان القلوب ہین جسکا جواب مزعومی قلب الاطمینان ہی مولوی صاحب مرحوم نے لکھا ہی جناب نظام الدین اولیا وہان بطور جرح فی العبارۃ ارشاد ہوتا ہی کہ رکاکت اسکی ظاہر ہی کہ حضرت شیخ نظام الدین اولیا نہ تھے ولی تھے اور وارفتہ یہ نہ سمجھے کہ یہ ترکیب توصیفی مولویصاحب مرحوم کیطرف سے نہین ہی بلکہ حضرت شیخ نظام الدین خود معروف

بشیخ نظام الدین اولیا تھے اور علمیت و جمعیت مین تضاد نہین سمجھ کر بلحاظ اجتماع کمالات کے اولیا لکھا تو کیا برا کیا یہان اعتبار حقیقت جمعیت و علمیت بوجہ احسن ممکن ہی نجم الائمہ محمد بن حسن استرآبادی شرح کافیہ مین فرماتے ہین فان قیل الیس بین الجمعیۃ والعلمیۃ تضاد کما یذکر المصنف بعد تعدد الوصف والعلمیۃ والجواب انہما لیسا بمتضادین فی یصح اعتبار حقیقۃ الجمعیۃ مع العلمیۃ تسمی جماعۃ معینۃ من الرجال بکرام مثلا فیکون معناہ ہذہ الجماعۃ لہذا اللفظ فیکون معنے الجمعیۃ باقیا مولانا عبد الرحمن جامی نفحات الانس مین فرماتے ہین شیخ نظام الدین قادری دہلوی معروف بشیخ نظام الدین اولیا قدس سرہ گوید کہ شخصے برائی کہ مبلغ کثیر دران نوشتہ بود گم کردہ پیش نظام الدین اولیا آمد و قصہ گم شدن برات را عرض سانید و اظہار عجز و اضطراب کرد شیخ یکدرم بوی داد کہ این احلوا بخر و بروح شیخ فرید الدین بدیشان بدہ چون آن شخص درم را بحلوا گر داد حلوا گر قدری حلوا در کاغذ پیچیدہ بوی داد چون نیک نگاہ کرد آن کاغذ گم شدہ وی بود قول الجمیل مین ہی ثم الخواجہ محمد باقی صحب خواجہ محمد امکنگی صحب باہ مولانا محمد درویش صحب مولانا محمد زاہد صحب خواجہ عبد اللہ الاحرار اور ظاہر ہی کہ حضرت عبد اللہ احرار نہ تھے حر تھے فما ہو جوابکم فہو جوابنا ٥

	بوے گل بھی تو نہ لائی تا قفس		چل ہوا ہو ای صبا دیکھا تجھے	

اب چند فقرے خود حضرت کے بطور انموذج لکھے جاتے ہین پہلا فقرہ گویا حضرت الزام عدم تبلیغ حکم خاص کا نکالتے ہین نکالتے کی جا پر دیتے ہین چاہیے دوسرا فقرہ یک کتاب مسمی بہ تنویر فی مولد السراج المنیر تصنیف کر کے پیش کیا شاہ اربل نے ہزار دینار اوسکے صلہ مین ابن دحیہ کو دیا اسمین کیا کی جگہ کیے اور دیا کی جگہ دیے چاہیے تیسرا فقرہ بلکہ ہم لوگونکو خود حضرت نے اس قیام مین منع فرمایا اسمین مین کی جگہہ سے چاہیے چوتھا فقرہ اس سے بڑھکر عمل و قیام مین قباحت شمول فرقہ مبتدعین کلاب اہل النار مین ہی جاننا چاہیے کہ قیام بھی عمل ہی پانچوان فقرہ یون ارقام فرماتے ہین یہ مصدر

غلط ہی ارقام فرماتے ہین کی جگہ تحریر فرماتے ہین یا لکھتے ہین چاہیے چھٹا فقرہ اور باقی باتین قابل کہنے کے نہین ہی ہی کی جگہ ہین چاہیے ساتوان فقرہ وہ مصنف مصنف نامی مقبول ہی ہی کی جگہ ہین چاہیے اٹھوان فقرہ اب ہدایہ وشرح وقایہ حواشی وشروح جو کتب دین ہی سب سے منکر ہوے اسمین جو کتب دینیہ سے ہین چاہیے نوان فقرہ متلون الکوائف کو آئف کی جگہ کیفیات چاہیے دسوان فقرہ کہ خود مولانا صاحب ممدوح کو حال زیادتی صاحب اطمینان القلوب کے ظاہر ومعلوم ہوگئے لفظ حال مذکر ہی گئے کی جگہ گیا اور ہوگئے کی جگہ ہوگیا چاہیے اور احتمال جمعیت کا خود باطل ہی کیونکہ زیادتی ایک حال ہی اور استعمال لفظ حال بلکہ لفظ احوال کا جو اوسکی جمع ہی ہر جا مین بطور مفرد مسموع ہی میر وزیر صبا فرماتے ہین ؎

اونکی رفتار سے دلکا عجب احوال ہوا — رند گیا لیس گیا مٹی ہوا پامال ہوا

غرض اسی پر تمام کتاب کو تصور فرمائیے — ؎ لفظ جمیعنی ہین سب انشا اغلاط املا غلط

قلب اطمینان ہی واللہ ستارا یا غلط — اور ہمارا اسکے جواب مین التزام ہی کہ

کسی کتاب غیر معتبر سے کوئی قول نقل نہین کرتے مگر وہ کتاب کہ قائل اوسکا مخالفین کے نزدیک مسلم ہی مخالفین کی خطایا ہی لفظیہ سے یکسر اعراض ہی اور انکے سرقات سے دیدہ ودانستہ اغماض ہی وما توفیقی الا باللہ وہو حسبی ونعم الوکیل +

قال الحمد للہ الذی شرح صدورنا ویسر لنا امورنا والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد الذی بشر المتبعین المتسنن باجر آتہ شہید وانذر المخالفین المبتدعین بوعید شدید وعلی آلہ واہل بیتہ الطیبین الطاہرین واصحابہ وخلفائہ الراشدین المہدیین اما بعد پس کہتا ہی محمد القاضی بودی حفظہ اللہ عن الشر المعنوی والصوری کہ محبت اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر مومن کو ضرور چاہیے **اقول** جاننا چاہیے کہ محبت کے لیے حدود رسوم متعددہ ہین حد جس سے حقیقت وکنہ محبت کی معلوم ہو میل النفس الی الموافق ہی اور اسکے لیے اسباب وعلامات وثمرات ہین کہ بلحاظ اونکے رسوم متعددہ ہوئین اور ظاہر ہی کہ سبب اسکا کبھی استلذاذ بادراک

حواس ظاہرہ ہوتا ہی اور کبھی استلذاذ بادراک حاسۂ عقل و قلب کہ یہہ معانی باطنۂ شریفہ ولطیفہ کو ادراک کرتے ہین اور کبھی احسان والعام اس تقدیر پر تعریف محبت کی یہ ہوئی المیل لحب الصورۃ الجمیلۃ اولوجود احسان اوانعام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت مین یہ سب اسباب بلاشبہہ متحقق ہین اسلیے کہ جمال صورت وکمال باطن والعام عام آپ کا محل انکار نہین پھر جب باسباب متذکرۂ بالا محبت آپکی قلب مین ٹھہری تو اوسکو علامات سے سمجھ لین گے اور اسباب وعلامات مین ما بہ الامتیاز لم وان ہی اس منشا پر تعریف محبت کی بعبارات مختلفہ یہہ ہی محوہ من القلب ما سوی المحبوب وعض طرف المحب عما سوی المحبوب وسکر لایصحو صاحبہ الا بمشاہدۃ محبوبہ ودوام الذکر للمحبوب وذکر المحبوب علی عدد الانفاس وایثار المحبوب وغیرہ اور تفحص سے معلوم ہوتا ہی کہ عمدہ ترین علامات محبت سے اولاً اقتدار واستعمال سنت واتباع اقوال وافعال وامتثال اوامر واجتناب نواہی وتادب باداب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہی شفای قاضی عیاض مین ہی واولھا الاقتداء بہ واستعمال سنتہ واتباع اقوالہ وافعالہ وامتثال اوامرہ واجتناب نواھیہ والتادب بادابہ فی عسرہ ویسرہ ومنشطہ ومکرہہ مگر تم لوگون کو اقتدا واستعمال سنت کا کب خیال ہی یہان تو علانیہ سنت بدعت مذمومہ ٹھہرائی جاتی ہی ۵

ہر غنچہ لب سے عشق کا اظہار ہی غلط کرتے ہو مجھسے راز کی باتین تم اسطرح	اس مبحث صحیح کی تکرار ہی غلط گویا کہ قول محرم اسرار ہی غلط

ثانیاً کثرت ذکر ہی شفای قاضی عیاض مین ہی ومن علامات محبۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کثرۃ ذکرہ لہ فمن احب شیئا اکثر ذکرہ محبین کی یہ پہچان ہی کہ وہ ہمیشہ محبوب کا ذکر کیا کرتے ہین نہ اس ذکر کو ترک کرتے ہین نہ اس سے تھکتے ہین اور حکما کا اتفاق ہی کہ محبین اکثر اپنے محبوب کا ذکر کیا کرتے ہین نہ اس ذکر کا کچھ عوض چاہتے ہین اور نہ اس سے تھکتے ہین اور اگر اپنے محبوب کا ذکر ترک کرین تو اونکے عیش مین رخنہ پڑتا ہی محبوب کے

ذکر سے کوئی چیز اونھین پیاری نہین معلوم ہوتی اور اونکا یہ طور ہی کہ سوای ذکر محبوب کے کسی چیز کی اونکو خواہش نہین ہوتی اور اونکے اوہام کو مقتضیات شہوات کیطرف توجہ نہین ہوتی کبھی انکو وجد ہوتا ہی نالہ کرتے ہین رنگ متغیر ہوجاتا ہی بدن سست ہوتا ہی رونگٹے کھڑے ہوتے ہین کبھی چیختے ہین کبھی روتے ہین کبھی نعرے مارتے ہین کبھی بیخود و سرگشتہ ہوتے ہین کبھی گرتے ہین کبھی ولولۂ وجد اس مرتبے کو پونہچتا ہی کہ باعث ہلاکت کا ہوتا ہی شفای قاضی عیاض مین ہی روی ان امرءة قالت لعایشة رضی اللہ تعالی عنہا اکشفی لی قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکشفتہ لہا فبکت حتی ماتت یعنی ایک عورت نے حضرت عایشۂ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے زیارت قبر مبارک سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی استدعا کی آپنے حسب اوسکی استدعا کے قبر مبارک کو کھولدیا وہ فرط محبت سے روتے روتے مرگئی سبحان اللہ یہان یہ ولولہ و سوز و گداز اودھر اس قدر انکار کی رسی دراز کہ مجلس میلاد سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مین خود حاضر ہونیکا تو کیا ذکر ہی محبین خاص بھی اکتساب فیض و انوار حضوری سے منع کیے جاتے ہین اور یہ نہ سمجھے کہ جب اوسکی حقیقت یہی ہی کہ علما و صلحا و فقرا و اغنیا کسی مقام پر جمع ہوتے ہین اونمین محامد جمیلہ و محاسن جلیلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قرآن مجید اور حدیث حمید سے اور حال ولادت شریف اور رضاع مطہر اور حلیۂ اطہر مطابق روایات صحیحہ کے بیان کیے جاتے ہین اور درود بہ کثرت پڑھا جاتا ہی پھر باوصف دعوی محبت کے کس مونہہ سے منع کرتے ہین ٥

ہی عبادت سے چرانا اور جنت کی طلب	کام چور اس کام پر کس مونہہ سے اجرت کی طلب

چنانچہ اس رسالۂ قلب الاطمینان مین زیادہ اسی بحث سے چھیڑ چھاڑ ہی ہمارے انکے بہلا بگاڑ ہی ٥

سنتے ہین اوسکو چھیڑ چھیڑ کے ہم	کس مزے سے عتاب کی باتین
دیکھ اے دل نہ چھیڑ قصۂ زلف	کہ یہ ہین پیچ و تاب کی باتین

ثالثا ذکر شریف سے محب کو لذت اور اسم مبارک کے سننے سے خوشی حاصل ہوتی ہی بسبب

میں ہی ومن علامات محبتہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یلتذ محبہ بذکرہ الشریف ویطرب عند سماع اسمہ المنیف وقد یوجب ذلک سکرا یستغرق قلبہ وروحہ وسمعہ وسبب ہذا السکر اللذۃ القاہرۃ للعقل یعنی علامات محبت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ہی کہ آپکے ذکر سے محب کو لذت اور آپکے نام مبارک کے سننے سے خوشی حاصل ہو اور کبھی اس ذکر سے محب کو ایسا سکر پیدا ہوتا ہی جس سے قلب وروح وسمع پر کیفیت استغراقیہ طاری ہوتی ہی اور اس سکر کا سبب لذت ہی کہ عقل کو ڈھانپ لیتی ہی اور جب تم لوگونکی سمجھ میں یہ مجلس بدعت ہی اور ذکر مبارک کے سننے سے نفرت ہی تو یہ دولت عظمی تمہیں کہاں نصیب

سه این سعادت بزور بازو نیست		گر نہ بخشد خدای بخشندہ

رابعًا حب عرب ہی وفی حدیث ابن عمر من احب العرب فبحبی احبہم ومن ابغضہم فببغضی ابغضہم فبالحقیقۃ من احب شیئا احب کل شئی یحبہ یعنی حضرت ابن عمر سے مروی ہی کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے عرب سے محبت کی ہماری دوستی سے اور جسنے عرب سے عداوت رکھی ہماری دشمنی سے بے شبہ جو شخص کسیکو دوست رکھتا ہی اپنے محبوب کے محبوب کو پیارا سمجھتا ہی جب سے تم لوگونکا عرب سے اخراج ہوا عرب کی عموما و حرمین شریفین کی خصوصا تم لوگ توہین کیا کرتے ہو اور یہ نہیں سمجھتے کہ قطع نظر شرافت ذاتی کے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ مقام کس قدر مرغوب تھے الحمد للہ کہ اہل سنت وجماعت میں علامات مذکرہ وسائر علامات محبت بخوبی منجلی وآشکارا ہیں کہ احتیاج اثبات کی نہیں مخالفین سے کیسے کیسے معرکے پیش آتے ہیں اور ہمیشہ نصرت غیبی معین حال رہتی ہی اور مخالفین کو خسران و نکال سه

کھولا جو دفتر گلہ اپنا زبان کیا		گزری شب وصال ستم کے حساب میں

سنو ثمرہ اطاعت ومحبت درجات عالیہ ومراتب شریفہ ہیں کہ حق تعالی جل شانہ محبین کو عنایت فرمائیگا جسے کو آفتاب بنائیگا سیرت نبویہ میں ہی ومن یطع الرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین الآیہ وقد ذکروا فی سبب نزول ہذہ الآیۃ ان ثوبان مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان شدید الحب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قلیل الصبر عنہ فاتاہ یوما وقد تغیر وجہہ ونحل جسمہ وعرف الحزن
من وجہہ فسألہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن حالہ فقال یا رسول اللہ بابی وجع غیر انی
اذا لم ارک اشتقتک واستوحشت وحشۃ عظیمۃ حتی القاک فذکرت الآخرۃ حیث لا اراک ہناک
لانی ان دخلت الجنۃ فانت تکون فی درجات النبیین فلا اراک فنزلت ہذہ الآیۃ انتہے
مختصرا یعنی ومن یطع الرسول الآیہ کے نزول کا یہ سبب ہی کہ حضرت ثوبان سرور عالم
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ بہت محبت رکھتے تھے تھوڑی مفارقت کے متحمل نہو سکتے
تھے ایک روز آپکے پاس حاضر ہوے چہرہ وجسم متغیر تھا آثار ملال بشرے سے نمایان تھے
آپنے استفسار حال فرمایا حضرت ثوبان نے کہا کچھہ ہمکو درد نہین مگر کیفیت یہ ہی کہ جب
ہم بساط ملازمت سے دور ہوتے ہین کمال وحشت ہوتی ہی جب تک دولت زیارت نصیب
نہین ہوتی وہ وحشت زائل نہین ہوتی پھر ہمنے آخرت کی کیفیت کا خیال کیا کہ ہم آپکو
وہان نہ دیکھین گے اس لیے کہ اگر ہم جنت مین داخل ہونگے آپ اوسوقت درجات نبیین مین تشریف فرما
ہوئینگے ہماری وہان رسائی کہان تو ہم دولت دیدار سے محروم رہینگے تب خدا کا
فرمان واجب الایقان نازل ہوا کہ جو شخص اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کریگا وہ انبیا وصدیقا
وشہدا وصلحا کے ساتھہ ہوگا اب تعریف محبت کی باعتبار غایت وثمرہ کے یون ہوئی
میل القلب الی ما ہو اخفہ لفوز مراتب الدنیا والدین اور جب تم لوگون مین سرے سے محبت
ہی نہین تو اوسکے ثمرے کی توقع شیخ چلی کے خیال سے کم نہین قال قوۃ وکمال
ایمان واسلام بقدر قوۃ وکمال محبت ہی یعنی جسقدر محبت مین قوت وکمال ہی
اوسی قدر ایمان واسلام مین بھی قوۃ وکمال ہی اور جسقدر محبت مین ضعف ونقصان
ہی بقدر اوسکے ایمان واسلام بھی ناقص وضعیف ہی اور پہچان اسکی اتباع واطاعت مین
ہی یعنی جو محب مخلص ہی وہ دل وجان سے مطیع متبع ہی کسی قول وفعل مین فرمانبرداری
کو ترک نہین کرتا ہمہ تن موافقت ومرضی مین سعی وکوشش واطاعت واتباع کی دل سے

نیت وخواہش رکھتا ہی اور ایسا ہی شخص خداوند کریم کا محبوب و پیارا ہی چنانچہ خداوند تعالی نے فرمایا ہی قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ یغفر لکم اتباع رسول اللہ دلیل محبت اللہ تعالی کی ہی اور ثمرہ اوسکا یہ ہی کہ اللہ تعالی بھی اوسکو دوست رکھے اور بخشدے اوسکو **اقول** سب کچھ سہی پر تمھین کیا تم لوگون مین نہ محبت کی علامت پائی جاتی ہی نہ اوسکے اسباب خیر اسباب و علامات کو چھوڑو انس و شوق و ذوق و محو و صحو و بقا و فنا و قبض و بسط وغیرہ لوازم محبت کو دیکھو شرح عین العلم ملا علی قاری مین ہی لامعنی لہا الا المواظبۃ علی الطاعۃ ولما انکر المحبۃ انکر الانس والشوق والذوق والمحو والصحو والبقاء والفناء والقبض والبسط وسائر لوازم المحبۃ وتوابع المودۃ وسائر مقامات اہل المعرفۃ غضب یہ ہی کہ صاحب ایضاح الحق نے ان امور کو بدعت حقیقیہ مین شمار کیا ہی اور یہ نہ سمجھے کہ یہ لوازم محبت سے ہین وبطلان لازم سے بطلان ملزوم کا ہوتا ہی پھر انکے بدعت ٹھہرنے سے نفس محبت مذموم ہو جائیگی چنانچہ ایک مقام مین لکھا ہی سعی کردن در تحصیل مقام فنای علمی و انسلاخ و اضمحلال و انکشاف مغیبات مثال و واردات وجد و حال و غیبت و استغراق و سکر و صحو و عقد ہمہ درباب تاثیرات کونیہ و نفسانیہ و اشراف خاطر و القای گرمی در قلوب حضار و تعیین اوراد و اذکار و ریاضات و خلوات و از العبیات و نوافل عبادات و التزام طاعات شاقہ ہمہ از قبیل بدعات حقیقیہ است انتہی مختصرا پھر صاحب ایضاح اور اونکی ذریات کے مذاق پر یون تقریر کر سکتے ہین کہ قوت و کمال ایمان و اسلام بقدر ضعف محبت ہی یعنی جسقدر محبت مین ضعف و نقصان ہی اوسی قدر ایمان و اسلام مین قوت و کمال ہی اور جسقدر محبت مین قوت و کمال ہی اوسی قدر ایمان مین ضعف و نقصان ہی جو محب مخلص ہی وہ غیر مطیع و عاصی ہی کسی قول و فعل مین تابع نہین ہمہ تن غیر مرضیات مین سعی و کوشش و نافرمانی مین دل سے نیت وخواہش رکھتا ہی اور ایسا ہی شخص خداوند کریم کا مغضوب ہی اور ثمرہ اوسکا یہ ہی کہ اللہ تعالی

اوسکو دشمن سمجھے اور وہ عمل بجہنم کرے سبحان اللہ کیا فہمیدہ ہی نہ دیدہ ہی نہ شنیدہ ہی محبوب کا مغضوب دشمن کا محبوب ہونا اندھیر ہی سمجھہ کا پھیر ہی پھر کہو مذاق صاحب ایضاح پر قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی الایہ سے کیا مراد ہی اس کا بھی کوئی مفہوم مخالف ٹھہراؤ موہنہ بنا بنا کر کوئی تاویل بتاؤ ٥

اُف ری گرمی محبت کہ تیرے سوختہ جان	جس جگہ بیٹھہ گئے آگ لگا کر اوٹھے

قال اور طریق نیک عمدہ حصول محبت کا بھی یہی اطاعت فرمانبرداری صوری و معنوی یعنی عقیدۂ موحدانہ و عمل صالحانہ ہی **اقول** اگر فی الواقع ایسا ہی ہی تو عقیدۂ موحدانہ و عمل صالحانہ سے بدعات حقیقیہ کا ملزوم ہاتھہ آئیگا لیکن اگر یہ تسمیہ بہ تقلید اہل اعتزال ہی یعنی چونکہ معتزلہ اپنے فرقے کو بسبب نفی صفات قدیمہ کے اصحاب التوحید کہتے ہین تم لوگون نے اوسی مصدر سے مشتق بنا لیا تاکہ ارباب نکات نام سے فرعیت و اشتقاق سمجھہ لین تو ہم کہین گے کہ تعدد ذوات قدیمہ محال ہی مگر تعدد صفات قدیمہ منافی وحدت ذات قدیمہ کی نہین ہوسکتی پھر جو محال ہی وہ لازم نہین آتا اور جو لازم آتا ہی وہ محال نہین ہان اگر موحد بہ تکلف صیغہ تکلف کا سمجھا جاوی بے تکلف تم لوگون پر صادق آئیگا نام سے ما فی الضمیر کھل جائیگا ٥

تو مکدر نہو تو عشق مین ہم	ایک آندھی ہین خاک اڑانے کو

قال اور جو منحرف و نافرمان ہی وہ مرکب شیطان ہی ہرگز ہرگز اوسکو محبت و الفت خداوند کریم و رسول علیہ الصلوۃ و التسلیم سے نہین ہی اگرچہ کسیقدر ظاہر مین صورت بناوے یا زبانی دعوی محبت و اطاعت کے ع

دعوی بلا دلیل قبول خرد نہین

محض دعوی زبان بدون تصدیق جنان و شہادت عمل جوارح و ارکان اس بارہ خاص مین نا مسموع و غیر مقبول ہی جیسا کہ شفای قاضی عیاض مین لکھا ہی ٥

تعصی الالہ و انت تظہر حبہ	ہذا لعمری فی القیاس بدیع
لو کان حبک صادقا لاطعتہ	ان المحب لمن یحب مطیع
لکاتبہ ٥ مطیع یار ہونا دل سے الفت کی نشانی ہی	ہمہ تن اوسکی مرضی مین جو ہو وہ یار جانی ہی

خلاف قول و فعل یار مین کب ہوتی الفت ہی — محبت کی دلیلونمین سے اک صدق اطاعت ہی
مخالف ہو کرے جو ہر طرح ہمیشہ عداوتکا — مناسب کب اوسے ہی منصفو دعوی محبت کا

اقول انحراف کے باب مین جو کچھ ارشاد ہوا وہ البتہ فرقۂ موحدہ پر طابق النعل بالنعل ہی مگر شفا قاضی عیاض سے جو شعر منقول ہوا وہ مذہب مرجح کا مؤید ہی شفا کی یہ عبارت ہی ویقال الحب من اللہ عصمۃ و توفیق ومن العباد طاعۃ کما قال القائل الخ ملا علی قاری شرح عین العلم مین فرماتے ہین کیف یفسر الحب بالطاعۃ والطاعۃ تتبع الحب وثمرتہ فلا بد ان یتقدم الحب ثم بعد ذالک یطیع من احب یعنی حب کی تفسیر طاعت نہین ہوسکتی اس لیے کہ طاعت تابع وثمرہ حب ہی تو پہلے حب ہونی چاہیے بعد اسکے طاعت خیر اگر منحرف ہین تو وہ ہین ہمکو اس سے کیا بحث گوش خر دندان سگ اہل سنت تو خدا کے فضل سے اطاعت و محبت مین سرگرم ہین جب احیانا بمقتضای طبع گناہ کرتے ہین تو شفاعت و وسیلۂ جمیلہ پر نظر کرکے خلاصۃ الوفا کا شعر پڑھتے ہین اور زار زار روتے ہین ~

عصیت فقالوا کیف القی محمدا — ووجھی باثواب المعاصی مبرقع
عسی اللہ من اجل الحبیب وقربہ — یدارکنی بالعفو فالعفو اوسع

انھین وھابیونکی طرح شفاعت و وسیلہ کا انکار نہین نحن بہ جبال وہم رجال پر اصرار نہین ~

یہ وہابی نجدی اک بلائے ناگہانی ہی — جو ہی دشمن خدا کا کب خدا کا یار جانی ہی
ہر ایک سنت کو کہتا ہی یہ بدعت ہی اسے چھوڑو — حدیث اسکے تصور مین کنھیا کی کہانی ہی
یہ ہی اصرار ذکر سرور عالم نہو ہرگز — محبت اسکو کہتے ہین یہی اوسکی نشانی ہی
مخالف ہو کرے جو ہر طرح ہمیشہ عداوتکا — محبت اوسنے اپنے دلمین بیشک خوب ٹھانی ہی
مناسب کب اوسے ہی منصفو دعوی محبت کا — شفاعت کا جو منکر ہی عداوتکا جو بانی ہی

قال مقتضای انصاف یہ ہی کہ مدعی دعوی محبت کو بدلیل اطاعت و انقیاد مستحکم و مضبوط ایسا کرے کہ کہین مجال نقض نہو نہ ایسا کہ اپنے مطلب کے کامون یا وقتون مین

گوشت خر آنکی کہ از چہ بیمار و بیگانہ قرمسنہ الامثال و دیانت

طریق محبت ظاہری کو اختیار کرے اور پھر مخالفت صریح کو کسی وقت ترک نہ کرے یا پیرایہ
اطاعت مین مخالفت و انحراف کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرے دست بنکر کام دشمنی کا
عمل مین لاوے اور مجمع احباب و فرمان برداروں کا درہم برہم کرے جم غفیر ہین کہ نص
صریح و احادیث صحیح کو بمقابلہ رسوم آبائی و اقوال موضوع ضعیف الاسناد بعض المشایخ
کہ وہ کسیطرح حجت شرعیہ نہین معطل و بیکار و ماول و محمول بمحامل غیر منقول و نامقبول
رکھتے ہین غلبہ ہواے نفسانی سے کچھہ بھی لحاظ احادیث صحاح و آیات بینات کا نہین
کرتے اپنے عمل و خواہش کے موافق مضامین نصوص کو تبدیل و تاویل علیل کر لصوص الدین
والدیانۃ بنتے ہین اور اوسپر ایسے ایسے اقوال و دلائل بارده لاتے ہین کہ ضمنا والتزاما کیطرح
الزام حضرت خداوندکریم و جناب رسول مقبول علیہ الصلوۃ والتسلیم پر عائد کرتے ہین اور تربیۃ
تبلیغ احکام و رسالت مین نقصان نکالتے ہین اعاذنا اللہ من ذلک یاران مطرسے بھاگ کر
زیر ناودان ٹھہرتے ہین نہین سوچتے کہ ہمین کیا قباحت ہی **اقول** ہمارے اس
رسالے کے ناظرین پر مخفی نرہیگا کہ یہ سب انھین حضرات کے کرشمے ہین سہ

بروز حشر اگر پرسند خسرو را چرا کشتی	چہ خواہی گفت قربانت شوم تا من ہمان گویم

یہ لوگ اپنے کام یاد قت مین طریق محبت ظاہر نکرکے محبت کے نام سے عداوت
رکھتے ہین اور سارے اوسکے لوازم کو بدعت حقیقیہ و ضلالت کہتے ہین اور خود رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے چھوٹے بھائی اور خدا کے یار جانی بنکر در پردہ صریح
دشمنی کا کام کرتے ہین قرآن و حدیث کے معنی من مانے کرتے ہین محدثین و اکابر
دین کو عموما بدعتی ٹھہراتے ہین اور جو کچھہ انکے اکابر و اصاغر ایضاح و معیار وغیرہ
مین لکھہ گئے ہین سمعنا و اطعنا کہکر اوسپر ایمان لاتے ہین سہ

روستائی ز دست باران جست	رفت و در پای ناودان بنشست

قال جسطرح مجوزین ہیئت مخصوصہ مروجہ مولد و قیام اس عمل کو مع ما فیہا بعضے باوجود

علم بدعت اوسکے اور بعضے نے علم یہ بسبب جہالت ایسے مصر اور اوسکے درپے ہین کہ ثواب
فرض و سنت و عبادات وجماعت سے بڑھکر جانتے ہین تارک الجماعت والفرائض عمداً والسنن کو
دوست رکھتے ہین اور اس امر کے بدعت کہنے والے اور جاننے والے کو بد کہتے ہین و برا جانتے
ہین **اقول** یہ تقریر محض بے سروپا ہی یہان صرف چند اختلال ذکر کیے جاتے ہین پہلا اختلال
جزء صوری یعنی ہیئت مخصوصہ مروجہ مولد و قیام بسیط ہی یا مرکب اگر بسیط ہی قیام عرض
واحد کا محال متعددہ مین لازم آتا ہی اور یہ فی نفسہ محال ہی اگر مرکب ہی تو اس جزو صوری
کے اجزا سے ہر جزو محال متعددہ سے کسی محل مین قائم ہوگا پس یہ جزو صوری امور متذکرہ سے
مرکب ہوگا پھر سوا اسکے ہی دوسری ماہیت کا محتاج ہوگا و ہکذا الی غیر النہایہ پس تسلسل لازم
آئیگا دوسرا اختلال ہیآت متنوع و منخ ماہیت مین داخل ہی جیسا کہ ظاہر کلام سے
مستفاد ہی یا نہین اگر داخل ہی تو مجلس کے لیے حقیقۃ متحصلہ نرہے کہ ما بہ النزاع ہو
اگر داخل نہین ہی تو اجزا ہیئت مجلس کے اجتماع اہل اسلام و ذکر محامد وولادت و رضاع و حلیہ و
کثرت درود و تقسیم ما حضر ٹھہرے کہ بعد حصول تمامی اجزا کے عوارض خارجیہ کیطرف منتظر الحصول
نہونگی پھر احتیاج ہیآت خارجیہ معبر بہیأت مخصوصہ کے نرہے تیسرا اختلال اگر علما و صلحا و فقرا
و اغنیائی اہل اسلام کے مجمع مین قرآن شریف و احادیث صحیحہ سے محامد جلیلہ سرور عالم صلی اللہ
علیہ وسلم کا مذکور ہو اور حال میلاد شریف و رضاع مطہر و حلیہ مقدس کا حسب روایات واقعیہ کے
بیان ہو پھر حاضرین پر ما حضر تقسیم ہو اسمین ہر شی حسن لذاتہ ہی کہ ہیأت عارضیہ سے
قبیح نہین ہو سکتا و مراد عی فعلیہ البیان چوتھا اختلال ما فیہا سے وہی اذکار وغیرہ مراد ہین
یا کوئی شی دوسری اگر اذکار مراد ہین تو ما فیہا کی عبارت بے موقع ہوگی اس لیے کہ یہ امور
اجزاء خارجیہ مجلس میلاد ہین انمین نسبت کل و جزو کی ہی نسبت ظرف و مظروف کی
نہین ہی اگر دوسری شی مقصود ہی تو پہلے اوسکی تفصیل کیجیے پھر جواب لیجیے پانچوان اختلال
کوئی عالم اسکے ثواب کو فرض سے بڑھکر نہین جانتا یہ محض اتہام ہی اگر سچا دعوی ہی کسی عالم کا

نام بتاؤ اوسکی عبارت دکھاؤ باقی ہے جاہل اگر کوئی جاہل ثواب فرض سے بڑھکر جانتا ہی تو کوئی جاہل کنھیا کا جنم سمجھتا ہی جاہلوں کی افراط و تفریط قابل بحث نہیں ہوتی چھٹا احتمال مجوزین تارک الجماعت والفرائض کو جو دوست رکھتے ہین جماعت و فرائض کے ترک سے یا مسلمان ہونے سے صورت اول کی تصدیق کوئی ذیعقل نہین کرسکتا اس لیے کہ ترک جماعت و فرائض سے مسلمانون مین رابطۂ اتحاد بڑھ نہین سکتا صورت ثانی مین کچھ قباحت نہین پائی جاتی اس لیے کہ ترک جماعت و فرائض سے مسلمان زمرۂ اسلام سے خارج نہین ہوتا علامہ حسن بن ابی بکر المقدسی غایۃ المرام فی شرح بحر الکلام مین فرماتے ہین وحجتنا فی ان العمل لیس من الایمان قولہ تعالی قل لعبادی الذین امنوا یقیموا الصلوۃ سماہم مومنین قبل اقامۃ الصلوۃ وفصل بین الایمان والصلوۃ وکذلک قولہ تعالی یاایہا الذین آمنوا اذا قمتم الی الصلوۃ سماہم مومنین قبل اقامۃ الصلوۃ یعنی اہل سنت وجماعت جو کہتے ہین کہ عمل شرط یا شطر ایمان نہین ہی اسکی دلیل خدا تعالی کا ارشاد ہی قل لعبادی الذین الآیۃ ویاایہا الذین آمنوا اذا قمتم الآیۃ ان آیات مین حقتعالی جل شانہ نے قبل ذکر اقامۃ الصلوۃ کے آمنوا فرمایا اور ایمان و صلوۃ مین فصل کیا شیخ احمد بن علی شافعی شرح وصیۃ امام اعظم ابی حنیفہ رح مین فرماتے ہین العمل غیر الایمان لما ان کثیرا من الاوقات یرتفع العمل عن المومن بعروض مانع شرعی او بدونہ فیجوزان یقال ارتفع عنہ العمل ومع ذلک لایجوزان یقال ارتفع عنہ الایمان لتحقق معنی المغایر بینہما فان الحائض یرفع اللہ تعالی عنہا الصلوۃ والصوم وامرہا بترکہما ویجوزان یقال رفع اللہ تعالی عنہا الصلوۃ والصوم ویجوزان یقال امرہا بترکہما ولایجوزان یقال رفع اللہ تعالی عنہا الایمان ام امرہا بترک الایمان یعنی عمل غیر ایمان ہی اس لیے کہ اکثر اوقات بسبب موانع شرعی وغیرہ کے عمل مرتفع ہوتا ہی پر ایمان نہین مرتفع ہوتا مثلا کہہ سکتے ہین کہ اللہ تعالی نے حائض سے روزہ و نماز اوٹھا لیا یا اوس سے نہی کی مگر یہ نہین کہہ سکتے کہ ایمان اوٹھا لیا گیا یا اوس سے نہی کی جانا چاہیے کہ مجوزین لوگ تو تم لوگونکو کچھ بھلا

نهین کهتے هان حب بمولد محبت سے مجمع محبین مخلصین مین ذکر میلاد و ولادت و رضاع و حلیه تشریف کیا جاتا هی اور تم لوگ ناحق ان لوگون کو مبتدع و کلاب اهل النار کهتے هو اوس وقت وه بهی کچهه جواب نه دے سکینگے

ندامت هوگی پیچهے سے نه سوچو گے اگر پهلے	یه دن کب دیکهتے صاحب اگر رکهتے خبر پهلے
زبان کسکی چلی کیجیا بتاؤ کون منه آیا	ذرا انصاف تب کیجے نکالا کسنے شر پهلے

قال مـ لانکه مشهور و معلوم هی که جو امر دین مین بعد قرون ثلثه یعنی نوے برس کے نیا نکلا هو وه بدعت هی کما فی شرح المصابیح لابن الملک من فعل فعلاً و قال قولاً فی الدین لیس فی القرآن ولا فی احادیث رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یجوز قبوله و یسمی ذلک الفعل و القول بدعة و فی العینی شرح صحیح البخاری البدع جمع بدعة و هو ما لم یکن له اصل فی الکتاب و السنة و قیل اظهار شیء لم یکن فی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم ولا فی زمن صحابته انتهی و فی البحر الرائق البدعة ما احدث علی خلاف الحق المتلقی عن رسول الله صلی الله علیه وسلم من علم او عمل و حال بنوع شبهة او استحسان و جعل دیناً قویماً و صراطاً مستقیماً انتهی و قال التفتازانی فی شرح المقاصد ان البدعة المذمومة هو المحدث فی الدین من غیر ان یکون فی عهد الصحابة و التابعین ولا دل علیه الدلیل الشرعی **اقول** اس قضیه کی کلیه غیر مسلم هی علی تقدیر التسلیم بدعت کا انحصار مذمومه مین نهین چنانچه شرح مصابیح مین بعد عبارت منقوله کے یه لکها هی ان البدعة نوعان سیئی و حسن فالسیئی کالزیادة علی ارکان الصلوة عمداً و اداء الصلوة النوافل علی الدوام بالجماعة و غیر ذلک و الحسن کالمنارة و تکثیر درجات المنبر لزیادة اعلام الاذان و کزیادة اذان الاول یوم الجمعة قبل الاذان الذی یکون بعد صعود الخطیب المنبر فان امیر المؤمنین عثمان رضی الله عنه وضعه و غیر ذلک مما لم یرد فیه علماء اهل السنة انما بل راو فیه مصلحة فلا باس به انتهی عینی مین هی و هی علی قسمین بدعة ضلالة و هی التی ذکرنا و بدعة حسنة و هی ما رآها المسلمون حسناً ولا یکون مخالفاً للکتاب و السنة او الاثر و الاجماع اور شرح مقاصد مین قبل عبارت منقوله کے لکها هی المحققون من الماتریدیة و الاشعریة لا یغیب احدهما الآخر الی البدعة الضلالة خلافاً للمبطلین المتعصبین حتی ربما جعلوا الاختلاف فی الفروع ایضاً بدعة و ضلالة

کا لقول بحل متروک التسمیہ عامدا او عدم نقض الوضوء بالخارج من غیر السبیلین وجواز النکاح بدون الولی والصلوٰۃ بدون الفاتحۃ ولا یعرفون ان البدعۃ المذمومۃ ہو المحدث فی الدین الّا بخصوص مصلحت انھیں کتابون سے ثابت ہوگیا کہ بعض بدعت حسنہ ہوتی ہی کہ اوسمین مصلحت ہی ہوتی ہی اور فروع کے اختلاف کو بدعت کہنا سطاین متعصبین کا کام ہی اس صورتمین فی الواقع مجلس مولود بدعت مذمومہ نہین ہوسکتی ہ

چشم باز و گوش باز و این ذکا	خیرہ ام در چشم بندی خدا
تیری کمر کو تیری ہو اگر کمر تو کہے	کہ آدمی جو کہے بات سوچکے تو کہے

قال اور یہ مجلس ہرگز قرون ثلثہ مشہود لہا بالخیر مین کبھی قرار نہ پائی اگر ہوتی تو کہین کہین صحابۂ کرام و تابعین و تبع تابعین و ایمہ مجتہدین حضرت امام ابوحنیفہ و امام شافعی و امام احمد بن حنبل و حضرت امام مالک امام الحرمین اور دوسرے ایمہ سے کرنا اسکا یا اوسکو عمدہ اور بہتر کہنا ثابت و منقول ہوتا یا کسی پیغمبر سے مجلس مولد کسی دوسرے نبی و رسول کی کرنا یا کہنا پایا جاتا حضرت آدم سے لیکر حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک بہت پیغمبر گذرے کوئی پیغمبر کا کرنا ثابت نہین ہوا اور کسی پیغمبر نے اپنی امت کو حکم عمل مولد کا نکیا اگر یہ امر مشروع و کار ثواب ہوتا کوئی پیغمبر تو کسی کو تاکید و حکم کرتے مثلاً حضرت سمٰعیل و یوسف علیہ السلام کب مجلس مولد حضرت ابراہیم و یعقوب علیہ السلام ترک کرتے اور کیون نہ اوسکی ترغیب فرماتے اسی طرح ہر حال اور انبیا علیہم السلام کا اور جو دعویٰ ثبوت کا قولاً و فعلاً کرے اوسپر واجب ہی کہ بسند صحیح ثابت کرے اور ایسا ہی حال ہی نبی الحرمین سید الثقلین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ خود آنحضرت نے باوجود نزول آیۂ بل ملۃ ابراہیم حنیفا کے اور فرمانے نحن احق بموسیٰ نخود کسی پیغمبر کا مولد کیا اور نہ اپنے مولد کیواسطے کسی صحابہ کو خصوصاً یا امت کو عموماً اشارۃً یا صراحۃً فرمایا **اقول** یہ مجلس خاص قرن اول مین کہ مصداق خیر القرون قرنی کا تھا قرار پائی تھی تنویر مین ہی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما انہ کان یحدث ذات یوم فی بیتہ

وقائع ولادته صلی اللہ علیہ وسلم قال حلت لکم شفاعتی وحضرت ابو درداسے مروی ہی انہ
مر مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی بیت عامر الانصاری وکان یعلم وقائع ولادته علیہ السلام
لابنائه وعشیرته ویقول ہذا الیوم ہذا الیوم فقال علیہ الصلوۃ والسلام ان اللہ فتح لک ابواب الرحمة
والملائکة کلهم یستغفرون لک من فعل فعلک نجی نجاتک اور اگر عدم النقل ہم تسلیم بھی کرلین
تو یہ منافی وجود کا نہین ہوسکتا فتح القدیر مین ہی وبالجملہ عدم النقل لاینافی الوجود پس جائز
ہی کہ یہ مجلس قرون ثلثہ مین پائی گئی ہو لیکن منقول نہو **قال** پایا نہ جانا اس عمل کا
زمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقرون صحابہ وتابعین وتبع تابعین مین یا اس وجہ سے
ہی کہ اوس امر خیر کی حاجت نہین ہی یا کوئی امر مانع اوسکا ہی یا اوسکے ثواب سے آگاہی وتنبہ
نہین تھا یا بسبب سستی وتکاسل کے یا بسبب مکروہ جاننے اوسکے وبجہت عدم مشروعیت
اس امر کے تھا پس عدم الحاجة ووجود مانع منتفی وباطل ہی کیونکہ حاجت طرف تقرب الی اللہ
کے ساتھ عبادت کے منقطع نہین تقرب الی اللہ کی حاجت ہمیشہ رہتی ہی اور بعد ظہور اسلام
وغلبہ مسلمین کے کوئی اوسکا مانع نہین سوائے ازین اسمین کسی مذہب کا حرج ومزاحمت نہین
واحتمال عدم التنبہ ووجود تکاسل کے بھی منتفی ہین اس لیے کہ یہ گمان حضرت نبی صلی اللہ علیہ
وسلم وصحابہ کی شان مین محض ناجائز بلکہ خوف گناہ ہی پس عدم ثبوت اس کا قولاً وفعلاً
آنحضرت سے نہین ہی مگر بجہت مکروہ ومذموم جاننے اوسکے فقط **اقول** اگر ہم تسلیم کرین
کہ یہ مجلس مائہ خیر القرون مین نہین پائی گئی تب بھی اس شبہے کے کئی جواب ہین پہلا
جواب بہت سے امور رای مجتہدین وعلمای امت پر چھوڑے گئے ہین کہ من سن سنة
حسنة فله اجرها واجر من عمل بها شرح مواقف مین ہی والجواب انه لما علم النبی صلی اللہ علیہ
وسلم ان الصحابة یقومون بذلک التعیین ولا یخلون به لم یفعل ذلک بعدم الحاجة الیه کما انه صلی اللہ
علیه وسلم لم ینص علی کثیر من الاحکام الشرعیة بل وکلها الی آراء المجتهدین الذین هم حماة الدین
واعلام الشرع دوسرا جواب چونکہ بسبب صحبت کثیر البرکت اور قرب زمانہ سنت کے اون ازمنہ

متبرکہ مین کوئی خلوت یا جلوت یا کوئی جلسہ یا حلقہ ذکر شریف سے خالی نہ تھا اس لیے اس مجلس کے انعقاد کی ضرورت داعی نہوئی مگر بعد قرون ثلثہ کے جب ازمنہ شریفہ سے بُعد نائی ہوا اور لوگون کے اوضاع واطوار واخلاق وآداب مین فساد شروع ہوا تو عظمت وجلالت حضرت خاتم رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد دلانے کے لیے اور محبت اور عقیدت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف متوجہ کرنے کے لیے اس مجلس کے تقرر وانعقاد کی ضرورت ہوئی چنانچہ مدارس کی ایجاد مین بھی اسی قسم کی ضرورت داعی ہوئی **قال** اور سخت تعجب ومقام افسوس ہی کہ جس امر کو حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ کرام رضی اللہ عنہم زمانہ خیر القرون مین اپنی ذات بابرکات کی تعظیم مین مکروہ ومبغوض جانتے تھے اس فرقے دو (دا) کے کمال نا فہمی سے اوسکو اس نا بشر القرون مین مخصوص بہ تعظیم جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لاسیما عین وقت ذکر ولادت باسعادت حضرت منتخب ومختص کیے ہین یہ کیسے محب ومدعی محبت ہین کہ جو چیز مکروہ ومبغوض حبیب کو سمجھے حبیب ہی کے خاص کرتے ہین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے استعمال حنا کو بجہت مکروہ جاننے حضرت کے ترک فرمایا تھا اور فرماتی تھین کہ میرے حبیب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوسکی بو کو مکروہ جانتے تھے اور عقلا بھی شی مبغوض ومکروہ عموماً کسی طرح باعث تعظیم کارہ نہین ہوسکتی **اقول** یہ کچھہ مقام تعجب وافسوس کا نہین ہی البتہ مقام افسوس کا یہ ہی کہ چونکہ تم جو کچھہ کہتے ہو بے سمجھے بوجھے کہتے ہو اس لیے تمھاری تقریر اور مونہہ دیکھہ کے لوگ قاقاہ کرکے لوٹ جاتے ہین اور مجھے رنج ہوتا ہی ہ

تم مسی ملکہ نہ غرفے سے نکالا مونہہ کرو		اور نہین گرمانتے تو جاؤ کالا مونہہ کرو

حضرت سلامت قیام تعظیمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین معمول تھا بلکہ آپ خود تعظیما کھڑے ہوتے تھے تم سے کسنے کہا کہ قیام تعظیمی کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مکروہ سمجھتے تھے شفاے قاضی عیاض مین ہی وعن عمرو بن السائب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان جالسا یوما فاقبل ابوہ من الرضاعۃ فوضع لہ بعض ثوبہ فقعد علیہ ثم اقبلت امہ

فوضع لہا ثوبہ من جانبہ الآخر فجلست علیہ ثم اقبل اخوہ من الرضاعۃ فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاجلسہ بین یدیہ یعنی ایکروز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے کہ حلیمہ سعدیہ کے شوہر آئے آپ نے اونکے لیے کپڑا بچھایا کہ وہ اوسپر بیٹھے پھر حلیمہ سعدیہ آئین آپ نے اونکے لیے دوسرا جانب کپڑے کا بچھایا کہ وہ اوسپر بیٹھین پھر حلیمہ سعدیہ کے صاحبزادے آئے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوے اور اونکو اپنے سامنے بٹھایا علامہ خفاجی نے شرح شفا مین لکھا ہے وفیہ دلیل علی انہ یجوز القیام تعظیما لمن یستحق التعظیم یعنی اس حدیث سے ثابت ہوتا ہی کہ تعظیم کے لیے کھڑے ہونا جائز ہی جو شخص مستحق تعظیم ہو امام نووی رسالہ قیام مین احادیث واقوال ایمہ نقل کر کے صورت اتفاق کی لکھتے ہین ہذا ما تیسر لنا من الاحادیث ونقول الایمہ فی الترخیص فی القیام حاصلہ انہ ثبت ذلک من فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنفسہ الکریمۃ وبامرہ بذلک الانصار وتقریرہ حین فعل بحضرتہ ومن فعل جماعۃ من الصحابۃ رضی اللہ عنہم فی مواطن وجہات مختلفات ومن جہۃ ایمۃ المسلمین فی اعصارہم فی الحدیث والفقہ والزہد والتدقیق رضی اللہ عنہم اجمعین اب ہم کہتے ہین کہ سخت تعجب ومقام افسوس ہی کہ جس امر کو حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ کرام رضی اللہ عنہم زمانہ خیر القرون مین اپنی ذوات بابرکات کی تعظیم کے لیے جانتے تھے تم لوگ اوس سے لوگون کو باز رکھتے ہو لاسیما عین وقت ذکر ولادت باسعادت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے

اب انصاف کرو کہ نافہمی کسکی ہی ؎

انصاف شیوۂ کرم آئین خسروی است
ورنہ بہر عروس و خروس است تخت و تاج

قال وفی المشکوۃ عن انس قال لم یکن شخص احب الیہم من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکانوا اذا راوہ لم یقوموا لما یعلمون من کراہیتہ لذلک رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث حسن صحیح یعنی مشکوۃ المصابیح مین حضرت انس بن مالک سے روایت ہی فرمایا حضرت انس نے کہ نہ تھا کوئی شخص بڑا محبوب نزدیک صحابہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

اور تھے صحابہ حب دیکھتے آتے حضرت کو تو کھڑے نہوتے تھے بسبب اسکے کہ مکروہ جانتے
تھے حضرت اس قیام کو روایت کی اس حدیث کو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہی
اقول یہ حدیث کراہت قیام پر دلالت نہین کرتی اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قیام
صحابہ کو یا بسبب تواضع کے مکروہ سمجھتے تھے مفاتیح شرح مصابیح مین ہی وہذا الحدیث لایدل
علی کون القیام مکروہا بل انما کرہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یقوموا الیہ للتواضع ہمارے دیار مین
اگر کسی بزرگ مرد معقول کی تعظیم کے لیے اوٹھہ کھڑے ہوتے ہین تو وہ تواضعاً کہتا ہی کہ
بیٹھے رہیے بیٹھے رہیے اسکا یہ مطلب نہین ہی کہ یہ قیام اوسکو ناگوار گزرا یا بسبب کمال انس
و محبت و مودت کے امام نووی رسالہ قیام مین فرماتے ہین والجواب عنہ ان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم کان بینہ و بین اصحابہ من الانس وکمال الود والصفا فلا یحتمل زیادۃ الاکرام
بالقیام فلم یکن فی القیام مقصود اور اگر فی الواقع مکروہ ہوتا تو خود آپ اپنے رضاعی بھائی کی
تعظیم کے لیے کیون کھڑے ہوتے قال وعن ابی امامۃ قال خرج رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم متکئا علی عصا فقمنا لہ فقال لا تقوموا کما یقوم الاعاجم یعظم بعضہا بعضا
رواہ ابوداود مروی ہی ابی امامہ سے کہا اونھنے رضی اللہ عنہ کہ نکلے جناب رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ لگائے ہوئے عصا پر پس کھڑے ہوئے ہم لوگ یعنی صحابہ
واسطے تعظیم حضرت کے پس فرمایا حضرت نے نہ کھڑے ہوتے جاؤ تم سب جیسا کہ کھڑے ہوتے
ہین اہل عجم تعظیم کرتے ہوئے بعض اونکے بعض کو روایت کی اس حدیث کو ابو داود نے
اقول اس حدیث مین بھی قیام تعظیمی مبحوث عنہ کی ممانعت نہین ہی بلکہ قیام اعاجم
کی ممانعت ہی یعنی خدام کا سردار و رئیس کے سامنے یا پشت پر تعظیما کھڑا رہنا
منہی عنہ ہی جیسا ہمارے ملک مین امیرون کے سامنے یا پشت پر خدام کھڑے رہتے
ہین حجۃ اللہ البالغہ مین ہی وعندی لا اختلاف فیہا فی الحقیقۃ فان المعانی التی یدور
علیہا الامر والنہی مختلفۃ فان العجم کان من امرہم ان یقوم الخدم بین ایدی ساداتہم و

من افراطهم فی التعظیم حتے کادیتحاتم الشرک فهدا عنه والی هذا وقعت الاشارة سے فی قوله
علیه الصلوة والسلام کما یقوم الاعاجم مرقاة مین هی ولعل الاوجه ان یقال انهم قاموا متمثلین
فنهاهم عن ذلک وعبر عنه بمطلق القیام للمبالغة فی المرام والمراد بالقیام الوقوف امام نووی
رسالۂ قیام مین فرماتے هین والجواب عنه من اوجه الاصح والاولی معناه الصریح انظار
منه الزجر الاکید والوعید الشدید للانسان ان یحب قیام الناس له لیس تعرض القیام بنهی ولا غیره وهذا متفق علیه
انه لایحل للانسان ان یحب قیام الناس له والنهی عنه هو محبة القیام ولا یشترط کراهته لذلک وخطور ذلک بباله حتی
اذا لم یحصل بباله وقاموا له اولم یقوموا فلاذم علیه فاذا کان معنی الحدیث ماذکرنا فمحبته ان یقام له محرمة فاذا احب
فقد ارتکب التحریم سواء قیم له اولم یقم فمدار التحریم علی المحبة ولا تاثیر لقیام القائم ولا نهی فی حقه بحال
فلا یصح الاحتجاج بهذا الحدیث یعنی اس حدیث مین زجر اون حضرات کے لیے هی جو لوگون کو اپنے
سامنے کهڑا رهنا پسند کرتے هون اس مقدمے مین صرف انکا پسند کرنا حرام هی کوئی شخص
اونکے سامنے کهڑا هو یا نه هو پهر اگر کچهه خدام اوسکے سامنے کهڑے هوے مگر
فی الواقع اسکے دلمین لگاؤ نهین هی تو قیام ممنوع نهوگا اور دوسری حدیث مین
اسکی تصریح بهی واقع هی مرقات مین هی وعن معاویة قال قال رسول الله صلی الله علیه
وسلم من سره ای اعجبه وجعله سرورا ان یتمثل له الرجال قیاما ای یقفون بین یدیه قائمین
لخدمته وتعظیمه والظاهر انهم اذا کانوا قائمین للخدمة لا للتعظیم فلا باس به فلیتبوء مقعده
من النار وقیل هذا الوعید لمن سلک فیه طریق التکبر واما اذا لم یطلب ذلک وقاموا من تلقاء
انفسهم طلبا للثواب ولارادة التواضع فلا باس به وروی البیهقی فی شعب الایمان
عن الخطابی فی معنی الحدیث هو ان یامرهم بذلک ویلزمهم ایاهم علی حب الکبر والنخوة
اس سے صاف معلوم هوتا هی که اگر لوگ کسی کے سامنے تعظیما کهڑے هون تو ممنوع
هی اور بعضون کا قول هی که یه وعید متکبرین کے لیے هی اور اگر تکبر مقصود نه هو اور
وه لوگ ثواب کے لیے یا بسبب تواضع کے کهڑے هون تو کچهه مضایقه نهین

اور بیہقی نے شعب الایمان مین خطابی سے نقل کی ہی کہ معنی حدیث کے یہ ہین کہ وہ کبر و نخوت سے اونکو کھڑے ہونے کا حکم کرے پھر اونکو کھڑا ہونا ضروری ہو پھر یہ حدیث صریح مبحوث عنہ سے خارج ہی افسوس ہی کہ تمنے قیام اعاجم کے معنی نہ سمجھے بے سمجھے بوجھے نئے نئے معانی احادیث مین پہناتے ہو آخر الامر مونہہ کی کھاتے ہو ع

ہوتے ہین پایمال گل اے بادنوبہار	کس سے اوڑائی تونے یہ رفتار کی طرح

قال عن سعید بن الحسن قال جاءنا ابو بکرۃ فی شہادۃ فقام لہ رجل من مجلسہ فابی ان یجلس فیہ وقال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن ذا الحدیث روایت ہی سعید بن الحسن سے اور حسن بصری سے کہا سعید بن الحسن نے کہ آئے نزدیک ہمارے ابو بکرہ ثقفی بیچ ایک گواہی کے پس کھڑا ہوا ایک مرد اپنی جگہ سے پس انکار کیا ابو بکرہ نے بیٹھنے سے اوس مجلس مین اور کہا کہ ہر آئینہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہی اس سے اقول یہ حدیث بھی قیام تعظیمی مبحوث عنہ سے خارج ہی البتہ مجالس نماز و سماع وعظ و علم وغیرہ مین کسی دوسری جگہ پر بیٹھنا منع ہی رسالہ قیام نووی مین ہی واما حدیث ابی بکرۃ فالجواب عنہ بان مولی ابی بردۃ مجہول وان یکون معناہ لایقم من مجلس الصلوۃ وسماع وعظ التذکیر والعلم ونحو ذلک فانہ یکرہ لہ ان یوثر بمجلسہ فی ہذا الموطن ویکرہ ایضا ان یوثر بموضعہ وینتقل الی موضع آخر ابعد من الامام وہکذا وما اشبہ ہذا من القرب یکرہ الایثار فیہا وہذا متفق علیہ عندنا بخلاف الایثار فی الطعام والشراب ونحوہما من حظوظ النفس فان الایثار فیہا محبوب وہو من شعائر الصالحین واخلاق الکرام والعارفین وفیہ نزل قولہ تعالی ویوثرون علی انفسہم ولو کان بہم خصاصۃ انتہی مختصرا

ع خوش آنکہ بجز سکوت رغبت نہ شود	تا بر سر حرف تند شدت نہ شود
دارم ز خدا امید کین شوخ مقال	در بزم سخن ساز ملامت نہ شود

قال اور جو لوگ حدیث ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے جو بیچ قصہ نزول بنی قریظہ بحکم سعد بن معاذ کے وارد ہی استنباط و قیاس جواز قیام کرتے ہین اور سند لاتے ہین

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للانصار قوموا الی سیدکم وی لوگ غفلت مین ہین غور کامل و تدبر
صحیح نہین کرتے **اقول** سبحان اللہ عجب کلام شیرین ہی عبارت صاف ملیح و نمکین ہی ؎

دہن تنگ مین جو آئی بات	بن گئی قند کی مٹھائی بات

مبتدا کو خبر کا فراق ہی شرط کو جزا کا اشتیاق ہی غرض عبارت مین عجب پیچ
و تاب ہی مضمون عسر و انتخاب ہی ؎

نہوا پر نہوا میر کا انداز نصیب	ذوق یارون نے بہت زور غزل مین مارا

بیہقی و محی السنۃ و امام نووی وغیرہ اکابر محدثین جواز قیام پر اس حدیث سے استدلال
کرتے ہین پھر سبکو مورد سہام دشنام بنانا غافل ٹھہرانا نچاہیے ؎

گالیان دیکے کیا کرتے ہین یہ قطع کلام	انکے موتھہ مین زبان ہی کہ الٰہی مقراض

قال اول یہ کہ مقام قیام تعظیم مین صلہ قیام کا لام کے ساتھہ آتا ہی جیسا کہ دونون
حدیثین مروی ہین سعید بن الحسن و ابی امامہ مین گذرا نہ ساتھہ الی کے اور اہل تمیز و واقفین
محاورات اہل عرب و ماہرین علوم معانی و لغت خوب جانتے ہین کہ اس محل قیام تعظیم
مین صلہ لام مناسب و مفید مدعا ہی نہ الی **اقول** یہ بحث قابل لحاظ نہین اوسکے
سارے مراحل طی ہوچکے ہین مرقات مین ہی وقد تعقب الطیبی للتوربشتی بان الی
فی ہذا المقام افخم من اللام واتی بما یرجع الیہ الملام **قال** دوم یہ کہ اگر اس قیام سے
قیام تعظیم مقصود تھا تو تخصیص انصار کی کیا وجہ تھی جو قال للانصار قوموا الی سیدکم مروی
ہی حکم عام مہاجرین و انصار و دیگر حضار کو فرماتے **اقول** یہ وجہ بھی نئی نہین ہی اس
مقدمے مین بھی محدثین بہت [illegible] تحریر فرماچکے ہین بعضے محدثین کہتے ہین امر
تعمیم ہی اور بعضے کہتے ہین کہ یہ قول خاص انصار کے لیے ہی مرقات مین ہی ثم اختلفوا
فی الذین عناہم النبی صلی اللہ علیہ وسلم بقولہ قوموا الی سیدکم ہل ہم الانصار خاصۃ ام
جمیع من حضر من المہاجرین معہم پھر اگر عام ہی چشم ما روشن دل ما شاد اور اگر خاص ہی

توبعد تسلیم قیام تعظیمی کے انصار کی تخصیص سے ہمارا کیا نقصان ہی ٥

شادم کہ از رقیبان دامن کشان گزشتی	گو مشت خاک ما ہم برباد رفتہ باشد

مرقات مین ہی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قوموا الی سیدکم قیل ای للتعظیم ویستدل بہ علی عدم کراہیتہ فیکون الامر للاباحۃ اولبیان الجواز یعنی بعض محدثین کا قول ہی کہ یہ قیام تعظیم کے لیے تھا اور یہ حدیث قیام تعظیم کے اباحت و جواز پر دلیل ہی مفاتیح مین ہی والغرض من ہذا الحدیث ان سعدا لما جاء قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لاصحابہ قوموا الی سیدکم قال محی السنہ القیام الی احد للاحترام غیر مکروہ بدلیل ہذا الحدیث یعنی غرض اس حدیث سے یہ ہی کہ سعد جب آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب سے فرمایا قوموا الی سیدکم محی السنہ نے کہا کہ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ کسیکی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا مکروہ نہین مرقات مین ہی وقال بعض العلماء فی الحدیث اکرام اہل الفضل من علم او صلاح او شرف بالقیام اذا اقبلوا ہکذا احتج بالحدیث جماہیر العلماء یعنی اس حدیث سے ثابت ہوتا ہی کہ علما و صلحا کے آنے کے وقت تعظیما کھڑا ہونا چاہیے اس حدیث سے جمہور علما جواز قیام پر حجت لائے ہین مرقات مین ہی قال وفی حدیث سعد دلالۃ علی ان قیام المرء بین یدیہ الرئیس الفاضل والوالی العادل و قیام المتعلم مستحب غیر مکروہ وقال البیہقی ہذا القیام یکون علی وجہ البر والاکرام کما کان قیام الانصار لسعد و قیام طلحۃ لکعب بن مالک اس عبارت سے ثابت ہوتا ہی کہ اگر کوئی شخص رئیس فاضل عادل کے سامنے کھڑا ہو یا شاگرد استاد کے سامنے کھڑا ہو تو مستحب ہی مکروہ نہین ہی بلکہ یہ قیام بطور بر و اکرام کے ہی جیسا کہ قیام انصار کا سعد کے لیے اور قیام طلحہ کا کعب بن مالک کے لیے تھا اب ہم کہتے ہین کہ اگر اس قیام سے صرف اعانت مقصود تھی تو تخصیص انصار کی کیا وجہ تھی جو قال للانصار قوموا الی سیدکم مروی ہی حکم عام مہاجر و انصار و دیگر حضار کو فرماتے اس لیے کہ صحابہ سب آپسمین نسبت اخوت کی رکھتے ہین ٥

کینہائی کہنہ شان از مصطفیٰ	محو شد در نور اسلام وصفا
اولا اخوان شدند آن دشمنان	ہمچو اعداد عنب در بوستان
صورت انگور ہا اخوان بدند	چون فسردی شیرۂ واحد شدند
غورۂ وانگور ضدانند لیک	چونکہ غورہ پختہ شد شد یار نیک

قال سیوم یہ کہ اگر سیادت اضافی معاذ بہ نسبت اور اصحاب کے باعث تعظیم کی ہوتی تو حضرت سید الخلق تھے تعظیم بالقیام حضرت کی بدرجۂ اولی جائز و مامور بہ ہوتی اور صحابہ کبار ضرور قیام کیا کرتے ہرگز اوسکو مکروہ و منہی عنہ نہ جانتے **اقول** اصل کیفیت یہ ہی کہ جب بنی قریظہ نے محاصرہ سے تنگ آکر عرض کیا کہ جو کچھ سعد بن معاذ حکم کرینگے ہم اوسپر راضی ہین سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ کو کہ کسی مقام قریب مین تھے بلوایا تا بمقتضی اپنے اجتہاد کے حکم کرین پھر سعد بن معاذ تشریف لائے اور مردان بالغ کے لیے قتل کا حکم دیا اور زنان واطفال کے لیے بردہ ہونیکا مفاتیح مین ہی لما نزلت بنو قریظۃ علی حکم سعد بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنو قریظۃ کانوا یہود یا فحاصرہم النبی علیہ السلام فنادوا من القلعۃ انا رضینا بما حکم علینا سعد بن معاذ وکان سعد نازلا فی موضع قریب من النبی صلی اللہ علیہ وسلم فارسل الیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فدعاہ لیحکم علی بنی قریظۃ بمقتضی اجتہادہ من قبلہم واخذ الفداء منہم واسرہم فحکم سعد بقتل من کان بالغا من رجالہم وسبی نسائہم وصبیانہم پھر ایسے محل مین تو بیشک سعد بن معاذ کی سیادت متحقق تھی اس لیے قوموا الی سیدکم ارشاد ہوا کہ موقع و وقت اسی کا مقتضی تھا باقی رہی گفتگو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم مین ہم کب اسکے منکر ہین ہم تو پکار پکار کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کو مامور بہ کہتے ہین اور صاف صاف کہتے ہین کہ صحابہ تعظیم بالقیام کیا کرتے تھے

فاش میگویم واز گفتۂ خود دلشادم	بندۂ عشقم واز ہر دو جہان آزادم

قال پس حکم قیام انصار کو واسطے اعانت و اتارنے کے کیا کہ سعد بن معاذ مریض تھے

اور اثر زخم غزوۂ یوم الاحزاب کا باقی تھا سواری سے مریض و زخمی کو اترنے مین تکلیف ہوتی ہی لہذا جب قریب آئے فرمایا قوموا الی سیدکم یعنی کھڑے ہوتے جاؤ سے اپنے سردار کو اوتار لاؤ **اقول** یہ سب تمھاری تقریرین سنی سند ہین اور ہمنے جو امر محقق تھا سابقا بہ تفصیل لکھا ہی **قال** سوای اسکے قیام کے معنی صرف کھڑے ہونیہی کے استعمال مین نہین آتے ہین کہین ارادے و مستعد ہونے کے معنی بھی آئے ہین جیساکہ اس آیۃ وضو مین اذا قمتم الی الصلوۃ فاغسلوا وجوہکم و ایدیکم الآیہ اس صورت مین بھی معنی صحیح یہ ہین کہ مستعد ہوتے جاؤ اور قصد کرو طرف اعانت اپنے سردار کے کہ مریض و زخمی ہین **اقول** قیام کے معنی ارادے و مستعد ہونے کے کتب حاضرۂ لغت مین نہین پائے جاتے معلوم ہوتا ہی کہ یہ معنی مجازی ہی اور معنی مجازی بلحاظ سامع کے ضروری ہوتا ہی اس لیے کہ سامع اول معنی حقیقی لیتا ہی جب معنی حقیقی نہین بنتے معنی مجازی سمجھتا ہی کما تقرر فی الاصول مدارک التنزیل و حقائق التاویل امام حافظ الدین نسفی مین ہی فعبر عن ارادۃ الفعل بالفعل لان الفعل مسبب عن الارادۃ فاقیم المسبب مقام السبب للملابسۃ بینہما طلبا للایجاز یعنی فعل سے جو ارادۂ فعل ارادہ کیا اسکی وجہ یہ ہی کہ فعل مسبب ہی اور ارادہ سبب ہی بلحاظ اختصار کے بسبب ملابست کے سبب کی جگہ مسبب کو قائم کیا پھر جس جگہ معنی حقیقی بلا تکلف بنتے ہین وہان ارتکاب مجاز کی کیا ضرورت ہی ۵

چونکہ برگردی و برگرد سرت	عالمی گردندہ آید در برت

قال الملخص کسطرح یہ قیام تعظیم و محبت سے علاقہ نہین رکھتا ہی اگر رکھتا ہی تو تارکین صحابہ و تابعین و سلف صالحین سے معاذ اللہ بے ادبی و ترک محبت و تعظیم ثابت ہوتی حالانکہ اونسے بڑھکر محبت و معظم و عظمت شناس ہونا دشوار ہی **اقول** جب نفس قیام تعظیمی کا مامور بہ ہونا ثابت ہو چکا تو کچھ نہین کھلتا کہ تم لوگون کو معاذ اللہ نفس مقدس و مطہر کی عظمت و جلالت کا انکار ہی یا صحابہ کے متادب بآداب ہونیکا اظہار ہی ۵

بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد	بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

قال حضرت صحابہ رضی اللہ عنہم قدم بقدم اطاعت و رواج دین و سنت مین جانفشانی
فرماتے تھے کیسے کیسے معرکے سر کیے و کتنی کتنی مشقتین اوٹھائین کوئی روایت
و قول و فعل و حال حضرت کا باقی نہین رہا کہ ہم لوگون تک بذریعۂ ازواج مطہرات
و بنات طیبات و صحابۂ کبار و اہل بیت اطہار نہ پونہچا اور حضرت نے خود بھی کوئی
دقیقہ تبلیغ رسالت و تعلیم احکام نچھوڑا یہان تک کہ مسائل وضو و غسل و طہارت و آداب
مجامعت جو نہایت پردے و حیا کی بات ہی اور قتال جنگ و جدال بیع و شرا و حالات
دوزخ و بہشت و آثار قیامت وغیرہ سب کچھ صراحۃ و کنایۃ بیان فرما چکے و تکمیل دین
کی ہو چکی چنانچہ آیۂ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی مصدق اوسکی نازل ہوئی
اقول مدارک مین ہی او اکملت لکم ما یحتاجون الیہ فی تکلیفکم من تعلیم الحلال والحرام
والتوفیق علی شرائع الاسلام و قوانین القیاس یعنی جسقدر تمکو حلال و حرام کے سیکھنے کی
ضرورت تھی سکھایا گیا اور شرائع اسلام و قوانین قیاس کی توفیق دی گئی چنانچہ
حدیث صحیح مین ہی من سن سنۃ حسنۃ فلہ اجرہا و اجر من عمل بہا پھر یہ عمل مولد دونو
قسمون مین کسی قسم سے خارج نہین اگر بیان صریحی مقصود ہی تو حدیث حضرت ابن عباس
والی درد ار رضی اللہ عنہ دیکھو و سنت حقیقیہ کہو اور اگر ضمنی مطلوب ہی تو تخریجات علمائ
سیوطی و ابن حجر وغیرہ محدثین معاینہ کرو اور سنت حکمیہ کہو **قال** پھر حضرت سے
تعین و تخصیص و تنقیح انعقاد نفس مجلس و قیام کی کیون باقی رہگئی جز اسکے کہ اسمین
کوئی قباحت رہی ہوگی اور کچھ دوسرا سبب متصور نہین ہوتا **اقول** اس مقدمے
مین بھی کوئی دقیقہ باقی نرہا بعضے محدثین نے حدیثین نقل کی ہین جنکو حدیث نملی
استخراج کیا اور معاذ اللہ اگر اسمین کچھ بھی قباحت ہوتی تو خود سرور عالم صلی اللہ علیہ
وسلم ارشاد فرماتے محدثین احادیث کی روایت یا اوسکے اصول کی استخراج نکرتے

قال اس لیے کہ حضرت مامور بالتبلیغ تھے قال اللہ تعالی یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک
من ربک و ان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس ان اللہ لا یہدی القوم
الکافرین یعنی اے رسول پونہچا دے جو کچھ اوترا ہے طرف تیرے رب کیجانب سے اور اگر
نہ پونہچاوے گا تو تو نہ ادا کریگا پیغام اپنے رب کا یعنی اگر پونہچانے سے کوئی ذرا سی بات
بھی منجملہ احکام الٰہی کے رہجاویگی تو یہ ثابت ہوگا کہ گویا تمنے کچھہ کام نکیا اور ایک بات بھی
نہ پونہچائی اقول بلحاظ شان نزول کے یہ آیت ما نحن فیہ سے خارج ہی اس لیے کہ
بعضے مفسرین کا قول ہی کہ جون کہ بعض لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرتے
تھے آیہ نازل ہوئی بعضے کہتے ہین کہ یہود کے عتاب کیلیے نازل ہوئی بعضے فرماتے
ہین کہ رجم و قصاص کے مقدمے مین بعضے کا قول ہی کہ زینب بنت جحش کے نکاح کے
باب مین اور بعضے کا ارشاد ہی کہ جہاد کے مقدمے مین معالم التنزیل مین ہی وروے
عن الحسن ان اللہ تعالی لما بعث رسولہ ضاق ذرعا وعرف ان من الناس من یکذبہ فنزلت
ہذہ الآیۃ وقیل نزلت فی عتب الیہود وذلک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دعاہم الی الاسلام
فقالوا اسلمنا قبلک وجعلوا یستہزؤن بہ فیقولون تریدان نتخذک حنانا کما اتخذ النصارے
عیسی حنانا فلما رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم ذلک سکت فنزلت ہذہ الآیۃ وامرہ بان یقول
لہم یا اہل الکتاب لستم علی شئی الآیہ وقیل بلغ ما انزل الیک من الرجم والقصاص نزلت
فی قصۃ الیہود وقیل نزلت فی امر زینب بنت جحش ونکاحہا وقیل فی الجہاد وذلک ان
المنافقین کرہوہ قال پس غور کرنا چاہیے کہ اس آیہ سے صاف معلوم ہوا کہ حضرت کو حکم
صریح و صاف تھا واسطے تبلیغ احکام الٰہی کے اور حضرت کسی احکام کو بدون تبلیغ باقی نرکھہ سکتے
تھے پس بیان حکم تقربا حضرت کا اس امر خاص مین دلیل بین ہی اسپر کہ اللہ تعالی کی
جانب سے کوئی شی اس بارہ مین نازل نہین ہوئی اگر ہوتی تو ضرور ہم لوگ تک بذریعہ حضرت کے
پونہچتی پھر اب جو لوگ اسکی استناد کرتے ہین باوجود نہونے کوئی آیت کے ایک شئ

بات نکالتے ہین اور صریح مخالفت آیات واحادیث کی کرتے ہین گویا حضرت پر الزام عدم
تبلیغ حکم خاص کا نکالتے ہین نعوذ باللہ منہا **اقول** یہ تقریر خلاف شان نزول موقوف
ہی ایک مقدمے پر یعنی یا ایہا الرسول انا انزلنا کل امر ونہی الیک بحیث لم یبق منہا شئے
اس صورتمین تمام اوامر ونواہی کا قرآن مین موجود ہونا اور ہر شی کے لیے ایک آیت کا ہونا
ضرور ہوگا اور احادیث و اجماع وقیاس عموما قابل احتجاج نہ ٹھہرینگے لیکن ہمنے حدیث کی
خدمت کی ہی وہ اس امر کی تصدیق ہرگز نہین کرسکتا انصاف مین ہی وعن شریح ان عمر بن
الخطاب کتب الیہ ان جاءک شئی من کتاب اللہ فاقض بہ ولا یلفتک عنہ الرجال فان جاءک
ما لیس فی کتاب اللہ فانظر سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاقض بہا فان جاءک
ما لیس فی کتاب اللہ ولم یکن فیہ سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانظر ما اجتمع علیہ
الناس فخذ بہ فان جاءک ما لیس فی کتاب اللہ ولم یکن فیہ سنۃ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ولم یتکلم فیہ احد قبلک فاختر ای الامرین شئت ان شئت ان تجتہد برایک
ثم تقدم فتقدم وان شئت ان تتاخر فتاخر ولا اری التاخر الا خیرا لک یعنی قاضی
شریح کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ اگر تمھارے پاس کوئی ایسا واقعہ آئے کہ وہ قرآن
شریف مین موجود ہو تو تم قرآن کے موافق حکم کرو اور اگر ایسا امر پیش ہو کہ قرآن مین نہو
اور حدیث مین پایا جاتا ہو تو حدیث کے مطابق عمل کرو اور اگر ایسا حادثہ ہو کہ قرآن و
حدیث مین نہو تو اجماع امت پر عمل کرو اور اگر اس قسم کا کوئی مقدمہ ہو کہ قرآن و حدیث
و اجماع امت مین نہو تو اگر چاہو اپنی رای کے مطابق عمل کرو اور اگر چاہو تاخیر کرو اور
یہ تمھارے لیے بہتر ہی انصاف مین ہی وکان ابن عباس اذا سئل عن الامر فکان فی
القرآن اخبر بہ وان لم یکن فی القرآن وکان عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخبر بہ فان
لم یکن فعن ابی بکر و عمر فان لم یکن قال فیہ برایہ یعنی جب حضرت ابن عباس سے کسی
مسئلہ کا کوئی سوال کرتا تھا پس اگر اوسکا جواب قرآن مین ہوتا قرآن سے جواب دیتے تھے

اور اگر قرآن مین نہوتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہوتا تو حدیث سے جواب دیتے
اگر ان دونو مین نہوتا تو حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے اقوال سے جواب دیتے اور اگر
کسی مین نہوتا اپنی رای سے جواب دیتے تھے اس تقریر سے معلوم ہوا کہ ہر شی خاص کے لیے
آیت ضروری نہین اور حدیث و اجماع و قیاس بھی حجج شرعیہ سے ہین **قال** و علی ہذا
القیاس صحابہ کبار و اہل بیت اطہار نے سب احوال و اقوال و افعال حضرت کے ہم لوگون
تک پہونچا دیے یہانتک کے خواب و خور و مباشرت و غسل و لباس و پوشاک و صوم و صلوۃ
و حج و زکوۃ و صحت و مرض و تخلی و استنجا و طہارت وغیرہا کلہا بیان و ذکر فرمایا جیسا کہ ماہرین
علم حدیث و سیر خوب واقف ہین صرف اک یہی بیان کثیر الثواب رہگیا شاید بگمان عاملین
و مجوزین کے سوای لا اصل لہ و عبث کے اگر کوئی وجہ خاص ہو تو بیان اوسکا بذمہ
مدعیان ہی اور قس علی ہذا حال ایمہ مجتہدین رحمۃ اللہ علیہم کا کہ باوجود کمال ذہن وقاد
و طبع نقاد و فرط کوشش و اجتہاد کے کہ کیسے کیسے قواعد کلیات و مسائل جزئیات
ہر باب کے نکالے اس بارہ خاص مین کوئی قول معتمد و روایت صحیح اونسے ثابت نہوئی
حالانکہ ہر ایک محب و مروج دین و محی سنن سید المرسلین تھے و من ادعی فعلیہ البیان
اقول یہ بیان کثیر الثواب بھی باقی نرہا اور تفصیل سابقا گزری **قال** بلکہ اونکے قواعد
مستخرجہ و ضوابط مستنبطہ سے بدعت ہونا اسکا خوب ظاہر و باہر ہی **اقول** مجھے معلوم
نہین کہ قواعد مستخرجہ کس کے ہین اور کیا ہین اور اون قواعد سے ظہور بدعت کیونکر ہوا اور بدعت سے کیا مقصود ہی

خوبیان یون تو ہین اس عالم تصویر مین سب — ایک بگر ناز سے یہ کم سخنی خوب نہین

بلکہ ہم قواعد مستخرجہ ابن حجر و علامہ سیوطی سے اسے سنت حکمیہ سمجھتے ہین کما ستذکر
قال اور مشایخ کرام متقدمین و صوفیان عظام متاخرین سے بھی مثل حضرت محبوب
سبحانی و قطب ربانی شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کہ صاحب تصانیف بھی تھے
ثبوت اسکا نہین پایا جاتا ہی بلکہ وہی بترک بدعات و تمسک بسنت شریفہ کی تاکید

فرماتے ہے چنانچہ مقالہ ثانیہ فتوح الغیب و مفتاح الفتوح اوسکی شرح مین لکھا ہی اتبعوا ولا
تبتدعوا پیروی کنید سنت او پیدا مکنید بدعتی را کہ در دین نبوده واطیعوا ولا تمرقوا و فرمانبرداری
کنید خدارا ورسول خدارا وبیرون میائید از حکم ایشان و وحدوا ولا تشرکوا و یگانہ دانید خدارا
و شریک مگردانید چیزی را با وی بدانید کہ ہرچہ در عالم واقع می شود ہمہ بقدرت و ارادت اوست
و نیست قادر و متصرف مگر او اور مقالہ سی و ششم مین فرمایا واجعل الکتاب والسنۃ
و بگردان قرآن و حدیث را امامک پیش خود و پیشوای خود بفتح و کسر ہر دو درست است
وانظر فیہما بتامل و تدبر و نظر کن بتامل و تدبر در کتاب و سنت واعمل بہما و کار کن بآن
ولا تغتر بالقال و القیل و الہوس و فریفتہ مشو بگفتگو از خود و از مردم و ترہات بی عمل و ہوس
و در کتب لغت گفتہ اند کہ ہوس نوعی از جنون ست قال اللہ تعالی وما اتیکم الرسول فخذوہ
و چیزی کہ بدہد و بفرماید شمارا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پس بگیرید آن را و عمل کنید بدان
وما نہکم عنہ فانتہوا و چیزیکہ باز دارد پیغمبر شمارا از ان پس باز آئید از ان واتقوا اللہ ولا
تخالفوہ و بپرہیز کنید از نافرمودہ حق و مخالفت نکنید رسول او را فتترکوا العمل بما جاء بہ
تا نگذارید کار کردن بانچہ آوردہ است او از رسول و تخترعوا لانفسکم عملا و عبادۃ و نو پیدا کنید
برای خود عملی او عبادتی را کہ رسول آنرا نفرمودہ است و از ینجا معلوم میشود کہ ریاضات و مجاہدات و
اعمال کہ نہ موافق شرع و فرمودہ حق باشند چنانکہ بعضی از طوائف درویشان کنند سود نکند ٥

ولیکن میفزای بر مصطفی		برنید دو ریع کوشش و صدق و صفا

کما قال اللہ چنانکہ گفتہ است عز و جل فی حق قوم ضلوا عن سواء السبیل در بارہ گروہی
کہ گم شدہ اند از راہ راست ہموار میانہ و اختراع کردند از پیش خود عملہا و عبادتہا و رہبانیۃ
ابتدعوہا و نو پیدا کردند اہل کتاب رہبانیت اکہ عبادتست از کثرۃ ریاضت و مبالغہ
در عبادت و گوشہ گرفتن و از خلق گسستن و قطع کردن شہوت و لذت نگویدن ما کتبناہا
علیہم ننوشتیم و فرض نکردہ ایم ما کہ پروردگار ایشانیم آنرا بر ایشان شکایت است از

فضولی کردن و بفرمودہ نایستادن این گروہ و بر خود دشوار کردن کار را عاقبت آنرا ہم
بجای نیاوردند و رعایت حق نکردند ثم انہ قدس کی ہو پیشتر بدرستی و راستی تحقیق پاک گردانیدہ
است وی عز وجل نبیہ پیغمبر خود را صلی اللہ علیہ وسلم و تنزیہ و دور داشتہ است اعدا من
الباطل از ناحق و دروغ فقال پس گفتہ است وی تعالی وما ینطق عن الہوی سخن
نمیکند وی صلی اللہ علیہ وسلم از پیش خود بہوای نفس خود ان ہو الا وحی یوحی نیست
منطوق وی کہ در ابلاغ شریعت میگوید مگر وحی کہ فرستادہ شدہ است بسوی وی ای
ما آتاکم بہ فہو من عندی لا من ہواہ و نفسہ یعنی چیزیکہ آوردہ است وی آنرا از دین و
شریعت از نزد من ہست نہ از خواہش و نفس او ست فاتبعوہ پس پیروی کنید او را ثم
قال پس گفتہ است حقتعالی قل ان کنتم تحبون اللہ بگو ای محمد ای محب من اے
محبوب من اگر ہستید شما کہ دوست میدارید خدا را و میخواہید کہ بقرب و وصول درگاہ
وی مخصوص گردید یا میخواہید خدا را کہ شما را باشد و شما را دوست دارد فاتبعونی یحببکم اللہ
پس پیروی کنید مرا تا دوست دارد شما را خدا لطف عبارت و معنی آن بر وجہ ثانی ظاہر
است و بر وجہ اول مقصود آن باشد کہ اگر شما میخواہید کہ محب خدا باشید مرا متابعت
کنید محب چہ کہ محبوب او خواہید شد و عبارت وی رضی اللہ عنہ نیز کہ فرمود فبین
ان طریق المحبۃ اتباعہ محتمل ہر دو معنی ست پس بیان کرد حق سبحانہ تعالی کہ راہی
کہ بآن محبت حق برسند اتباع پیغمبر ست صلی اللہ علیہ وسلم قولا و فعلا و در گفتار و کردار
و ہرگاہ اتباع در قول و فعل حاصل شد اتباع در حال کہ اثر و نتیجہ آن است نیز خواہد بود
کذا فی المواہب اثار الکاسب انتہی **اقول** فتوح و مفتاح کی عبارت ہمارے مدعا کے
اثبات کو نہایت مفید ہی اس لیے کہ اتبعوا سے پوری اتباع مقصود ہی اگر سنت حقیقیہ
کی اتباع کیجاوی و سنت حکمیہ بدعت ٹھہرائی جاوی یا اوامر کی اتباع کیجاوی اور نواہی کا
لحاظ نہو یا نواہی کی اتباع کیجاوی اور اوامر کا خیال نہو تو وہ پوری اتباع نہ سمجھی جاویگی

پھر جو لوگ کہ مجلس مولود نہین کرتے یا اوسے بدعت سمجھتے ہین وہ اتباع سنت باقسامہا سے محروم ہین فویل لہم مما کتبت ایدیہم وویل لہم مما یکسبون ۵

خط نے قلعی کھول دی آئینۂ رخسار کی	چشمۂ خورشید مین کائی لگی زنگار کی

قال الملخص صحابہ کبار واہل بیت اطہار باوجود اسکے احرص الناس علی جمیع العبادات واعلم الناس بامور الدین و اقربا بسید المرسلین تھے اور ائمہ مجتہدین جو اعلام شریعت و موسس اساس فقہ وکتاب و سنت و اقرب زمان صحابہ تھے جب انسے اس بارہ مین کوئی قول و فعل ثابت نہین تو بڑا تعجب ہی کہ چھہ سو برس کے بعد اس فرقہ کو کس سے اور کہان سے سند قوی و حکم و دلیل مستحکم حاصل ہوئی اور بمقابلہ اوس زمان و زمانیان کے کہ بنابر زمانیان مشہود لہا یا مابعد اوسکے قابل حجت و تمسک ہین پس یہ امر دو وجوہ سے خالی نہین یا تو وہی حضرات ان امور خاص کو دین و دینیات سے نہین جانتے تھے اس لیے اوسکی طرف توجہ والتفات نہ فرمائی یا اسکے ثواب و ترک کے عذاب سے ناواقف و بیخبر و بےعلم تھے جو اس حسنات سے محروم رہے یہ صریح البطلان ہی پس اول مقرر و ثابت ہوا **اقول** ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ یہ مجلس سنت حقیقیہ ہی یا حکمیہ اگر سنت حقیقیہ ہی فہو المطلوب اور اگر سنت حکمیہ ہی تو اسکے لیے قید زمانی نہین ہی ومن ادعی فعلیہ البیان **قال** اور اول جس شخص نے احداث اس امر محدث کا کیا سلطان مظفر الدین اربلی ہی کہ سن چھہ سو چار ہجری مین موجد اس امر نزاعی و بدعی کا ہوا چنانچہ تواریخ ابن خلکان مین جو بڑی معتبر و نامی کتاب ہی مفصل لکھا ہی کہ وہ فاسق و مسرف تھا ناچ و باجا و راگ و اسراف وغیرہ مین مصروف رہتا تھا **اقول** سلطان اصل موجد عمل مولد نہ تھا اور فاسق و مسرف بھی نہ تھا بلکہ پلے درجے کا متقی و نہی تھا اسی اتقا کی بدولت خاص اوسکے شہر مین بھی منکرات نہوتے تھے تاریخ ابن خلکان کیطرف جو ان لغویات کی نسبت کی گئی ہی غلط ہی اوسمین تو بڑی دھوم دھام سے سلطان کی تعریف و توصیف لکھی ہی ہم تھوڑی سی عبارت نقل کرتے

ہیں تا ناظرین پر اس اہتمام کی قلعی کھل جاوی اور ساری شعبدہ بازی و فتنہ پردازی یارون کی
نظر تحسین تک جاوی تاریخ احمد شمس الدین بن محمد بن ابراہیم بن ابی بکر بن خلکان موسوم بہ
وفیات الاعیان و انباء ابناء الزمان مما ثبت بالنقل او السماع او اثبتہ العیان میں ہی
اما سیرتہ فلقد کان لہ فی فعل الخیرات غرائب لم یسمع ان احدا فعل فی ذلک ما فعلہ لم یکن فی
الدنیا شیء احب الیہ من الصدقۃ کان لہ کل یوم قناطیر مقنطرۃ من الخبز یفرقہا علی المحاویج
عدۃ مواضع من البلد یجتمع فی کل موضع خلق کثیر یفرق علیہم فی اول النہار وکان اذا نزل من الرکوب
یکون قد اجتمع عند الدار خلق کثیر فیدخلہم الیہ ویدفع لکل واحد کسوۃ علی قدر الفصل من الشتاء او الصیف
او غیر ذلک ومع الکسوۃ شیء من الذہب من الدینار الاثنین والثلاثۃ واقل واکثر وکان قد
بنی اربع خانقاہات للزمنی والعمیان وملأہا من ہذین الصنفین وقرر لہم ما یحتاجون الیہ کل یوم وکان
یاتیہم بنفسہ فی کل عصریۃ اثنین وخمیس ویدخل علیہم ویدخل الی کل واحد فی بیتہ ویتفقدہ بشیء
من النفقۃ ویسالہ عن حالہ وینتقل الی الآخر وہکذا حتی یدور علی جمیعہم وہو یباسطہم ویمزح معہم و
یجبر قلوبہم وبنی دار للنساء الارامل ودار للصغار الایتام ودار للملاقیط رتب بہا
جماعۃ من المراضع وکل مولود یلتقط یحمل الیہن فیرضعنہ واجری علی اہل کل دار ما یحتاجون
الیہ فی کل یوم وکان یدخل الیہا فی کل وقت ویتفقد احوالہن ویعطیہن النفقات
زیادۃ علی المقرر لہن وکان یدخل الی البیمارستان ویقف علی مریض مریض
ویسالہ عن مبیتہ وکیفیۃ حالہ وما یشتہیہ وکان لہ دار مضیف یدخل الیہا کل قادم
علی البلد من فقیہ وفقیر اوغیرہما وعلی الجملۃ فما کان یمنع منہا کل من قصد الدخول الیہا ولہم
الراتب فی الدار فی الغداء والعشاء واذا عزم الانسان علی السفر اعطوہ نفقۃ علی ما یلیق
بمثلہ وبنی مدرسۃ رتب فیہا فقہاء الفریقین من الشافعیۃ والحنفیۃ وکان کل وقت
یاتیہا بنفسہ ویعمل السماط بہا ویبیت بہا ویعمل السماع واذا طاب خلع شیئا من ثیابہ
وسیر للجماعۃ بکرۃ شیئا من الانعام ولم یکن لہ لذۃ سوی السماع فانہ کان لا یتعاطی المنکر

ولا یمکن من ان خالہ الی البلد وبنی للصوفیة خانقاہین فیہما خلق کثیر من المقیمین الواردین ویجتمع فی ایام المواسم فیہا من الخلق ما یعجب الانسان من کثرتہم ولہما اوقاف کثیرة تقوم بجمیع ما یحتاج الیہ ذلک الخلق ولابد عند سفر کل واحد من نفقة یاخذہا وکان یسیر فی کل سنة دفعتین جماعة من امنائہ الی بلاد الساحل ومعہم جملة مستکثرة من المال یفتک بہا اسری المسلمین من ایدی الکفار فاذا وصلوا الیہ اعطی کل واحد شیئا وان لم یصلوا فالامناء یعطونہم بوصیة منہ فی ذلک وکان یقیم فی کل سنة سبیلا للحاج ویسیر معہ جمیع ما تدعو حاجة المسافر الیہ فی الطریق ویسیر صحبتہ امینا معہ خمسة او ستة الاف دینار ینفقہا بالحرمین علی المحاویج وارباب الرواتب ولہ بمکة حرسہا اللہ تعالی آثار جمیلة وبعضہا باق الی الآن وہو اول من اجری الماء الی جبل عرفات لیلة الوقوف وغرم علیہ جملة کثیرة وعمر بالجبل مصانع للماء فان الحاج کانوا یتضررون من عدم الماء وکان رحمہ اللہ متی اکل شیئا واستطابہ لا یختص بہ بل کان اذا اکل من زبدیة لقمة طیبة قال لبعض من بین یدیہ من اجنادہ احمل ہذا الی الشیخ فلان او فلانة فمن ہم عندہ مشہورون بالصلاح وکذلک یعمل فی الحلوا والفاکہة وغیر ذلک من المطاعم والمشارب والکساء وکان کریم الاخلاق کثیر التواضع حسن العقیدة سالم البطانة شدید المیل الی السنة والجماعة لا ینفق عندہ من ارباب العلوم سوی الفقہاء والمحدثین ومن عداہما لا یعطیہ شیئا الا تکلفا ولو استقصیت فی تعداد محاسنہ لطال الکتاب انتہی مختصرا محصل یہی کہ سلطان کے ہاتھ سے ایسے ایسے بھلائی کے کام ہوئے کہ کسی بادشاہ سے سنے نہ گئے ہر روز کئی مقام میں بہت سی روٹیاں محتاجوں کو دیتا تھا اور دولت پر خلق کا ہجوم رہتا تھا بقدر حاجت سبکو جاڑے گرمی کے کپڑے دیتا اور کچھ نقد ہر ایک کو دیتا تھا اور چار مکان اندھے اور اپاہج کے لیے بنوائے تھے کہ اونمیں اسی قسم کے لوگ رہتے تھے اور اونکے لیے ما یحتاج مقرر تھا اور خود اتوار و پنجشنبہ کو اونمیں آتا تھا اور ہر شخص کو دیکھتا تھا کھانے پینے کی کیفیت وغیرہ پوچھتا تھا اونکے ساتھ کشادہ پیشانی و مزاح سے بات کرتا تھا کہ اونکے دل خوش ہو جاتے تھے

اور بیوہ عورت اور یتیم لڑکے اور لقیط کے لیے ایک ایک مکان بنوائے تھے اور ہر مکان
کے لیے مایحتاج ہر ہر روز کا مقرر تھا اور خود اکثر وہان آتا تھا احوال دریافت کرتا تھا انکے نفقات
مقررہ سے زیادہ دیتا تھا اور جب شفاخانے مین آتا تھا ہر ہر مریض سے غذا وغیرہ کی کیفیت
پوچھتا تھا اور ایک مہمانسرا تھی کہ اوسمین ہر قسم کے مسافر بے مزاحمت آتے تھے اونکو
صبح و شام کھانا ملتا تھا جب وہ سفر کا عزم کرتے تھے اونکے لیے حسب مناسب نفقہ عنایت ہوتا
اور ایک مدرسہ بنایا تھا کہ اوسمین فقہای شافعیہ و حنفیہ رہتے تھے اور ہمیشہ اونکے پاس
آتا تھا اور کباب کھلاتا تھا اور وہین سوتا تھا پھر سماع کیطرف متوجہ ہوتا جب خوش ہوتا
اپنا کپڑا دیتا اور جماعت کو صبحکو انعام دیتا تھا سماع سے کمال رغبت تھی لیکن وہ سماع نہین
جو غیر مشروع ہی اشیای غیر مشروع کو تو اوسکے شہر مین بھی داخل ہونیکی اجازت نہ تھی اور
صوفیون کے لیے دو خانقاہین بنائی تھین کہ اوسمین بہت لوگ جمع رہتے تھے کہ جنکی کثرت
سے لوگ متعجب ہوتے تھے اور دونون خانقاہون کے لیے بہت اوقاف مقرر تھے کہ تمام
مصارف کے لیے مکتفی تھے اور اونکی روانگی کیوقت نفقہ ملتا تھا اور ہر سال دو بار امنا کے ہاتھ
بلاد ساحل کیطرف بہت مال و زر بھیجتا تھا کہ اوس سے جو مسلمان کفار کے ہاتھون مین
گرفتار رہتے تھے چھوڑائے جاتے تھے وہ قیدی جب خدمت مین حاضر ہوتے تو سلطان خود
بقدر مناسب اونکو دیتا اور اگر سلطان تک نہ پہونچتے تو حسب الحکم بادشاہ امنا اونکو دیتے اور
حاجیون کے لیے بڑی کفالت کرتا تھا پانچ یا چھہ ہزار اشرفیان حرمین شریفین زادہما اللہ
تعالی شرفا و تعظیما مین بھیجتا تھا کہ وہان مستحقین پر تقسیم ہوتی تھین اور مکہ معظمہ مین اوسکے
بڑے آثار ہین کہ بعض اب تک باقی ہین اسی سلطان نے جبل عرفات کیطرف پہلے
پانی جاری کیا اور پانی جمع ہونیکے لیے جگہ بنائی مدتہا قبل اسکے حاجیونکو پانی کی کمال
تکلیف تھی اور جب کوئی عمدہ کھانا یا میوے یا مٹھائی کھاتا تھا تو مشائخین صالحین کے
پاس بھیجتا تھا اور خود نہایت کریم الاخلاق کثیر التواضع حسن العقیدۃ نیک نیت شدید المیل

طرف سنت وجماعت کے تھا ارباب علوم سے سوای فقہا ومحدثین کے کسیکو نہین دیتا
تھا اگر احیانا دیتا تھا تو بہ تکلف اور اگر خوبیان اوسکی پوری بیان کیجائین تو کتاب بڑی
ہوجاے اگر اسی کا نام فسق واسراف ہی تو خدا حافظ ہے

چشم بد اندیش کہ برکندہ باد	عیب نماید ہنرش در نظر

قال چنانچہ حال مظفر الدین شاہ اربل کا اس مجلس کے اہتمام مین یہ تھا کہ تیار کراتا تھا
قبے لکڑی کے ہر قبے مین چار یا پانچ طبقے ہوتے تھے اور بیس یا زیادہ قبہ کھڑے کراتا تھا
ایک قبہ اپنے لیے اور باقی واسطے امرا اور اعیان دولت کے لیے ابتدای صفر سے
بذریعت وہ قبے آراستہ کیے جاتے تھے ہر طبقے مین اون قبون کے ایک جماعت راگ گانیوالون
کی اور ایک جماعت ٹپے اور خیال گانیوالونکی اور ایک جماعت باجے والونکی بیٹھتی تھی
پھر ہر روز بعد نماز عصر کے اپنے قبہ مین داخل ہوکر راگ گانیوالون کا سنتا تھا اور ٹپے
اور خیال خیال گانیوالون پر خوش ہوتا تھا اور خود ناچتا تھا اور جبکہ رہتے دو دن پہلے
مولد سے نکالتا اونٹ اور گائین اور بکریان بہت شمار سے زائد ساتھ طبلون اور آلات
غنا اور لہو کے جو کچھ وہ سکے یہان تھے یہانتک کہ لاتا اونکو میدان تک پھر جلدی کرتے
لوگ بادشاہ کے ذبح اور قربانی اونکی مین اور چڑھاتے دیگین اور پکاتے طرح طرح کے کھانے
پھر جب ہوتی رات مولد کی بہت راگ گواتا قلعے مین بعد نماز مغرب سے اقول البتہ
سلطان مجلس مولود شریف ایسی عمدہ طور سے کرتا تھا کہ جسکی تعریف انسان سے نہین ہوسکتی
تاریخ ابن خلکان مین ہی واما احتفالہ بمولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم فان الوصف یقصر
عن الاحاطة بہ لاکن نذکر طرفا منہ وہو ان اہل البلاد کانوا قد سمعوا بحسن اعتقادہ فیہ فکان
فی کل سنة یصل من البلاد القریبة من اربل مثل بغداد والموصل والجزیرة وسنجار ونصیبین
وبلاد العجم وتلک النواحی خلق کثیر من الفقہاء والصوفیة والوعاظ والقراء والشعراء ولا یزالون
یتواصلون من المحرم الی اوائل شہر ربیع الاول ویتقدم مظفر الدین بنصب قباب من الخشب

كل قبة اربع او خمس طبقات ويعمل مقدار عشرين قبة واكثر منها قبة له والباقي للامراء واعيان
دولته لكل واحد قبة فاذا كان اول صفر زينوا تلك القباب بانواع الزينة الفاخرة المستجملة
وقعد في كل قبة جوق من الاغاني وجوق من ارباب الخيال ومن اصحاب الملاهي ولم يتركوا
طبقة من تلك الطباق حتى زينوا فيها جوقا وتبطل معايش الناس في تلك المدة وما يبقى
لهم شغل الا التفرج والدوران عليهم وكانت القباب منصوبة من باب القلعة الى باب الخانقاه
المجاورة للميدان فكان مظفر الدين ينزل كل يوم بعد صلوة العصر ويقف على قبة قبة الى
آخرها ويسمع غناءهم ويتفرج على خيالاتهم وما يفعلونه في القباب ويبيت في الخانقاه
ويعمل السماع فيها ويركب عقيب صلوة الصبح يتصيد ثم يرجع الى القلعة قبل الظهر هكذا يعمل كل يوم
الى ليلة المولد وكان يعمله سنة في ثامن الشهر وسنة في ثاني عشرة لاجل الاختلاف الذي
فيه فاذا كان قبل المولد بيومين اخرج من الابل والبقر والغنم شيئا كثيرا زائدا عن الوصف وزفها
بجميع ما عنده من الطبول والاغاني والملاهي حتى ياتي بها الى الميدان ثم يشرعون في نحرها
وينصبون القدور ويطبخون الالوان المختلفة فاذا كان ليلة المولد عمل السماعات بعد ان يصلي
المغرب في القلعة ثم ينزل وبين يديه من الشموع المشتعلة شئ كثير وفي جملتها شمعتان او اربع
اشك في ذلك من الشموع الموكبية التي تحمل كل واحدة منها على بغل ومن ورائها رجل يسندها
وهي مربوطة على ظهر البغل حتى ينتهي الى الخانقاه فاذا كان صبيحة يوم المولد انزل الخلع من القلعة
الى الخانقاه على ايدي الصوفية على يد كل شخص منهم بقجة وهم متتابعين كل واحد وراء
الآخر فينزل من ذلك شئ كثير لا اتحقق عدده ثم ينزل الى الخانقاه وتجتمع الاعيان
والرؤساء وطائفة كثيرة من بياض الناس وينصب كرسي للوعاظ وقد نصب لمظفر الدين
برج خشب له شبابيك الى الموضع الذي فيه الناس والكرسي وشبابيك آخر للبرج
ايضا الى الميدان وهو ميدان كبير في غاية الاتساع ويجتمع فيه الجند ويعرضهم ذلك النهار
وهو تارة ينظر الى عرض الجند وتارة الى الناس والوعاظ ولا يزال كذلك حتى يفرغ الجند

من عرضهم فعند ذلک یقدم السماط فی المیدان للصعالیک و یکون سماطاً عاماً فیہ من الطعام والخبز شئی کثیر لا یحد ولا یوصف ویمد سماطاً ثانیاً فی الخانقاہ للناس المجتمعین عند الکرسی و فی مدۃ العرض ووعظ الوعاظ یطلب واحداً واحداً من الاعیان والرؤساء والوافدین لاجل ہذا الموسم ممن قدمنا ذکرہ من الفقہاء والوعاظ والقراء والشعراء ویخلع علی کل واحد منہم ثم یعود الی مکانہ فاذا تکامل ذلک کلہ حضروا السماط وحملوا منہ لمن یقع التعیین علی الحمل الی دارہ ولا یزالون علی ذلک الی العصر او بعدہا ثم یبیت تلک اللیلۃ ہناک ویعمل السماعات الی بکرۃ ہکذا دابہ فی کل سنۃ ولقد لخصت صورۃ الحال فان الاستقصاء یطول فاذا فرغوا من ہذا الموسم تجہز کل انسان للعود الی بلدہ فیدفع لکل شخص شیئا من النفقۃ یعنی سلطان مظفر الدین محفل میلاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو کرتا تھا اوسکی پوری تعریف نہین ہوسکتی چونکہ سلطان کا حسن عقیدہ درباب انعقاد مجلس میلاد وسکے شہرۂ آفاق تھا ہر سال بغداد و موصل وجزیرہ وسنجار ونصیبین و بلاد عجم سے جوق جوق فقہا و صوفیہ و واعظین و قراء وشعراء محرم سے اوائل ربیع الاول تک اربل مین آتے تھے اور سلطان لکڑی کے بیس عدد قبے قلعے کے دروازے سے خانقاہ کے دروازے تک جو میدان کے متصل تھا بنواتا تھا ہر قبے مین چار یا پانچ درجے ہوتے تھے ایک قبہ خاص سلطان کے لیے ہوتا تھا اور مابقی ہر ہر امیر و اعیان دولت کے لیے ایک ایک قبہ پھر اوائل صفر مین ان قبون کی نہایت زینت ہوتی تھی اور ہر قبہ مین ایک ایک جوق اہل سماع وارباب خیال کے ہوتے تھے اور لوگ خوشیان کرتے تھے اور سیر کرتے تھے سلطان بعد نماز عصر کے ہر ہر قبے مین تشریف فرما ہوتا تھا اور وہان مجلس سماع ہوتی تھی اور خیالات پر خوش ہوتا تھا اور خانقاہ مین خواب استراحت فرماتا تھا اور وہان بھی مجلس سماع منعقد ہوتی تھی پھر بعد نماز صبح کے شکار مین مصروف رہتا تھا اور قبل ظہر کے قلعے مین نزول اجلال فرماتا تھا شب میلاد تک یہی دستور رہتا تھا اور مجلس میلاد ایک سال آٹھوین تاریخ کو کرتا اور ایک سال بارھوین کو بلحاظ اختلاف روایت کے پھر مجلس میلاد کے

دو روز قبل بہت سے اونٹ و گائی و بکریان نکالتے تھے اور اونکو جلدی ہانکتے تھے طبول اغانی
و بلای کے ساتھ تا آنکہ وہ میدان مین پونہچتے پھر وہ ذبح کیے جاتے تھے اور انواع و اقسام
کے کہانے پکائے جاتے تھے شب میلاد کو بعد نماز مغرب کے مجلس سماع قرار پاتی قصائد
وغیرہ طرح مین سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پڑھے جاتے تھے پھر قلعے سے خانقاہ مین بڑی
روشنی کر و فر کے ساتھ داخل ہوتا پھر صبح شب میلاد کو صوفیہ کو خلعت بیشمار عطا ہوتے
پھر وعظ کے لیے کرسی نصب ہوتی اور ارکان دولت اور بہت سی مخلوق جمع ہوتی تھی
اور اوسوقت سلطان ایک ٹکیے برج مین رونق افروز ہوتا اوس برج مین ایک شبکہ کرسی کیطرف
ہوتا اور کئی شبکے میدان کیطرف اور اوس میدان وسیع مین فوج ملاحظے کے لیے
جمع ہوتی اور سلطان کی یہ کیفیت ہوتی کہ ایکبار فوج کے ملاحظے کو میدان کے شبکون
مین رونق افروز ہوتا اور ایکبار دوسری طرف کے شبکے مین وعظ سننے کے لیے اور فوج کے
ملاحظے و وعظ کے سننے کے وقت ہر اعیان دولت و فقہا و واعظین و قرا و شعرا کو
اپنے نزدیک بلاتا اور خلعت فاخرہ عنایت فرماتا جب ساری فوج ملاحظے سے گذرتی تو
بھونے گوشت و کباب و عمدہ عمدہ کھانے فقرا پر تقسیم ہوتے اور خانقاہ مین جو لوگ
مجتمع ہوتے اونکو بھی ملتے جب تقسیم کامل ہو جاتی تو ما بقی لوگون کے گھرون کو تقسیم ہوتا اور
یہ طور عصر یا عصر کے بعد تک رہتا پھر سلطان شب کو وہین آرام فرماتا و مجلس سماع کی
صبح تک رہتی ہر سال سلطان کا یہی طریقہ رہتا جب لوگ اپنے اپنے شہرونکا قصد کرتے
ہر شخص کے لیے نفقہ سلطان کیطرف سے عنایت ہوتا ان افعال سے پھر کوئی فعل
سلطان کا ایسا نہ تھا کہ علم و حلم و سخاوت و اتباع سنن و محبت علم کو مٹا کے فاسق و فاجر
بنادے سماع کو اکابر علما جائز و مشروع سمجھتے ہین اس لیے سلطان مجلس سماع مین حاضر ہوتا تھا
سلطان کا رقص عبارت ابن خلکان سے ثابت نہین ہوتا ۹

گلستان یابی اگر خود را تماشا سیکنی	نیست در عالم ایجاد از طاؤس کم

اگر ثابت بھی ہو تو رقص صوفیہ جائز ہی طبل بھی شرعاً جائز ہی شرح عین العلم ملا علی قاری مین ہی
واما ما عدا ذلک فلیس فی معناہ کالطبل والقصیب سوی ما اعتادہ اہل الشرب فانہ اذا ارتفع علیہ
المشابہۃ یبقی علی الاصل الاباحۃ انتہی مختصراً اس سے معلوم ہوتا ہی کہ جس مزامیر کو اہل شرب
استعمال کرتے ہین بسبب مشابہت کے ممنوع ہی ماوراء اسکے اپنی اباحت پر ہین جیسے
طبل و قصیب لشکر کا غنا و لہو بھی جائز ہی مرقاۃ مین ہی قال النووی اجازت الصحابۃ
غناء العرب الذی فیہ النشاد و ترنم والحداء و فعلوہ بحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم ومثلہ لیس بحرام
حتی عند القائلین بحرمۃ الغناء پھر ارتکاب مباحات شرعیہ سے ایسے عالم عامل سلطان
باذل کی شان مین یہ دشنام دہی ہرگز مناسب نہ تھی

الٰہی کس سکینہ کو مارا سمجھ کے قاتل نے کشتنی ہی	کہ آج کو چہ مین اسکے شور یا ہی فی نسب قیلتنی ہی

قال اور سبط ابن الجوزی نے اپنی تاریخ مرأۃ الزمان مین لکھا ہی مجلس راگ کی آراستہ کرتا تھا
صوفیون کے لیے ظہر سے فجر تک اور خود ناچتا تھا **اقول** البتہ حق سماع یہی ہی کہ حاضرین
اوسکو یا سامعین حاضرین کو جن چیزون سے تشویش حاصل ہوتی ہو نہ کرے اسی لیے
رقص منع ہی مگر جب ایسی بیہوشی طاری ہو کہ مطلق ان افعال کا علم نہو یا ایسی کیفیت
طاری ہو کہ اپنے کو ان افعال سے باز نہ رکھ سکتا ہو ایسی صورتمین معذور سمجھا جائیگا خود
شارع نے ایسے ایسے مواقع پر اجازت دی ہی کیا عام حدیبیہ مین اور عبد اللہ ابی رئیس
المنافقین کی وفات کے روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر حمیت دین کی غالب آئی تھی
کیا عام حدیبیہ مین صلح کا انکار اور ابن ابی کی نماز جنازہ کا اور دعا کا اور قبر پر کھڑے ہونیکا
انکار نہین کیا تھا اور کیا ابی طیبہ رضی اللہ عنہ نے خون سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا
کہ بعد حجامت کے نکلا تھا تبرکاً بسبب حب اسلام کے نہین پیا تھا شرح عین العلم ملا
علی قاری مین ہی ویحترز عما یشوش علیہ وعلی غیرہ ان امکن لہ کالرقص الا ان صار مغلوباً علی
عقلہ بحیث لا یعلم لفعلہ او کان مجذوباً لا یطیق الامتناع عنہ فیعذر الخ انتہی مختصراً اگر سلطان نے

کہ صوفی عالم عامل و اہل دل سے تھا بے اختیار و بے تاب ہو کر مجلس سماع مین
رقص کیا تو حسب تقریر صاحب عین العلم و ملا علی قاری کے کیا برا کیا

خلش خار کا کھٹکا ہی بغل مین موجود	دیکھ گل دعوی نازک بدنی خوب نہین

قال امام سرخسی نے شرح سیر کبیر مین لکھا ہی البتہ سماع اور قول اور رقص جو صوفی ہمارے زمانے
کے کرتے ہین حرام ہی نہین جائز ہی جانا اور بیٹھنا اوسمین اقول امام کے زمانے مین
صوفیونکی مجلس سماع مین مزامیر باامارد و نسوان ہوتے ہونگے اس لیے اوسے امام نے
حرام کہا ہوگا ایک قسم خاص کے حرام ہونے سے ہر اقسام کی حرمت لازم نہین آتی سماع
کی چار قسم ہین عبادت مندوب مباح حرام اگر سماع ترویح نفس و دفع ملالت کے لیے ہو
عبادت ہی اور اگر خدا کے حب اور اوسکے اوامر مین تامل کے لیے ہو مندوب ہی اور
اگر مقامات مباح مین سرور و فرح کے لیے ہو تو مباح ہی اور اگر بامزامیر ہو یا امرد و نسوان سے
ہو تو حرام ہی شرح عین العلم ملا علی قاری مین ہی او اکد المتغنی بہ حبہ تعالی بذکرہ والتامل
فی امرہ فانہ مندوب ان اکد المتغنی بہ السرور والفرح فیما یباح فیہ کالعید والعرس والولادۃ
والختان و حفظ القرآن کذا اجتماع الاخوان فی بعد الزمان للطعام والکلام وکذا قدوم بعض
الاصحاب من السفر فهو ماثور عن السلف والخلف بل عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم شاہ عبد العزیز صاحب
نے بعض جوابات مین تحریر فرماتے ہین در مقدمہ سرور و غنا و لو مع الدف روایات حنفیہ
مختلف آمدہ اما ارجح و اقوی من حیث الدلیل و مطابقۃ الاحادیث الکثیرۃ المشہورۃ فی
الکتب المعتبرۃ ہمین ست کہ سرور و غنا مجرد از مزامیر مباح ست و دف از جملہ مزامیر مستثنی است
زیراکہ سماع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بطریق صحیح ثابت شدہ پس عالم محقق را باید کہ بہمین
روایات فتوی دہد و اولیاء اللہ خصوصاً کبار چشتیہ سماع ہمین غنا فرمودہ اند کہ بحضور
مزامیر و آلات لہو و الغرض چونکہ اباحت سماع و غنا عظما صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی
ہی و مشایخ عظام و علمای کرام سلفا و خلفا مجلس سماع کرتے آئے اور اوسکے جواز کا

فتوی دیتے آئے تو نفس سماع کو حرام کہنا یا اوسکے سننے والے و فتوی دینے والیکو فاسق کہنا نچاہیے ؎

شستر راکہ شور طرب در سرست	اگر آدمی را نباشد خرست

شرح عین العلم ملا علی قاری مین ہی و اما نقل ابو طالب المکی اباحۃ السماع عن جماعۃ من الصحابۃ والتابعین کعبد اللہ بن جعفر و ابن الزبیر و معاویۃ وغیرہم فانما محمول علی سماع الشعر الذی لیس فیہ شیٔ من الغنا کسماع القرآن و اشعار العرب ولو بالالحان و اما علی مذہبہم المختار عندہم فان المسئلۃ خلافیۃ لا اجماعیۃ ؎

نازم بچشم خود کہ جمال تو دیدہ است	افتم بپای خود کہ بکویت رسیدہ است
ہر دم ہزار بوسہ زنم دست خویش را	کو دامنت گرفتہ بسویم کشیدہ است

قال اور ہدایہ مین ہی دلالت کرتا ہی مسئلہ اسپر کہ ملاہی سارے حرام ہین یہانتک کہ گانا ساتھہ بجانیکے **اقول** جو سماع مزامیر کے ساتھہ ہو اوسے ہم بھی حرام کہتے ہین یہ تقریر نہ تمھاری مفید ہی اور نہ ہمارے لیے مضر اس لیے کہ سلطان کے سماع مزامیر کے ساتھہ نتھے سلطان چونکہ خود عالم عامل تھا اور اوسکی مجلس مین اکابر محدثین و فقہا و متصوفین شریک رہتے تھے غیر مشروعات کو وہان دخل نہ تھا **قال** بالجملہ فاسق ہونا مظفر الدین بادشاہ مذکور اور اون لوگون کا کہ شریک اوسکے تھے اور مجلس نکالی ہوئی سلطان مذکور کو جائز کہتے تھے ثابت ہی اور فتوی ایسے لوگون کا قابل قبول کے نہین **اقول** سلطان و اوس کے یاران علمای محدثین تو ہرگز فاسق نہ تھے پر ہم ان لوگونکو گالی دیکے مفت مین فاسق بنتے ہو کہ سباب المؤمن فسوق ؎

چشم باز و گوش باز و این ذکا	خیرہ ام در چشم بندی خدا

قال اور مؤید اسکا معین ترویج ابو الخطاب عمر بن دحیہ ہو اور وہ وقت جانے خراسان کے اربل مین آیا مظفر الدین کا اہتمام دیکھکر واسطے خوشی و رضامندی مظفر الدین کے یک کتاب مسمی بہ تنویر فی مولد السراج المنیر تصنیف کر کے پیش کیا شاہ اربل نے ہزار دینار اوسکے صلہ مین ابن دحیہ کو دیا پھر تو جاری و ساری ہو گیا یہانتک کہ اس وجہ کو پہنچا حال تزین و التقا

شاہ اربل کا احداث بدعت و رواج و شغل غنا و مزامیر اسراف سے ظاہر ہو گیا کہ کیسا قابل ملامت
تھا **اقول** سلطان کی نسبت جو کچھ ارشاد ہوا سب خلاف واقع ہی نہ اوسنے کسی بدعت کا
احداث کیا نہ شغل غنا و مزامیر میں رہتا تھا نہ مسرف تھا نہ قابل ملامت تھا بلکہ متدین متقی عالم عامل سخی تھا

	گویند کہ ہجو کرد مارا شخصے		شیرین سخن و لطیف ہمچو شیر و شکر	
	صد شکر کہ آنچہ عیب با بود غبار		امروز برای دیگری گشت ہنر	

قال اور ابن دحیہ کو حافظ ابن حجر عسقلانی نے لسان المیزان میں بلفظ متہم فی النقل
مجروح کیا ہی اور ابن نجار نے ابن دحیہ کے حال میں نقل کیا ہی کہ رأیت الناس
مجمعین علی کذبہ وضعفہ وادعائہ سماع مالم یسمعہ ولقاء من لم یلقہ یعنی دیکھا مینے بہت سے
آدمیونکو کہ متفق تھے اوپر کذب ابن دحیہ کے اور اوپر ضعیف ہونے اوسکے اور اوپر
دعوی کرنے اوسکے سماع اوس حدیثون کے کہ نہ سنا اوسنے ابن دحیہ نے اور اوپر ملاقات
اوس شخص کے کہ جسکی نہ ملاقات کی ابن دحیہ نے خلاصہ یہ کہ جس حدیث کو وہ نہ سنے تھا
کسی شخص سے دعوی کرتا تھا کہ اوسکو سنا ہی اور جس سے ملاقات اوسکو نہ تھی دعوی کرتا تھا
کہ اوس سے ملاقات ہی اور کتب اسماء الرجال وغیرہ میں بہت قصے اوسکے واضع و کذاب
ہونیکے لکھے ہین چنانچہ علامہ سیوطی نے تدریب الراوی شرح تقریب النواوی میں بیان
اقسام وضاعین احادیث کے لکھا ہی ضرب یلجئون الی اقامۃ دلیل علی ما افتوا بہ بارائہم
فیضعون وقیل ان ابا الخطاب ابن دحیہ کان یفعل ذلک کانہ وضع الحدیث فی قصر المغرب
یعنی ایک قسم وضاعین حدیث کے وہ ہین کہ مضطر و پریشان ہوتے ہین جانب قائم
کرنے دلیل کے اوس مسئلہ پر کہ فتوی دیا ہی اوسکا اپنی رای سے پس حدیث بناتے
ہین کہا گیا ہی کہ ابو الخطاب بن دحیہ یہ بات کرتا تھا اور شاید کہ اوسنے وضع کی ہی حدیث
قصر کی نماز مغرب میں اور کہا بن حافظ ابو الحسین بن الفضل نے پس جانا مینے کہ یہ ابن
دحیہ ہلکا جاننے والا ہی دین کے کامون کا عادت رکھتا ہی جھوٹ بولنے کی دین کے

کا موئین اور حافظ ضیاء مقدسی نے ذیل کامل مین لکھا ہی کہ نہ اچھا معلوم ہوا مجکو حال ابن دحیہ کا تھا بہت برا کہنے والا اماموں کا اور خبر دی مجکو ابراہیم سنہوری نے کہ مشایخ مغرب نے لکھا جرح اور تضعیف ابن دحیہ کی اور پھر کہا حافظ ضیاء نے بعد نقل قول سنہوری کے کہ پھر دیکھین مینے ابن دحیہ سے بہت چیزین کہ دلالت کرتی تھین مجروح ضعیف ہونے پر

اقول ابن خطاب بہت بڑا عالم و محدث و ادیب تھا بلاد اندلس مین علم حدیث پڑھا اور وہانکے علما و مشایخ کی صحبت مین مدت تک رہا پھر وہانسے بر الغدوہ مین آیا پھر افریقیہ مین پھر دیار مصر مین پھر شام و شرق و عراق مین اور بغداد مین بعض اصحاب ابن الحصین سے سماع حدیث کی اور واسط مین ابو الفتح محمد بن احمد میدانی سے پھر عراق عجم و خراسان اور مازندران گیا لیکن یہ سبب سفر صرف تحصیل و تکمیل فن حدیث کے لیے تھا اور اصبہان مین ابی جعفر صیدلانی سے و نیشاپور مین منصور بن عبد المنعم سے سماع حدیث کی الغرض تحصیل علم حدیث مین اسقدر محنت و جانفشانی ابن دحیہ کے فضل و کمال پر بہت بڑی دلیل ہی تاریخ ابن خلکان مین ہی وکان ابو الخطاب المذکور من اعیان العلماء ومشاہیر الفضلاء متقنا لعلم الحدیث النبوی وما یتعلق بہ عارفا بالنحو واللغۃ وایام العرب واشعارہا الی آخرہا قال اس زمانے مین ادنی ادنی شخص جنھین ایک حدیث یاد نہین اور طلب حدیث مین کبھی دروازے کے باہر پاؤن بھی نہ رکھا اپنے کو محدث کہلاتے ہین اور ایسے ایسے اکابر کے حق مین رکیک کلمے زبان پر لاتے ہین فاکہانی کے جواب مین علامہ سیوطی یہ تحریر فرماتے ہین انہ احد ملک عادل عالم وقصد بہ التقرب الی اللہ عزوجل وحضر عندہ العلماء والصالحون من غیر نکیر وارتضاہ ابن دحیہ وصنف لہ من اجلہ کتابا فہولاء علماء متدینون رضوہ واقروہ ولم ینکروہ اس عبارت سے کمال تعظیم ابن دحیہ کی پائی جاتی ہی اس لیے کہ علما و صالحین کے ذکر کے بعد ابن دحیہ کا ذکر بطور تخصیص بعد تعمیم کے ہی جس سے فائدہ تعظیم کا حاصل ہوتا ہی سوا اسکے ہولاء

علماء سندیون کے مشار الیہ ابن دحیہ بھی ہین الغرض محدثین کے نزدیک ابن دحیہ کا
بہت بڑا اعتبار ہی اس لیے جا بجا اپنی کتابونمین ابن دحیہ کی روایات واقوال کی سند
لاتے ہین علامہ سیوطی طرح السقط ونظم اللقط مین فرماتے ہین قال القرطبی انہ لایجوز
للحاکم ان یقبل بعلمہ الا النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقال الحافظ ابن دحیہ اختص النبی صلی اللہ
علیہ وسلم بان لہ قتل من اتہم بالزنا من غیر بینۃ ولایجوز ذلک لغیرہ انتہی مختصرا علامہ
نے اس عبارتمین ابن دحیہ کو بلفظ حافظ معنون کیا ہی بغیۃ الوعاظ مین خود علامہ
سیوطی فرماتے ہین الحافظ ابو الخطاب کان من اعیان العلماء ومشاہیر الفضلاء
متقنا لعلم الحدیث وما یتعلق بہ اور تدریب الراوی کی عبارت جو ابن دحیہ کی نسبت
لکھی گئی ہی معنون بہ لفظ قیل ہی جس سے صاف ضعف نمایان ہی اس ضعف پر بھی
کانہ سے تمریض پائی جاتی ہی خیر اگر ہم فرض کرین کہ کسی نے قصر مغرب مین وضع حدیث
کی نسبت بھی کی تو کیا اس سے ابن دحیہ واضع ٹھہر جائینگے ابو حفص بلقینی
وابن الملقن وعراقی صاف فرماتے ہین کہ ابن دحیہ کیطرف کسی نے اسکا جزم نہین کیا
اور نہ اونکے ترجمے مین اسکا ذکر کیا کشف الحثیث عمن رمی بوضع الحدیث مین ہی
وضرب یلجئون الی اقامۃ دلیل علی ما افتوا بآرائہم فیضعون قال شیخنا العراقی کما نقل عن
ابی الخطاب ابن دحیہ ان ثبت عنہ انتہی وقد حدثنی مشایخنی الحفاظ الثلثۃ ابو حفص
البلقینی ابن الملقن والعراقی کل بالقاہرۃ بان ابا الخطاب ابن دحیہ المذکور وضع
حدیثا فی قصر صلوۃ المغرب ولم یجزم احد منہم بذلک وہذا لم اذکرہ فیہم لانہ لم یجزم احد منہم بذلک
ولم ار احدا جزم عنہ بذلک ولا ذکر ذلک فی ترجمتہ وکان ینبغی لشیخنا العراقی ان یمیل بغیر
ابن دحیہ لکونہ ما ثبت عنہ ذلک وعلامہ تلمسانی نفح الطیب من غصن الاندلس الرطیب
مین فرماتے ہین وتکلم فیہ جماعۃ فیما ذکرہ ابن النجار وقدرہ اجل مما ذکروہ قال جب
معلوم وثابت ہوا حال کاذب وفاسق ہونے محدث وعین ومرجح کا تو تکمل کیا

سب اہل انصاف وتمیز پر حال شیخ محدث کا کہ کس قدر مخالف ومجروح ومقدوح ہی و چنانچہ
کتاب شرعۃ اللہ مین مرقوم ہی ومنہا القیام عند ذکر وضع خیر الانام فی عمل مولدہ علیہ الصلوۃ والسلام
فانہ بدعۃ لا اصل لہ فی الشرع کیف وقد دلت الاحادیث والآثار علی کون القیام لتعظیم القادم مکروہا
فما بال ہذا القیام الذی احدث عند حکایۃ القدوم فی ہذا العمل فلو سلم مشروعیۃ القیام لتعظیم
القادم کما ہو مذہب بعضہم لا یلزم منہا مشروعیۃ ہذا القیام ولا تغتر باعتیادہ المدعون للوجد
والمحبۃ فان کثیرا منہم اشتغلوا بالمزامیر والملاہی والرقص وامثالہا مع اتفاق العلماء سیما
الحنفیۃ علی حرمتہا یعنی بعض بدعتیون سے قیام ہی وقت ذکر ولادت خیر الانام کے بیچ
عمل مولد آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کے پس ہر آیینہ وہ بدعت ہی کچھہ اصل نہین اوسکی
شرع مین کیونکر نہ ہو بے اصل ہو حال یہ کہ دلالت کیا احادیث وآثار نے اوپر ہونے قیام کے
مکروہ واسطے تعظیم شخص آنیوالے کے پس کیا حال ہی اس قیام کا کہ نوپیدا ہوا وقت بیان
قدوم کے اس عمل مولد مین پس اگر تسلیم کیجاوے مشروعیۃ قیام کی واسطے تعظیم آنیوالے
کی جیسا کہ مذہب بعضون کا ہی تو اس سے لازم نہین آتا ہی مشروع ہونا اس قیام کا
ونہ فریفتہ ہو تو ساتھہ اوسکے کہ عادت پکڑی مدعیان وجد ومحبت نے اس واسطے کہ اکثر اونھین
کے مشغول ہوئے ساتھہ مزامیر وملاہی وناچ وامثال اوسکے باوجود اتفاق علماء کے خصوص
علماء حنفیہ اوپر حرمت اوسکے **اقول** تقریر سابق سے کسی کا فسق وفجور ثابت نہین ہوا
بلکہ فضل وکمال واتباع سنن متحقق ہوا فتذکر یا سلف مگر شرعۃ اللہ کی عبارت جو نقل کی گئی
ہی وہ تمہاری تقریرات سابق کے منافی ہی اس لیے کہ اس سے صاف ظاہر ہی کہ بعض
مذہب پر قیام تعظیمی درست ہی اور تمنے سابقا کل کی نفی کی ہی سوا اسکے ارباب وجد
ومحبت کے مقدمے مین جو لکھا گیا کہ اکثر لوگ مزامیر وملاہی رقص مین مشغول رہتے ہین تو ہمکو
اوس سے بحث نہین نہ ہم ایسے لوگون کے قول کی سند لاتے ہین نہ اونکی اقتدا کرتے ہین ۔ ۵

جسنی تو نے افشان جو اس جبین ہی	ستارون مین اوسکی چنان اور چنین ہی

قال الحلبی وقال الشیخ محمد الشامی فی سیرتہ جرت عادۃ کثیر من المحبین اذا سمعوا بذکر وضعہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یقوموا تعظیما لہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہذا القیام بدعۃ لا اصل لہ یعنی کہا قامع البدعات مولانا شیخ محمد شامی نے اپنی کتاب سیرت میں کہ جاری ہوئی عادت اکثر محبین کی جب سنتے ہیں وہ ذکر ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام کرتے ہیں واسطے تعظیم آنحضرت کے وحال آنکہ یہ قیام بدعت بے اصل ہے **اقول** اس مقام پر تھوڑی سی عبارت بطور لا تقربوا الصلوۃ کے نقل کی گئی ہے پوری عبارت کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قامع البدعات استحسان کے قائل ہیں علامہ برہان الدین حلبی انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون میں فرماتے ہیں ومن الفوائد انہ جرت عادۃ کثیر من الناس اذا سمعوا بذکر وضعہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یقوموا تعظیما لہ صلی اللہ علیہ وسلم وہذا القیام بدعۃ لا اصل لہا ای لکن ہی بدعۃ حسنۃ لانہ لیس کل بدعۃ مذمومۃ وقد قال سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فی اجتماع الناس لصلوۃ التراویح نعمت البدعۃ وقد قال العز بن عبد السلام رحمہ اللہ ان البدعۃ تعتریہا الاحکام الخمسۃ وذکروا من امثلۃ کل ما یطول ذکرہ ولا ینافی ذلک قولہ صلی اللہ علیہ وسلم ایاکم ومحدثات الامور فان کل بدعۃ ضلالۃ وقولہ صلی اللہ علیہ وسلم من احدث فی امرنا ای شرعنا ما لیس منہ فہو رد لان ہذا عام ارید بہ خاص فقد قال امامنا الشافعی قدس اللہ سرہ ما احدث وخالف کتابا او سنۃ او اجماعا او اثرا فہو من البدعۃ الضالۃ وما احدث من الخیر ولم یخالف شیئا من ذلک فہو من البدعۃ المحمودۃ وقد وجد القیام عند ذکر اسمہ صلی اللہ علیہ وسلم من عالم الامۃ ومقتدی الائمۃ دینا وورعا الامام تقی الدین السبکی وتابعہ علی ذلک مشایخ الاسلام فی عصرہ فقد حکی بعضہم ان الامام السبکی اجتمع عندہ جمع کثیر من علماء عصرہ فانشد منشد قول الصرصری رحمہ اللہ فی مدحہ صلی اللہ علیہ وسلم وشرف وعظم ۵

قلیل لمدح المصطفى الخط بالذهب		على ورق من خط احسن من کتب
وان تنهض الاشراف عند سماعه		قیاما صفوفا او جثیا على الرکب

فعند ذلک قام الامام السبکی رحمه الله وجمیع من بالمجلس فحصل انس کبیر بذلک المجلس ویکفی ذلک فی الاقتداء یعنی بہت لوگون کی عادت ہی کہ جب ذکر ولادت باسعادت سنتے ہین تعظیمًا کھڑے ہوتے ہین اور یہ قیام بدعت ہی اسکے لیے اصل نہین ہی لیکن بدعت حسنہ ہی اس لیے کہ سب بدعت مذمومہ نہین ہوسکتی نماز تراویح کے لیے اجتماع ناس کی مقدمے مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا نعمت البدعۃ ہذہ عزبن عبد السلام نے کہا کہ بدعت پر احکام خمسہ متعلق ہوتے ہین کر انکی مثالون کا ذکر کرنا خالی طوالت سے نہین ہی اور یہ ایاکم ومحدثات الامور وغیرہ احادیث کے منافی نہین اسواسطے کہ یہ عام ہی اس سے خاص ارادہ کیا گیا امام شافعی نے کہا کہ جو بدعت مخالف کتاب یا سنت یا اجماع یا اثر کے ہو بدعت ضلالہ سے ہی اور جو نیک چیز کہ قسم خیر سے ہو اور انکے مخالف نہو وہ بدعت محمودہ سے ہی اور وقت ذکر اسم مبارک کے عالم امۃ مقتدی ائمہ امام تقی الدین سبکی نے قیام کیا اور انکے زمانے کے تمام مشایخ کبار نے اونکی اقتدا کی ایک روز امام سبکی کے پاس بہت علماء ہی زمانہ مجتمع تھے کہ کسی نے قول صرصری قلیل لمدح المصطفى الخ پڑھا امام اور تمام حاضرین مجلس کھڑے ہوے اور اس قدر اقتدا کے لیے کافی ہی **قال** صاحب نور الیقین لمن طلب الدین چیزیکہ نام آن مولد می نامند بدعت ست چہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیچ کس را بدین نفرمودہ ونہ خلفای او ونہ ائمہ ونہ خود این فعل کردہ اند انتہی **اقول** بدعت سے بدعت حسنہ مراد ہوگی اگر بالفرض سیئہ مراد ہو تو جواب اسکا سابقا مذکور ہو چکا ہی **قال** اور قاضی شہاب الدین دولت آبادی اپنے مجموعہ فتاوی مسمی تحفۃ القضاۃ مین لکھتے ہین کہ ما یفعله الجهال على راس کل حول فی شهر ربیع الاول لیس بشیء ویقومون عند ذکر مولده صلی الله علیه وآله وسلم ویزعمون ان روحه صلی الله علیه وسلم یجیء وحاضر فزعمهم باطل بل هذا الاعتقاد شرک وقد

وجد صادق من غیر ریاء وتکلف او قام باختیار من غیر اظہار وجد وقام له الجماعة فلابد من الموافقة فذلک من آداب الصحبة ولکل قوم رسم ولابد من موافقة الناس باخلاقهم کما ورد فی الخبر لاسیما اذا کانت اخلاقا فیها حسن العشرة والمخالطة وتطیب القلب بالمساعدة وقول القائل ان ذلک بدعة لم یکن فی عهد الصحابة فلیس کل ما یحکم بالاباحة منقولا عن الصحابة وانما المحذور بدعة تراغم سنة مأمورة ولم ینقل النهی عن شیء من هذا انتهی ملخصا اس مقام مین ہم کہتے ہین کہ جب کوئی شخص مجلس مولود مین وجد صادق سے یا بدون وجد کے کھڑا ہو اور جماعت اوسکے لیے کھڑی ہو تو موافقة کھڑے ہونا ضرور ہی سوا اسکے جب مجلس میلاد مین قیام استحسان علما سے ہوگیا ہی اور اہل اسلام عرب وعجم قیام کیا کرتے ہین تو ضرور چاہیے کہ آدمیونکی موافقت اخلاق مین کیجاے خصوصا جب اس قسم کے اخلاق ہون کہ اومین حسن عشرت ومخالطت ہو اور مساعدت سے باعث خوشی کا ہو اور اگرچہ اس قیام کا معمول زمانہ صحابہ مین نہ ہو مگر جو کچھ مباح ہی اوسکا زمانہ صحابہ مین ہونا ضرور نہین ہان بدعت محذورہ وہ بدعت ہی کہ سنت ماثورہ کے خلاف ہو اور اس مقدمے مین کہین نہی وارد نہین ہوئی **قال** سوا اسکے قدما اکابر علما مذاہب اربع جو بڑے نامی گرامی صاحب تصانیف معتبرہ ہین وہ مانع ومنکر اس عمل مولد کے ہین **اقول** اسما منکرین جو پیش کیے گئے وہ اقسام ہفتگانہ سے خالی نہین پہلی قسم اونکا مجوز ہونا یقینا معلوم ہی دوسری قسم کتب محولہ مین انکار نہین پایا جاتا تیسری قسم انکار اگرچہ پایا جاتا ہی مگر محققین مستندین نے اوسکا جواب بھی دیا ہی چوتھی قسم مذبذبین یعنی اونکے کلام سے بعض ناظرین مجوزین مین داخل کرتے ہین پانچوین قسم منکرین کیطرف سے تصحیح نقل نہو سکی چھٹی قسم منکرین غیر معتبر ہین ساتوین قسم منکرین مجہول الحال ہین **قال** مثل ابو عبد الله بن الحاج مالکی صاحب مدخل **اقول** یہ چوتھی قسم مین داخل ہین چنانچہ زرقانی شارح مواہب لدنیہ نے انھین مجوزین مین شمار کیا ہی اور علامہ سیوطی وشیخ عبد الحق دہلوی کے کلام سے بھی انکا مجوز ہونا پایا جاتا ہی اور سبیل الہدی میں ہی ان میلاد مین خاصته عبادة وخیر کے لیے بہت کچھ

لکھا ہی تھوڑی سی عبارت یہان نقل کیجاتی ہی وکان یحب ان یزاد فیہ من العبادۃ والخیر شکر اللمولی علی ما اولانا بہ من ہذہ النعم العظیمۃ وانکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یزد فیہ علی غیرہ من الشہور شیئًا من العبادات وما ذاک الا رحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم ورفقہ امتہ لانہ علیہ الصلوۃ والسلام کان یترک العمل خشیۃ ان یفرض علی امتہ رحمۃ منہ بہم اور ظاہر ہی کہ عمل مولد اسی مین داخل ہی **قال** اور احمد بن محمد المصری مالکی صاحب قول معتمد **اقول** یہ ساتوین قسم مین داخل ہین اور قول معتمد اسم بامسمی نہین ہی اگر ہی تو مجوزین کی کسی تحریرون سے یا اون کتابون سے کہ جن سے مجوزین نے نقل و استناد کیا ہو یا منکرین کی مستندین سابقین کی کتب مشہورہ و معروفہ سے یا عمومًا ادن کتابون سے کہ متداول و متعارف و مستند ہین اسکا استناد ثابت کیا جاے **قال** اور علی بن ابی الفضل المقدسی مالکی اور ابو القاسم عبد الرحمن بن عبد المجید مالکی اور محمد بن ابی بکر المخزومی مالکی مصنف کتاب البدع والحوادث **اقول** بلحاظ علامہ سیوطی و ابن حجر عسقلانی و ابن جزری و ابن جوزی و ملا علی قاری وغیرہ محدثین کبار کے یہ حضرات چھٹی قسم مین داخل ہین **قال** اور شمس الدین بن القیم حنبلی **اقول** یہ ابن تیمیہ کے خاص شاگرد ہین اس باب مین انکا قول قابل اعتبار نہین اس لیے یہ بھی چھٹی قسم مین داخل ہونگے **قال** اور شرف الدین احمد صاحب تاویلات اور علاء الدین بن اصل الشافعی مصنف شرح البعث والنشور اور عبد الرحمن مغربی حنفی صاحب فتاوی **اقول** بمقابلہ کلام علماء محدثین سابقین کے انکا کلام قابل وثوق نہین تو یہ بھی چھٹی قسم مین داخل ہوتے **قال** اور قاضی شہاب الدین ملک العلماء دولت آبادی مصنف تفسیر بحر مواج و مولف فتاوی تحفۃ القضاۃ **اقول** قاضی شہاب الدین کی تصانیف دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہی کہ قاضی صاحب کو علم حدیث نہ تھا چنانچہ سابقًا مذکور ہوا تو یہ بھی چھٹی قسم مین داخل ہین **قال** اور ببر علی افندی حنفی مصنف طریقۃ محمدیہ **اقول** ببر علی افندی تو مصنف طریقہ محمدیہ

کے نہیں ہین اور طریقہ محمدیہ مین اسکا انکار بھی پایا نہیں جاتا بلکہ مصنف اوسکے محمد آفندی بن علی رومی
ہین سو کل توابع روم سے ہی تو یہ دوسری پانچوین قسم مین داخل ہین **قال** اور ابن عبد افندی حنفی شارح
طریقہ محمدیہ **اقول** شارح اسکے عبد الغنی بن اسمعیل بن عبد الغنی نابلسی دمشقی ہین چنانچہ یہ شرح مصر مین
چھپ گئی ہی یہ بھی دوسری قسم مین داخل ہین **قال** اور علامہ فخر الدین خراسانی صاحب تاریخ
اقول یہ بمقابلہ اون محدثین کے چھٹی قسم مین داخل ہین **قال** اور امام شعرانی صاحب کتاب تنبیہ
اقول تنبیہ امام شعرانی مین کہین اسکا انکار پایا نہیں جاتا بلکہ امام نے لواقح الانوار مین شیخ احمد
بدوی کے مولد کی دھوم دھام جو لکھی ہی اوس سے صاف نمایان ہی کہ امام مجلس مولد نبوی کے جواز کے
کبھی منکر نہیں ہو سکتے لواقح الانوار مین ہی وتخلفت عن میعاد حضوری للمولد سنة ثمان واربعین
وتسع مائة وکان ہناک بعض الاولیاء فاخبرنی ان سیدی احمد رضی اللہ عنہ کان ذلک الیوم یکشف
الستر عن الضریح ویقول ابطا عبد الوہاب وماجاء اور دوسرے مقام مین ہی واخبرنی شیخ شیخنا الشیخ
محمد الشناوی رضی اللہ عنہ ان شخصا انکر مولدہ فسلب الایمان فلم یکن فیہ شعرة تحن الی دین
الاسلام فاستغاث بسیدی احمد رضی اللہ عنہ فقال بشرط ان لا تعود فقال نعم فرد علیہ ثوب
ایمانہ سبحان اللہ انکار مولد شیخ احمد بدوی رضی اللہ عنہ سے تو ایمان مسلوب ہو جاوی اور سید عالم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مولد سے کھلے کھلے انکار کیا جاوی تو امام پہلی و دوسری و چھٹی قسم مین
داخل ہین **قال** اور تاج العلماء تاج الدین فاکہانی **اقول** تیسری قسم مین داخل ہین اس لیے
کہ فاکہانی نے جو کچھ اس باب مین لکھا ہی علامہ سیوطی نے اوسکا نہایت عمدہ جواب دیا ہی
قال اور مولانا فضل اللہ صاحب بہجة العشاق **اقول** یہ چھٹی قسم مین داخل ہین **قال** اور
صاحب تلخیص البحر اور ابن نقطہ بغدادی اور صاحب فتاوی و خیر السالکین **اقول** یہ حضرات
بمقابلہ اون محدثین کے چھٹی قسم مین داخل ہین **قال** اور حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی
اقول یہ دوسری قسم مین داخل ہین رشید المتکلمین قاضی رشید الدین خان دہلوی رح جواب
استفتا مین کہ وہ بطور رسالے کے مدون ہی فرماتے ہین انچہ حضرت مجدد رضی اللہ تعالی

شاہ عنہ از مولود خوانی پیرزادہ ہای خود منع نوشتہ اند مراد ازان قصائد و نعت وغیرہ بالحان خوش
کہ داخل سماع و نغمہ باشد سد الباب مخالفت وضع بزرگان طریقہ نقشبندیہ قدس اللہ تعالی اسرارہم کہ شہزادہ ہا
ہر شب جمعہ مجلس سماع اختیار نمودہ بودند تفصیل اینمقدمہ در مقدمہ مکتوبات دویست و ہفتاد و سیوم
ومکاتبات دیگر از جلد اول حضرت رضی اللہ عنہ ایشان باید طلبید بحیثیت تطویل عبارات مکاتیب شریف ایراد
نمود انتہی **قال** اور علی ہذا القیاس ہر زمانہ ہر طبقات مین اتنے بکثرت مانعین ہوتے آئے کہ احصا و شمار
اونکا نہایت دشوار ہی نقل عبارات مین ان بزرگوار کے ایک دفتر طویل و طومار ہونیکا یقین ہی لہذا اسی قدر پر
اکتفا کی گئی **اقول** یہ جملہ کمال بے باکی سے تحریر ہوا کسی محدث سے انکار پایا نگیا اگر بسبب
غشاوت بشری کے فاکہانی مالکی سے انکار ہوا تو جواب اوسکا حافظ جلال الدین سیوطی سے موجود ہی

سوال بوسہ کوٹا لا جواب چین ابرو سے		برات عاشقان بر شاخ آہو اسکو کہتے ہین

اب ہم علمای محققین محدثین مجوزین مجلس میلاد کے نام مذکور کرتے ہین انمین بیشتر علما ایسے ہین
کہ تم لوگ اونکی جلالت و عظم شان مین بجز اعتراف کے یارا نہین انکار و چون و چرا کا چارہ نہین
حافظ ابو الفضل بن حجر عسقلانی حافظ ابو الخیر سخاوی حافظ ابو محمد عبد الرحمن بن اسمعیل المعروف
بابی شامہ علامہ ابن جوزی علامہ بن طغرل علامہ ابی عبد اللہ محمد بن النعمان شیخ ابو موسی الزرہونی
علامہ ابو بکر الدلقی علامہ ابو القاسم محمد بن عثمان اللؤلؤی علامہ ابو الحسن احمد بن عبد اللہ البکری
علامہ برہان محمد الناجی علامہ برہان ابو الصفا علامہ برہان بن یوسف القاقوس شیخ برہان الدین
بن عمر الجعبری مولوی تراب علی لکھنوی علامہ جلال الدین سیوطی علامہ جمال الدین العجمی
الہمدانی جمال الدین مرزا حسن علی میرک محدث لکھنوی مولانا حسن بجہنی علامہ ربیع قاضی
رشید الدین خان دہلوی مولانا زین المحمود الہمدانی النقشبندی حافظ زین الدین العراقی علامہ
سلیمان برسوی امام سعید الدین محمد مسعود کازرونی علامہ سیف الدین ابو جعفر ترکمانی دمشقی حنفی
شاہ سلامۃ اللہ بدایونی علامہ شمس الدین حنفی مولی حسن بحیری علامہ شمس الدین احمد بن محمد
شیواسی علامہ شمس دمیاطی المعروف بابن الستاطی علامہ شہاب الدین ابن حجر مکی ہیتمی

علامہ صدر الدین بن عمر الجزری مفتی صدر الدین دہلوی علامہ ظہیر الدین بن جعفر حافظ عماد الدین
بن کثیر ملا علی قاری شیخ عبد الحق محدث دہلوی شاہ عبد الرحیم مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی مولوی
فضل حق خیرآبادی علامہ قسطلانی مولوی کریم اللہ دہلوی شاہ مظفر الدین اربل شیخ محمد بن
حمزۃ العربی الواعظ شیخ محمد بن عثمان علامہ مجد الدین ابو طاہر علامہ محمد بن یعقوب الفیروزآبادی
قامع البدعۃ امام محمد شامی مولانا محمد طاہر صاحب مجمع البحار مولانا استادی مفتی محمد یوسف لکھنوی
مولانا استادی حافظ محمد عبد الحلیم لکھنوی مولوی محمد اسحاق دہلوی علامہ ناصر الدین مبارک بن
بطاح علامہ فصیح الدین الطیالیس مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی یوسف الحجاز وغیرہم شکر اللہ
مساعیہم انکے اقوال کی نقل مین البتہ بسط ہی **قال** اب ان مجوزین سے استفسار ہے
کہ کیا وجہ قیام کی ہی اگر بنظر تعظیم ہی تو پہلے احادیث سے گزر چکا کہ یہ قیام حضرت کو خود
حالت حیات دنیاوی مین مکروہ و مبغوض تھا پھر اب بدرجہ اولی اوس کراہتہ کی عایت چاہیے
مناسب نہین کہ جو حضرت کو ناپسند ہووے حضرت کی شان مین خاص کیا جاوے اور یہ گمان کہ اب
اوس امر مکروہ و مبغوض سے حضرت راضی ہونگے اگرچہ دنیا مین ناراض تھے نہایت گمان بد و قابل
تدارک و تعزیر ہی کسواسطے کہ شان بزرگان سے بعید ہی کہ جس امر کو برا جانتے و بد کہے اور اوس سے
ناراض ہون پھر اوسکو وس عالم تقدیس مین اچھا جانے اور اوس سے راضی ہون چہ جای شان پاک حضرت
مقدس علیہ الصلوۃ والسلام کے **اقول** یہ سب غلط ہی اور انکا جواب با تفصیل سابقا مذکور ہو چکا مگر ہاں ایسے

حدسے گزری بے نیازی بندہ پرور کب تلک	ہم کہینگے حال دل اور آپ فرماینگے کیا

قال اور بالفرض یہ تعظیم بھی ہو تو کسکی تعظیم ہی آیا تعظیم نام نامی کی تو ہر جگہ و من اول البیان
الی نہایۃ چاہیے نہ ایک جگہ خاص و ایک وقت مخصوص مین اور یہی ترجیح بلا مرجح ہی یا یہ تعظیم
خاص حضرت کی یا روح پاک حضرت کی ہی یا والدہ ماجدہ حضرت کی یہ بے سنے بے ادبی ایک قسم کی سخت ہی ہی
ایسے لوگ قابل تعزیر و لایق توبہ ہین کسواسطے کہ حضرت وہان تشریف رکھتے نہ روح پاک آتی ہی
نہ والدہ ماجدہ حضرت کی نہ وہ حالت خاص ہی و لو سلم کہ کسیکی تعظیم ہی تو ہم لوگ ایسی تعظیم کے

ماموز نہین ہین جیسا کہ علامہ فاکہانی نے لکھا ہی تعظیم قدر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بوجہ مشروع معہود لا بکل وجہ امر محمود ماعہدہ فی الشرع ذلک العمل وما امرنا من اللہ بجمع الناس لاظہار الفرح والاستبشار بمولد رسولہ الاکمل انتہی **اقول** یہ تعظیم آپکے ذکر و حدیث کی ہی شفاے قاضی عیاض مین ہی واعلم ان حرمتہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد موتہ وتوقیرہ وتعظیمہ لازم کما کان فی حال حیاتہ وذلک عند ذکرہ وذکر حدیثہ یعنی تعظیم و توقیر آپکی بعد ارتحال کے ویسی ہی چاہیے جسطرح عالم حیات مین کیجاتی تھی اور یہ تعظیم آپکے ذکر کے وقت اور آپکی حدیث کے ذکر کے وقت ہی جب امام مالک کے مکان پر لوگ آتے لونڈی پوچھتی کہ شیخ کا ارشاد ہی کہ تم لوگ حدیث سننے کے لیے آئے ہو یا مسائل پوچھنے کے لیے اگر وہ کہتے کہ مسائل پوچھنے کو تو امام مالک فوراً تشریف لاتے اور مسئلے بیان فرماتے اور اگر سماع حدیث کے لیے کہتے تو امام غسل فرماتے خوشبو لگاتے نیا کپڑا پہنتے عمامہ باندھتے سر پہ چادر رکھتے پھر باہر تشریف لاتے اور نہایت خشوع سے بیٹھتے اور اختتام حدیث تک عود جلاتے کذا فی الشفا علامہ خفاجی شرح شفا مین لکھتے ہین فجعل مجلس حدیثہ کمجلسہ حیا یعنی آپکی حدیث کی مجلس قائم مقام حیات کی مجلس کے کی گئی باقی رہی گفتگو اس باب مین کہ ذکر ولادت کیوقت کیون کھڑے ہوتے ہین سب ذکر بقصادی الاقدام ہی تو ہم کہتے ہین کہ جب سابقا ثابت ہوا کہ قیام قادم کے لیے مشروع ہی اور ذکر تولد کو قادم کے ساتھ مناسبت تامہ حاصل ہی اسواسطے قیام کے لیے علما نے اس مقام کو خاص کیا ہ

یہ لوگ ناواقف محبت نہو نگے واقف تیرے درد سے
کہ جب تلک مثل برق رگ رگ مین میری سرعت نہ دیکھ لینگے

سوا اسکے جنازے کو دیکھکے تعظیم ملائکہ کے لیے کھڑے ہوتے ہین مشکوۃ شریف مین ہی عن انس ان جنازۃ مرت برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقام فقیل انہا جنازۃ یہودی فقال انما قمت للملائکۃ رواہ النسائی اور کچھ شک نہین کہ ہر وقت دو فرشتے یعنی کراماً کاتبین ساتھ رہا کرتے ہین اور شرح حصن حصین مین ہی کہ مرغ فرشتے کو دیکھکے آواز کرتا ہی اور فجر و عصر کیوقت فرشتے کتابت اعمال کے لیے آتے ہین قال اللہ تعالی ان قرآن الفجر کان مشہودا

صفات میں ہی نخص بکرۃ واصیلاً بالذکر لاجتماع ملائکۃ اللیل والنہار فی ہذین الوقتین تحر اگر کوئی شخص جنازہ دیکھہ کے بلحاظ تعظیم فرشتے کے کھڑا ہو اوسوقت کوئی کہے کہ ہر وقت کھڑے رہنا چاہیے اس لیے کہ فرشتے تو ہر وقت ساتھہ رہتے ہین اور فجر وعصر کے وقت اور مرنے کی بولی سنکے کھڑا ہونا ضروری ہی ورنہ ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی تو یہ قول اوسکا محض لغو سمجھا جائیگا

خطے کہ گرد رخ او دمیدہ نہ موم ست		حصار این چمن تازہ حیف زقوم ست

قال بلکہ ہم لوگونکو خود حضرت نے اس قیام مین منع فرمایا ہی کما روی لا تقوموا کما تقوم الاعاجم پس ترک اسکا بے تعظیمی نہین ہی کیونکہ تعظیم کے معنی بزرگی کرنا یا بزرگ جاننا جیساکہ توحید کے معنی احد جاننا ہی **اقول** افسوس ہی کہ اس حدیث کے معنی تمنے نہ سمجھے جس قیام سے ممانعت ہی وہ یہان پایا نہین جاتا اور جو پایا جاتا ہی اوس سے ممانعت نہین **قال** ہم لوگ حضرت کو بزرگ بڑا جانتے ہین یہانتک **مصرعہ** بعد از خدا بزرگ نبی کریم ہین **اقول** اس تقریر سے جو بطور دفع دخل کے مذکور ہوے ہم اسقدر تسلیم کرتے ہین کہ تم لوگ حضرت کو بڑے بھائی کے برابر جانتے ہو وگرنہ ہیچ استغفر اللہ استغفر اللہ

یا صاحب الجمال ویا سید البشر		من وجہک المنیر لقد نور القمر
لا تدرک الثنا رکما کان حقہ		بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

قال اوسے اپنا سفیع اور شفیع یقین کرکے جان ودل سے مانتے ہین **اقول** اگرچہ مقتدا وشفیع ہونا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فی نفسہ حد ذاتہ ایک امر یقینی ہی مگر ہم تسلیم نہین کرتے کہ تم لوگون کا درباب اقسام خمسہ شفاعت کے یہ عقیدہ ہی کما ینبغی **قال** پس تعظیم کے معنی قیام کے نہین ٹھہرے **اقول** یہ امر ما نحن فیہ سے خارج ہی اس لیے کہ یہان معنی کے تنقیح وتعیین مین گفتگو نہین ہی بلکہ صرف اس امر مین ہی کہ قیام تعظیم کے لیے ہوتا ہی یا نہین **قال** سوا اسکے مدار وانحصار تعظیم کا اسی قیام مین کہانسے ہوا **اقول** اسکا بھی کسی نے دعویٰ کیا لیکن اس سے قیام تعظیمی کی نفی نہین ہوسکتی اگر کوئی

لوے کہ انحصار عبادت کا نماز مین نہین اس سے یہ لازم نہین آتا کہ نماز سے سلب مفہوم عبادت
کیا جائے **قال** اور یہ جو بعض الناس لکھتے ہین کہ یہ قیام بدعت فی العادت ہی ترک اوسکا
اولی ہی لیکن ترک مین گمان وہابیت کا ہوتا ہی اس سبب سے کرنا چاہیے اولا اس قول مین خود
تناقض ہی اعنی حکم ترک اور حکم فعل قیام ایک طرح آپسمین مخالف و متناقض ہین **اقول**
اولا معلوم نہین کہ یہ کس حضرت کا فرمودہ ہی ثانیا بسبب اختلاف موضوع کے ان قضایا
مین تناقض نہین ہو سکتا یعنی قیام بحیثیہ بدعت ہونے کے ترک اوسکا اولی
ہی قیام بحیثیہ رفع مشابہت فرقۂ وہابیہ کے فعل اوسکا اولی ہی **بیت**

نفی آن یک جہت و اثبات روا ست	چون جہت شد مختلف نسبت دو تا ست
ما رمیت اذ رمیت نسبت ست	نفی و اثبات ست و ہر دو مثبت ست

قال دوسرے یہ اگر امورات نا جائزہ مبتدعہ بگمان کسی تہمت ناحق کے جائز العمل ہو جاین
تو بہت منکرات و واہیات ایسے ایسے گمان باطل سے درست کیا بلکہ واجب العمل ہو جاوینگے
اقول تقریر سابق سے واضح ہی کہ قیام امورات نا جائزہ سے نہین بلکہ قامع البدعۃ محمد شامی
اسکے جواز کے قائل ہین اور یہ تہمت ناحق نہین اس لیے کہ وہابی عموما مجلس مولود و قیام کو
بدعت مذمومہ کہتے ہین اور اگر تہمت ہی تو کیا وہابی مجلس مولود مین قیام کیا کرتے ہین
قال تیسرے یہ کہ منع قیام وغیرہ کو وہابیہ سے کچھ علاقہ و واسطہ نہین بلکہ وہابیہ وہ ہی
جسے حکام وقت اپنے محض بدخواہ و دشمن جانتے ہین اور وہ مقابلہ ان حکام سے کرے
اور انکے امن و احسان کو فراموش کر کے عداوت کرے وہی وہابی ہی عامل احکام
شریعت اور پابند سنت ہرگز ہرگز وہابی نہین ہی **اقول** وہابی کی یہ تعریف
طردا و عکسا درست نہین شاید سمجھہ بوجھہ کے اس سے پہلو تہی ہوئی ہی **ع**

ملا کتے بجز این نیست آشنایان را	کہ آشنائی و بیگانہ وار میگذری

اسی طور پر ایک صاحب نے چھند بنایا ہی **ع**

وہابی کا معنی ہی رحمن والا	کچھ اور ہی سمجھتا ہی شیطان والا

قال جیسا کہ ترک مین گمان اتہام وہابیت کا ہو گا اوس سے بڑھ کر عمل و قیام مین قباحت شمول فرقہ مبتدعین کلاب اہل النار مین ہی جیسا امام مناوی نے اپنی کتاب کنوز الحقائق فی حدیث خیر الخلائق مین دیلمی سے نقل کی ہی قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم المبتدعۃ کلاب اہل النار یعنی فرمایا حضرت نے مبتدع کتّے دوزخیونکے ہین نعوذ باللہ منہا اور امام ابن حجر مکی نے کتاب زواجر عن اقتراف الکبائر کے کبیرہ ۱۸ ترک سنت مین احمد و ابو داود سے روایت کیا ہی قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من فارق الجماعۃ قید شبر فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ قال جلال البلقینی المراد بذلک اتباع البدع عافانا اللہ من ذلک وصح ایضا لعن اللہ من احدث حدثا ان اللہ حجب التوبۃ عن کل صاحب بدعۃ حتی یدع بدعتہ وفی روایۃ لابن ماجہ ابی اللہ ان یقبل عمل صاحب بدعۃ حتی یدع بدعتہ وفی اخری لا یقبل اللہ لصاحب بدعۃ صوما ولا حجا ولا عمرۃ ولا جہادا ولا صرفا ولا عدلا یخرج من الاسلام کما یخرج الشعر من العجین اقول تم لوگ جو مجلس مولد و قیام کو بدعت کہتے ہو اور مجوزین کو مبتدع اور اسپر حدیث مسند اذکور کرتے ہو اسکا منشا یا تعصب ہی یا جہالت یا بی حال جاننا چاہیے کہ بدعت سے مراد ترک سنت و ترک مسلک شیخ ابو الحسن اشعری و ابو المنصور ماتریدی ہی اور جو فرقہ انکے اور انکے اتباع کے مخالف ہو وہ فرقہ مبتدع ہی پھر مجلس مولود نہ بدعت ہی نہ مجوزین مبتدع البتہ اس صورت مین تم لوگ فرقہ مبتدع یا یون کہین کہ اوس حدیث کی موضوع مین داخل ہو سکتے ہو زواجر کے اوسی کبیرہ اکاون مین لکھا ہی وعبارۃ الجلال فی تعداد الکبائر السادسۃ عشر البدعۃ وہی المراد بترک السنۃ انتہی والمراد بالسنۃ ما علیہ امام اہل السنۃ والجماعۃ الشیخ ابو الحسن الاشعری و ابو المنصور الماتریدی والبدعۃ ما علیہ فرقۃ من فرقۃ المبتدعۃ المخالفۃ لاعتقاد ہذین الامامین و جمیع اتباعہما

نہ من بران گل عارض غزل سرایم و بس	کہ عندلیب تو از ہر طرف ہزار انند
گذار کن چو صبا بر بنفشہ زار و بہ بین	کہ از تطاول زلفت چہ سوگوار انند

قال چوتھے کہ یہ نئی دلیل جواز کے احداث کی ہی اقول یہ نئی دلیل تو نہیں بلکہ
پرانی دلیل ہی دیکھو بعض حضرات اپنے چھند مین مجلس معلود کو کنھیا کے جنم سے تشبیہ دیتے ہین

ہ کرتے ہین ہر سال کفار ہنود	اپنے یان شادی کنھیا کا ولود
اور نصاری مین بھی موجود ہی	حضرت عیسی کا جو مولود ہی
کرتے ہین وہ بھی بڑا دن سالمین	من تشبہ قوم ہین اعمال مین

پھر اگر بعض الناس نے بطور محاضرہ کے بحکم من تشبہ بقوم فہو منہم کے جسکی تحریف من تشبہ قوم ہین اعمال ہین مذکور ہی ترک ہین گمان وہابیت کا لحاظ کیا کیا برا کیا اور یہ نیا امر کیونکہ قرار پایا
قال پانچوین یہ کہ گمان اب بعد ظہور فرقۂ وہابیہ کے اس مبتدع محدث کو حادث ہوا شاہ ازبک کے وقت سے آج تک کسی اور کو بھی ہوا یا نہین اور قبل از ظہور فرقہ وہابیہ کیون اہتمام تھا کہ لوگ کرتے آئے اقول ہان یہ گمان بعد ظہور فرقۂ وہابیہ کے ہوا جیسا کہ صاحب چھند کو ہندوستان مین تشبیہ بجنم کنھیا کا لحاظ ہوا عرب عرباء کی مجالس معلود پر یہ تقریر جاری نہین ہو سکتی اس لیے کہ عرب مین جنم کنھیا کو کوئی جانتا بھی نہین قال علاوہ اسکے جو جو کام وہابی لوگ کرتے ہین مطابق قول باطل وس قائل کے اون سب کے کرنے مین یہ گمان تہمت عارض ہی پس اولی اون سب کا ترک معلوم ہوتا ہی حالانکہ اسمین قباحت عظیم ہی چنانچہ جو ماہر ہی اوسپر ظاہر ہی اور اوسکی تفصیل مین تطویل ہی العاقل تکفیہ الاشارة اقول ہان جو جو امور مختصات فرقۂ وہابیہ سے ہین اون سکے کرنے ہین یا اعتقاد رکھنے مین یہ گمان تہمت عارض ہی پس ترک اونکا اور عدم الاعتقاد ضروری ہی اور اسمین کچھ قباحت نہین ہی جو ماہر ہی اوسپر خوب ظاہر ہی کہ اہل سنت وجماعت اون امور کو نہین کرتے اور نہ اعتقاد اونکا رکھتے بلکہ شعار فرقۂ وہابیہ سمجھکر ہمیشہ اوس سے مجتنب رہتے ہین اور چونکہ اس امر کی تفصیل مین نہایت تطویل ہی اس لیے بطور اختصار کے ہم فرقۂ وہابیہ کی کیفیت اور اونکے عقائد اور اوسکے جوابات اس کتاب مین درج کرتے ہین تا طالبین کو اشتیاق نہ ہو جاننا چاہیے کہ بانی اول اس مذہب کا ابن تیمیہ

حنبلی ہی کہ اوسنے بنظر ضلال واضلال کے بیشتر امور دین مین پیدا کیے خدا کے لیے
جہت و جسمیت ثابت کی سفر زیارت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حرام بنایا حضرت علی و فاطمہ
زہرا رضی اللہ عنہا کو مرتکب معصیت و گرفتار غضب الٰہی ٹھہرایا چنانچہ بعض معتقدات فاسدہ
خاص اوسکے ہاتھہ کے لکھے ہوے بذریعہ عبد الرحمن عنبوسی جنگی کہ اوسکے تابعین سے تھا
دیار مصر مین پہنچے و قاضی شمس الدین بن عدنان کی نظر سے گذرے وہ ان کاغذات
و معتقدات کو قاضی القضاۃ زین الدین مالکی کے ملاحظے مین لائے الغرض علمای مصر نے
بغور تمام اوسے ملاحظہ فرمایا بلحاظ ارتفاع و انسداد فتنہ کے بادشاہ تک پہونچایا پھر ابن تیمیہ
کو حکم احضار ہوا و طہو امر کے لیے ایک مجلس مین مجمع قضاۃ اخیار و علماء ابرار ہوا پھر اکثر
اشخاص اعیان ملک کی شہادت سے ثابت ہوا کہ یہ ابن تیمیہ کے ہاتھہ کی تحریر ہی اور
اوسی کی واہی تباہی تقریر ہی ابن تیمیہ جواب شافی سے مجبور رہا گویا معترف بعجز و قصور
ہوا قاضی القضاۃ موصوف نے اوسکے حبس کا حکم فرمایا الغرض ۷۰۵ھ ہجریہ مین قلعہ جبل
مین لقید شدید محبوس ہوا اپنی رواج ضلالات سے محض مایوس ہوا پھر فوراً منشور سلطانی
دمشق و بلاد شام کو روانہ ہوا مساجد مین منابر پر بطور خطبے کے پڑھا گیا ہر کوچہ و برزن
مین شہر کے اشتہار کیا ہر شخص کو اوسکے مضمون سے خبردار کیا کہ ابن تیمیہ شقی ازلی و
فاسد العقیدہ ہی ہمارا فرمان یون نافذ ہوتا ہی کہ کوئی اس بدعتی کا پیرو نرہے
برخلاف اقوال ائمہ مجتہدین کے عمل نہ کرے جو شخص اس حکم کے خلاف کریگا وہ قتل
کیا جاویگا دمشق و بلاد شام مین بھی منادی ہوی ہی کہ جس عقائد باطلہ سے ہمنے ابن تیمیہ
کو قید کیا ہی جو شخص وہ عقیدہ رکھے گا اوسکی وہی سزا ہی ہمارے ممالک محروسہ مین
منصب قضا و مرتبہ امامت و ولایت سے معزول ہوگا اور اوسکی شہادت بلکہ ہر
قول و فعل اوسکا غیر مقبول ہوگا جیسا کہ ان تمام بزرگیون سے ان بدعتی کو ہمنے محروم
رکھا ہی اوسکے پیرو سے بھی وہی طریقہ مرعی رہے گا المختصر اگرچہ ابن تیمیہ نے اجرای مذہب

باطلہ مین کوئی دقیقہ نہ چھوڑا لیکن توجہ سلطانی وجد وجہد علماء لاثانی نے اوسکی بنا کو تہ وبالا کر کے
یکسر توڑا مگر بعد مدت مدید وزمانہ بعید کے عبدالوہاب نجدی نے مذہب ابن تیمیہ کو رواج دیا
بہت سے نادانونکو مکر کے پھندے مین پھنسا لیا چنانچہ بعد فتح مکہ کے یون عقیدہ
ٹھہرایا گیا کہ خدا ایک ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اوسکے پیغمبر ہین قرآن وحدیث پر عمل چاہیے
تمام عمر مین ایکبار سے زیادہ درود بھیجنے کی حاجت نہین پیغمبر سے شفاعت کی امید
نچاہیے اس لیے کہ اونکی شفاعت کچھہ مفید نہین خدا ہی کو پکارنا چاہیے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
کی ندا ہرگز درست نہین پھر عبدالعزیز بن عبدالوہاب نے عرب کے اکثر لوگون پر
قبضہ کیا لیکن سنہ ۱۸۰۳ء عیسوی مین مارا گیا پھر اوسکا بیٹا سعود جو وہابیہ مذہب کے مسائل
کے رواج دینے والونمین بہت مشہور تھا اوسکا قائم مقام ہوا اوسکی فوج تمام ملک عرب مین
پھیل گئی گنبدون و مسجدون کو گرادیا بددیون کے لباس سے کچھہ تکلف لباس پہننے والونکو
سزا کا حکم ہوا ستائیسوین اپریل سنہ ۱۸۰۳ء عیسوی کو مکہ فتح کیا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے
آل و اصحاب کے مزارون پر جو گنبد تھے توڑے یہانتک کے حضرت خدیجہ کبری رضی اللہ عنہا
وغیرہ کے گنبد کو بھی نچھوڑا اور حرم محترم کے خزانے کو لوٹ لیا مگر خاص بیت اللہ کا کچھہ نقصان نکیا

خط سعود کا سلیم یعنی قیصر روم کے نام

ہم چوتھی محرم سنہ ۱۲۱۸ ہجری کو مکہ معظمہ مین داخل ہوے ساکنین مکہ کو کسی قسم کی اذیت سائی
کے روادار نہوے اور تمامی گنبد جنکی پرستش مثل بتون کے ہوتی تھی گرادیے گئے
اور تمامی محصولات جو سیکڑا ڈھائی سے بڑھتے تھے معاف کیے گئے اور جو قاضی
سابق سے مقرر تھا بدستور بحال رہا چاہیے کہ آیندہ بادشاہان مصر و شام کو حکم ہو کہ محمل باندھے
ہوے طنبور بجاتے ہوے مکے مین داخل نہون کیونکہ دین کو ان چیزون سے کچھہ واسطہ
نہین اور چاہیے کہ ہمارے تمھارے درمیان معاملہ صلح کا رہے والسلام علیکم مرقوم سوین
ماہ محرم تیسری ماہ مئی سنہ ۱۸۰۳ء دوسرے سال مدینہ منورہ پر بھی فتح ہوی

اور وہان نکے گنبد ونکے ساتھہ بھی وہی معاملہ پیش ہوا اور توڑنے کے وقت کہتے تھے
دی اللہ رحمت کرے ان توڑنیوالونپر اور کچھہ رحمت نکرے بنانیوالونپر اسے جسنے سنا دلریش ہوا پھر سعود کا
حکم ہوا کہ گنبد شریف جو مزار سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی توڑا جاوے مینار چھوڑا جاوے لیکن چونکہ
مضبوط تھا اور حراست ایزدی اوسکی حامی تھی انکے توڑنے سے نہ ٹوٹا اور جب کئی
آدمی گر کے مرگئے بد دیونکے ہاتھہ سے چھوٹا اہل مدینہ کہتے ہین کہ اللہ تعالی نے وہابیون
کے ہاتھون سے اسے بچایا کسیکو اسکے توڑنے پر قادر نہ پایا اور اسکے قبل امام حسین علیہ السلام
کا گنبد جو کربلا ہی معلی مین آپکے مرقد مبارک پر تھا توڑا ہتک مین کوئی دقیقہ از دقائق نچھوڑا
آخر محمد علی بادشاہ مصر ۱۸۱۱ عیسوی مین عربستان کی تسخیر کیطرف متوجہ ہوے بعد
نصرت کے وہابیون کے اتنے کان کاٹے کہ تین تھیلیان کانونکی قسطنطنیہ کو روانہ
کیے اور بلاد معظمہ مقدسہ کو مثل مکہ معظمہ ومدینہ منورہ کے انکے قبضے سے نکال لیا پھر بدستور
انھین روم کی ریاست مین شریک کیا اس فتح نمایان سے روم کی سلطنت مین بڑی
دھوم دھام ہوئی ہر کس وناکس نے اظہار مسرت وخوشی کی جب تک سعود زندہ تھا
باوصف ظہور شکست فاحش کے اہل اسلام سے لڑتا رہا مگر ۱۸۱۴ عیسوی مین جب
اوسکے طائر روح نے قفس عنصری کو خالی کیا درباب جانشینی کے آپسمین اختلاف
ہوا کوئی کہتا تھا کہ فلان کو استحقاق ہی کوئی کہتا تھا علاوہ استحقاق کے عبد اللہ بن
سعود پر بیشتر لوگونکا اتفاق ہی پھر عبد اللہ بن سعود کو لوگون نے سردار کیا
مگر بعض بعض سردارون نے کہ یہ امر اونکے خلاف مزاج تھا اوسکی اطاعت سے
صریح انکار کیا پھر ۱۸۱۹ عیسوی مین ابراہیم بن محمد علی بادشاہ مصر نے عبد اللہ کو
شکست فاحش دیکے قید کر لیا اور بیڑیان پنہا کر دار السلطنۃ قسطنطنیہ کو روانہ کیا
ایوان شاہی مین مقدمہ دریافت ہوا بعد تحقیق کامل کے عبد اللہ اپنے متبعین
کے ساتھہ مارا گیا لیکن ابراہیم بن محمد علی بادشاہ نے بخوبی قلع وقمع باغیون کا

نہین کیا ہنوز اونکے لوگ بیشمار ہین صحرا و بیابان ہین خود مختار ہین ور تھوڑے سے لوگ جسکے سرگروہ عبد الوہاب کے بیٹے تھے بار ہا ترکیون کی فوج سے مقابل ہوئے جنگ صف آرا رہے اب تک وہابی اس مذہب کے آئین کی ترویج مین جان و دل سے آمادہ ہین اور مریدین با اخلاص و شاگردان با اختصاص بھی زیادہ ہین الغرض چند سال کے بعد ہندوستان مین بھی وہابی پھیل گئے اور جب معتقدین و متبعین بڑھے کھل کھیلے آخرالامر جب بقصد حج مکہ معظمہ کو گئے بعد تعزیر کے نکالے گئے چنانچہ ۱۲۸۵ھ ہجریہ مین خدا بخش بن محمد اشرف ہندی نے مکہ معظمہ مین عین مجلس شرعی مین دعوی کیا کہ سراج الدین بن علی ہندی ساکن اجمیر و عبد اللہ بن محمد ہندی ساکن صفی پور وہابی ہین شفاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و سائر انبیا و اولیا علیہم السلام و مولود شریف و زیارت قبور انبیا و صالحین و توسل کے منکر ہین اور شیخ عبد القادر جیلانی و شیخ اکبر وغیرہ سادات صوفیہ کی تکفیر کرتے ہین عند الاستفسار سراج الدین و عبد اللہ نے انکار کیا پھر مدعی سے گواہ طلب ہوئے مدعی نے بشیر بن عبد اللہ و غلام محی الدین سلیمانی کو حاضر کیا دونون گواہون نے گواہی حسب دعوی کے دی جب دعوی مدعی ثابت ہوا مدعی علیہما تعزیرا قید کیے گئے جب سات روز قید رہے اور اونکو کمال تکلیف ہوی اور یہ معلوم ہوا کہ وہ تائب ہوئے مجلس شرعی مین بلائے گئے دونون نے عقائد باطلۂ وہابیہ سے توبہ کی اور اقرار کیا کہ شفاعت و جاہت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و شفاعت انبیا و اولیا و مجلس مولود شریف و زیارت قبور انبیا و اولیا و توسل کے انکار سے توبہ کی ور انکار جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اس قول سے کہ عصا جسپر تکیہ کرتے ہین نفع مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہی اور اس قول سے جو وہابیونکے عقیدے کا معتقد نہو کافر ہی و انکار عبادات جہریہ و تبلیغ صلوۃ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر و انکار کرامات اولیا احیا و اموات سے ہمنے رجوع اور تمام عقائد باطلۂ وہابیہ سے توبہ کی حاکم شرعی نے اونکی توبہ منظور کی اور وہ دونون

اہل سنت وجماعت سے ہوے اور عقیدہ ماتریدیہ پر قائم ہوے پھر بعد چند سال کے
ایک شخص حسب معمول مدینہ طیبہ مین روضہ منورہ کے سامنے دست بستہ سلام وزیارت پڑھتے تھے کہ
مولوی عبد الرحمن ساکن بھدوہی مضافات بنارس مانع ہوے اسپر عبد الرحمن قاری
رامپوری نے انکو اس فعل سے منع کیا اور اوسکے جواز پر ملا علی قاری و قاضی عیاض کے
قول کا حوالہ دیا پھر بعد اسکے سفر وادی مین دوبارہ اسپر اصرار ہوا پھر ایک شخص نے شفاعت
کا انکار کیا ایک نے کہا دلائل الخیرات آدمی کا کلام ہی اسے پڑھنا بدعت کا کام ہی پھر ایکنے
قصیدہ بردہ کے مصنف پر اعتراض بیجا کیا اور ایک شخص نے سفر زیارت قبر مبارک
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ناجائز کہا پھر جب مکہ معظمہ کو پونہچے پشاوری وسلیمانی نے
حبیب پادشاہ کے حضور مین عرضی پیش کی اوسمین انکے عقائد کی ساری بحث لکھدی
اور ظاہر کیا کہ انکے چار مولویون نے جو ۱۲۸۰ھ ہجری مین انکار تقلید سے توبہ کی تھی پھر وہ
توبہ شکن ہوے مسلمانون کے عقائد حقہ حقیقیہ حنفیہ بیضا کے رہزن ہوے تب حاکم
نے گرفتاری کا حکم دیا سبکے سب گرفتار ہوے مگر مولوی سلیمان وغیرہ مفرور ہوگئے سہ شنبہ
ماہ جمادی الاولی ۱۲۸۵ھ ہجری کو وزیر معظم شیخ حرم محترم مدیر ریاست کے حاکم افندینا حاجی
سید محمد حبیب پاشا کی مجلس بڑے بڑے علماء سے منعقد ہوئی تاکہ وزیر معظم الیہ کی خواہش
وارادے کے موافق جو جو مقدمے اسمین پیش ہون اظہار عدل و انصاف اور دفع
جور و اعتساف کے لیے سنے جائین اور فیصلہ پائین جب ایسی مجلس منعقد ہوئی شیخ عبد القادر
نقشبندی نے وزیر معظم الیہ کی خدمت مین عرض کی کہ محمد مراد مفتی سابق بنگالہ و عبد اللطیف
لکھنوی و شیخ محمد دہلوی و عبد الرحمن بنارسی نے بظاہر اپنا طریقہ تعلیم و تعلم کا رکھا ہی اور
مسجد حرام مین وہ لوگ اپنے کو صدر نشین اور اپنے طریقے کو حق سمجھتے ہین مگر حقیقت مین
اونمین سے کسی کو ایسا علم نہین کہ جس سے مسلمانونکو فیض حاصل ہو بلکہ وہ لوگ خود گمراہ
ہین اور لوگون کو گمراہ کرتے ہین اہل سنت وجماعت کے چارون مذہب کی صحت کا انکار

کرتے ہین اور عوام کو سکھاتے ہین کہ اون چارونمین سے کسیکی تقلید نکرین بلکہ جو لوگ مقلد ہین
اونکو لامذہب کرین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کا اور توسل کا انکار کرتے
ہین اور اولیاء اللہ کی کرامات کے منکر ہین اور چارون مذہب کی کتابین پڑھنے سے
منع کرتے ہین ان وہابیون نے مسجد حرام مین اپنے لیے علم حدیث پڑھنے کا منصب اختیار کیا ہے
حالانکہ وہ اصول اور اصطلاحات حدیث کو نہین جانتے اور ہمیشہ حدیث کی لفظ ومعنی کو
اپنے اعتراض فاسد کے طور پر پھیرتے ہین بہت سے عوام کو دام گمراہی مین گرفتار کیا ہی اور
یہ عقائد اونکے دلپر جم گئے ہین جب شیخ عبد القادر ہندی نقشبندی نے وزیر معظم الیہ
کیخدمت مین یہ گذارش کی تب حسب الحکم وہ لوگ حاضر کیے گئے اور اونکا مقدمہ حاکم شرع شریف اور
علمای حاضرین مجلس لطیف کو تفویض ہوا حاکم شرع نے مدعی مذکور کو حکم کیا کہ اپنے دعوی کو
وہابیون کے سامنے اعادہ کرے چنانچہ دعوی سابقہ مدعی علیہم کے سامنے مدعی نے
پیش کیا اور علمای حاضرین کے اتفاق سے ثابت ہوا کہ یہ دعوی قابل لحاظ اور مدعی علیہم پر
متوجہ ہوتا ہی تب اون سے جواب طلب ہوا مدعی علیہم نے اپنے گلوخلاصی کے لیے انکار کیا پھر
مدعی سے گواہ طلب ہوے مدعی نے سید حسن ہندی نقشبندی اور عبد الرحمن کشمیری
مرید شیخ محمد جان نقشبندی کو حاضر کیا اور اونمین سے ہر ایک نے جمیع شرائط شرعیہ کی رعایت
سے حسب دعوی مذکورہ کے گواہی دی پھر اون گواہون کا تزکیہ ہوا اونکی عدالت ثابت
ہوی اور اہل مجلس پر ظاہر ہوا کہ یہ متقی اور نیک لوگون کے طریقے پر قائم ہین اور نفس
شہادت مین انکو کچھ غرض دنیوی نہین ہی اور یہ لوگ کسی سے کینہ وعداوت نہین رکھتے
جب مقدمہ بجمیع الوجوہ تکمیل پاچکا علمای حاضرین کے اتفاق سے یون تجویز اخیر ہوی
کہ یہ لوگ ایک مدت معین تک قید کیے جائین پھر ان بلاد مکرمہ سے نکالے جائین تا
فساد رفع ہو اور بندہ خدا انکے دام فریب سے چھوٹین جب یہ فتوی وزیر معظم الیہ کے ملاحظے
مین آیا تو پہلے انکو یون مناسب معلوم ہوا کہ یہ سیاستہً قتل کیے جائین کیونکہ انکی

زندگی سے دنیا مین فساد دینی برپا ہی اور بیشک فساد دینی فساد دنیوی سے بہت بڑا
ہی چنانچہ بعضے انہین سے کئی بار مکہ معظمہ مین مرتکب ایسی حرکات کے ہوے تھے اور امیر مکہ
معظمہ کی مجلس اور قاضی شریعت غرا کے محکمے مین مقدمے پیش ہوے تھے اور انکے انکار کے
بعد گواہون سے یہ جرائم ان پر ثابت ہوچکے تھے اور امیر و قاضی نے اونسے توبہ کرائی تھی
اور اون لوگون نے تعزیر کے خوف سے بظاہر توبہ کی تھی اور حقیقت مین عقائد فاسدہ
اونکے دلونمین مرتکز تھے مع ہذا وزیر معظم الیہ نے اونکے قتل سے درگذر کیا تاکہ انکے متبعین یہ
نہ سمجھین کہ وہ حق پر تھے اور ایسے ثابت قدم رہے کہ اپنی جان جانیکی کچھ پروانہ کی اس لیے
وزیر معظم الیہ نے بتجویز علما سے اتفاق کرکے اونھین ایک مدت تک قید کیا پھر اخراج کیا
چنانچہ وہ لوگ اٹھارھوین تاریخ جمادی الثانی سنہ ۱۲۶۵ ہجری کو قید خانے سے چھوٹ کے
بعد تنبیہ و تعزیر کے مکہ معظمہ سے بحراست نکالے گئے یہ لوگ مبتلای رنج و سوگ جہاز
دور گئین اسمعیل ذکریا پر ستائیسوین رجب سنہ ۱۲۶۵ ہجری کو جدہ سے نکالے گئے
اور تیسری تاریخ شعبان المعظم سنہ صدر کو معمورہ بنبئی مین پونہچے اور انکے ساتھہ دیوان
جعفر ترکی کا خط مورخہ ۱۹ جمادی الثانی سنہ ۱۲۶۵ ہجری اس مضمون کا آیا کہ پاشا نے
اونکو قید کیا اور حرمین شریفین سے نکالا اب تمکو لازم ہی کہ ایک ورق پر انکا احوال
لکھوا کر بنبئی کے چھاپے خانے مین چھپواؤ اونکے نام یہ ہین مولوی عبد اللطیف لکھنوی
مولوی عبد الرحمن بنارسی مولوی محمد سہارنپوری محمد مراد مفتی بنگالہ مولوی محمود علی
بریلوی یہ لوگ معہ اہل و عیال کے نکالے گئے وہ اشتہار ہندوستان مین مشہور کر دیا
ہند کے وہابیونکو عبرت ہو اور علمای مکہ اور بڑے پاشا و چھوٹے پاشا کی بھی امید ہی
کہ امتثال اسکا تم جلدی سے کرو ہند و اطراف ہند مین جلد اشتہار بھیجو جب فرقہ
وہابیہ کی بدایت و نہایت معلوم ہوچکی تو انکے چند عقیدے معہ جوابات کے یاد
رکھنا چاہیے پہلا عقیدہ خدا تعالی کی یہ شان ہی کہ اگر چاہے تو کروڑون محمد مصطفے

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برابر کرے جانا چاہیے چونکہ بنظر دلائل عقلیہ کے اسمین نہایت
تفصیل درکار ہی اوراس رسالے مین بیشتر نظر دلائل نقلیہ پر ہی اس لیے دلائل عقلیہ سے
قطع نظر کرکے معتمد فی المعتقد ابوعبد اللہ فضل اللہ تورپشتی کی عبارت لکھی جاتی ہی بحمد اللہ
این مسئلہ درمیان اسلامیان روشن تر از انست کہ آنرا بکشف وبیان حاجت افتد اما این مقدار
از قرآن از ترس آن یاد کردیم کہ مبادا زندیقی جاہلی را در شبہتی اندازد وبسیار باشد کہ ظاہر نیارند کردن
وبدین طریقہا ی پی روند کہ خدای ہمہ چیز قادرست کسی قدرت او را منکر نیست اما چون
خدا تعالی از چیزی خبر دہد کہ چنین خواہد بودن یا نخواہد بودن خبر چنان نباشد کہ خدای ان خبر دہد
وخدا تعالی خبر داد کہ بعد از وی نبی دیگر نباشد ومنکر این مسئلہ کسی تواند بود کہ اصلا در نبوت او
معتقد نباشد کہ اگر برسالت او معترف بودی وی را در ہر چہ از ان خبر دادی صادق دانستی وبہان
حجتہا کہ از طریق تواتر رسالت او پیش ان ہا بدان درست شدہ است این نیز درست شد کہ وی
بازپسین پیغمبر انست در زمان او تا قیامت بعد از وی ہیچ نبی نباشد وہر کہ درین بشک ست
دران نیز بشک ست وآن کس کہ گوید بعد ازین نبی دیگر بود یا ہست یا خواہد بود وآن کس کہ گوید
کہ امکان دارد کہ باشد کافرست این ہست شرط درستی ایمان بخاتم انبیا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم
وذریات دوسرا عقیدہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت وجاہت وشفاعت
محبت نہین کرسکتے اور شفاعت بالاذن گنہگاران تائب کے لیے سب انبیاء واولیا کرسکتے ہین
غرض جیساکہ ہر حاجت اپنی خدا کو سونپنا چاہیے اسیطرح یہ حاجت بھی اوسی کے اختیار پر
چھوڑ دیجیے جسکو وہ چاہے ہمارا شفیع کرے جاننا چاہیے کہ اس تراش وخراش سے کیا کیا
افتین بپا نہوئین رسالہ معید الایمان مین مولوی محمد مخصوص اللہ صاحب خلف مولانا
رفیع الدین صاحب برادر زادہ وتلمیذ رشید مولانا شاہ عبد العزیز صاحب فرماتے ہین
وہابی اپنی توحید اور پیروی سنت پر ایسے اکھرے کہ انکو حاجت وسیلہ اور شفاعت نبی کی
نرہی کہ انکے پیشوا نے لکھا ہی غرض کہ جب ہر حاجت اپنی کو اوسکو سونپنا چاہیے یہ بھی

حاجت یعنی شفاعت یا وسکے اختیار پر چھوڑ دیجیے جسکو وہ چاہے ہمارا شفیع کردے اس عبارت سے
جاہل احمق یہان تک گمراہ ہوے کہ دعا مانگتے ہین الہی ہمکو شفاعت نبی کا اور عالمونکا محتاج نکر
اس مطلب کا ایک خط ہمارے پاس ولایت کیطرف سے آیا ہوا موجود ہی اوسکی بعینہ عبارت لکھی جاتی ہی
علاوہ اینکہ درینجا عجب تحفہ معاملہ شدہ کہ مسمی حسین شاہ کہ شاگرد والد آن صاحب بود بنام کردن
جہاد چیزی مبلغ از مردمان اینجا گرفتہ روانہ شد در مکان کوہ تار استہ چار ماہ قیام کرد مردمان را
جمع کردہ بطور وہابیان وعظ و نصیحت مینماید بعد چار ماہ در اینجا آمدہ درمیان جامع مسجد برای
کردن وعظ مسمی حسین شاہ نشستہ می خواست کہ وعظ شروع کند اول مردمان مانع شدند بعد
چند مردمان گفتند کہ اگر موافق شرع شریف از روی تحقیق وعظ بیان می کند بہتر آخر الامر
حسین شاہ ہر دو دست خود برداشتہ بعد فاتحہ دعا از جانب باریتعالی خواست کہ یا الہی بار روز
قیامت در مجلس علما واز شفاعت رسول مقبول محتاج نکند و مارا بفضل خود بہ بخشد بہ شنیدن
این دعا برادر شما مسمے فضل احمد کہ برابر حسین شاہ نشستہ بودند کتاب از دست نامبردہ بقوت
تمام میگرفت و مسمی محمد انور یک چہرہ بر حسین شاہ زد کہ زخمی شد بعدہ در مردمان شمشیر زنی ہمین قدر
شد کہ شش مردم از طرف وفات مردمان طرف وہابیان بست و پنج مردم زخمی شدند و بسبب ہجوم
قتل دیگر یار زخمیان گرفتار کردہ بقید انداختند۔ جاننا چاہیے کہ شفاعت کی پانچ قسم ہین
پہلی شفاعت طول وقوف و تعجیل حساب کے لیے یہی شفاعت عظمی اور آپکے ساتھ خاص ہی
دوسری شفاعت جنت مین لوگونکو بغیر حساب داخل کرنیکے لیے اس مقدمے مین بھی آپکو
خصوصیت حاصل ہی آپکی شفاعت سے اول زمرہ آپکی امت مرحومہ کا جنت مین داخل ہوگا
تیسری شفاعت مستحقین نار کے لیے یہ شفاعت اگرچہ عام ہی مگر چونکہ قیامت مین آپ
انبیا کے امام ہونگے جو شفاعت انبیا کی ہوگی وہ آپکی طرف منسوب ہوگی پھر کوئی انواع
شفاعت سے اور نہ اون اشخاص سے جنکے لیے شفاعت ہوی خواہ وہ دین محمدی مین
ہون یا دین اونکا کچھ دوسرا ہو آپکی شفاعت سے خارج ہوگا اس لیے کہ آپ انبیا د

واولیاء کے شفیع ہونگے اور سب آپ کے لوا کے نیچے ہونگے جو شفاعت کرے گا آپ کے سبب سے اور جسکی شفاعت مقبول ہوگی آپکے سبب سے پھر تمام انبیاء واولیاء کی شفاعت آپکی شفاعت مین داخل ہوگی تو اس صورت مین آپ شفیع الشفعاء ہوے چوتھی شفاعت معذب مسلمانونکے لیے جو بسبب گناہ کے دوزخ مین داخل ہوے وہ لوگ آپکی اور انبیاء وملائکہ وغیرہ کی شفاعت سے نکالے جائینگے اور انبیاء سابقین کی امت سے جسنے لا الہ الا اللہ کہا اور اپنے انبیاء وغیرہ کی شفاعت سے محروم ہے تو اللہ تعالی جل شانہ اپنی رحمت خاصہ سے اونھین دوزخ سے نکالے گا مگر ساری امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بالذات یا بالواسطہ آپ کی شفاعت سے نجات پائینگے اس تقدیر پر یہ قسم بھی آپکے ساتھ خاص ہوگئی حدیث صحیح مین ہی شفاعتی لاہل الکبائر من امتی پانچوین شفاعت بہشت مین زیادتی درجات کے لیے اس شفاعت کے تو معتزلہ بھی منکر نہین چونکہ آپ بہشت مین بمنزلہ وزیر کے ہونگے کوئی چیز کسی کو بلا واسطہ آپکے نہ ملے گی پھر یہ قسم بھی آپکے ساتھ مختص ہوگی اس تقریر سے بخوبی ثابت ہوا کہ شفاعت باقسامہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہی کوئی قسم ایسی نہین جو آپ سے خصوصیت نہ رکھتی ہو شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام مین امام تقی الدین سبکی فرماتے ہین الشفاعۃ خمسۃ اقسام اولہا المختصۃ بنبینا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہی الاراحۃ من طول الوقوف وتعجیل الحساب لا تدنوا الیہا غیرہ وہی الشفاعۃ العظمی ولم ینکرہا احد الثانیۃ فی ادخال قوم الجنۃ بغیر حساب ہذہ ایضا وردت لنبینا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعلی کل من التقادیر المفروضۃ فالخصوصیۃ ثابتۃ لنبینا صلی اللہ علیہ وسلم فی ادخال اول زمرۃ من امتہ الجنۃ بشفاعتہ الثالثۃ الشفاعۃ لقوم استوجبوا النار فیشفع فیہم نبینا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ومن یشاء اللہ وان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یکون فی ذلک الیوم امام النبیین وصاحب شفاعتہم فکل ما یقع من شفاعتہم ینسب الیہ بذلک فلا یخرج شئ من شفاعۃ الا من انواع

الشفاعة ولا من الاشخاص المشفوع فيهم من ملته ومن غير ملته لانه اذا كان صاحب شفاعة الانبياء
والكل تحت لوائه فكل من شفعوا فيه فبسببه صلى الله عليه وآله وسلم لتقدمه للشفاعة فيه واجابة شفاعتهم
اجابة له صلى الله عليه وسلم فكل من يقع شفاعة النبيين فيه داخل تحت شفاعة نبينا صلى الله عليه
وسلم ومن شفع فيه المومنون كذلك بطريق الاولى فهو صلى الله عليه وسلم شفيع الشفعاء الرابعة
فيمن دخل النار من نبيين وقد جائت الاحاديث الصحيحة باخراجهم من النار بشفاعة نبينا صلى الله
عليه وآله وسلم وسائر الانبياء والملائكة واخوانهم من المومنين ثم يخرج الله تعالى كل من قال لا اله الا الله
كما جاء في الحديث ولا يبقے فيها الا الكافرون وهذه الشفاعة والشفاعة العظمى تواترت الاحاديث
بهما واختصاص النبي صلى الله عليه وآله وسلم بالعظمے واما هذه فقد جاء فيها شفاعة الملائكة والانبياء
والمومنين مع ان الله تعالى بعد ذلك يخرج برحمته من قال لا اله الا الله وفيه اقوال احسنها انه من
قال من غير هذه الامة لا اله الا الله ولم يشمله لشفاعة انبيائهم وغيرهم من الشافعين اما هذه الامة
فكلها يخرج بشفاعة النبي صلى الله عليه وسلم وان وقع في بعضهم شفاعة لاخوانهم من المومنين
فهي في طي شفاعة النبي صلى الله عليه وسلم واذا ثبت ذلك فاختصاصه صلى الله عليه وآله وسلم
من هذا النوع باخراج عموم امته حتى لا يبقے منهم احد هذا هو الموافق لعموم قوله صلى الله عليه وسلم
شفاعتي لاهل الكبائر من امتي وقوله صلى الله عليه وسلم اتاني آت من عند ربي عز وجل يخيرني
بين ان يدخل الجنة نصف امتي وبين الشفاعة فاخترت الشفاعة فهي من مات لا يشرك
بالله شيئا رواه الترمذي فهذه العمومات كلها متظافرة على عموم شفاعته لكل الامة الخامسة
في زيادة الدرجات في الجنة لاهلها ولا ينكرها المعتزلة ايضا وان النبي صلى الله عليه وآله وسلم
يكون في الجنة بمنزلة الوزير من الملك بغير تمثيل لا يصل الى احد شي الا بواسطته صلى الله عليه
وسلم واذا كان كذلك فهذه ايضا خاصة به انتهى مختصرا تيسر عقيده توسل و استغاثه آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شرک ہی اس لیے کہ کفار خدا کو خالق و رازق و زندہ و مارنیوالا جاننے والا
سمجھتے ہیں اور صرف انکی خیال سے بتونکی پرستش کرتے ہیں تا وہ خدا تک پہونچا دیں اور انکی

شفاعت خدا کے نزدیک کرین پھر جو لوگ کہ نبی سے توسل کرتے ہین اونکا بھی یہی حال ہی
خدا کو خالق رازق ضار ونافع سمجھتے ہین اور نبی سے استغاثہ وتوسل کرتے ہین یہی عبادت
لغیر اللہ ہی اور یہی شرک اکبر ہی پھر اون کافرون مین اور ان مسلمانون مین کچھہ فرق نرہا
جسطرح وہ عبادت لغیر اللہ کے سبب سے کافر ہوے اسیطرح یہ بھی علامہ احمد بن علی البصری صاحب
فصل الخطاب فی رد ضلالات بن عبد الوہاب فرماتے ہین حاصل استدلال ہذا المجتہد الجاہل ان
الکفار یعتقدون ویقرون بان اللہ ہو الخالق الرازق وہو المحی الممیت کما اخبر اللہ تعالی عنہم
فی کثیر من الآیات وانما عبدوا من دونہ الاصنام وغیرہا لاجل ان یقربوہم الی اللہ ویشفعوا لہم عندہ
فکفروا بالعبادتہم ایاہم للشفاعۃ والتقرب منہم الی اللہ تعالی کما ذکر اللہ تعالی عنہم فی کثیر من
الآیات والمستغیث یعتقد ایضا ان اللہ ہو الخالق الرازق الضار النافع الذی بیدہ الامر
وانما اراد باستغاثتہ وتوسلہ بالانبیاء والاولیاء التی ہی عبادۃ لہم وہی شرک اکبر لانہا عبادۃ
لغیر اللہ تعالی الشفاعۃ لہ عند اللہ فکفر بسبب ہذہ کما کفر المشرکون لانہ اعتقد مثل ما اعتقدوا
واراد بعبادتہ غیر اللہ تعالی مثل ما ارادوا بلا فرق بینہ وبینہم جاننا چاہیے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے استغاثہ وتوسل ہرگز شرک نہین اور نہ یہ عبادت لغیر اللہ ہو سکتا ہی اسلیے
کہ مستغاث بہ فی الحقیقۃ اللہ تعالی ہی اور غوث اوس سے خلقا وایجادا ہی اور نبی صلی اللہ
علیہ وسلم اللہ تعالی ومستغیث کے درمیان مین واسطہ ہین اور غوث تسببا وکسبا ہی پھر
شرعا ولغۃ آپ بھی مستغاث ہوے وعلی ہذا القیاس سوال اور کچھہ شک نہین کہ آپ سے
استغاثہ وتوسل ہر زمانے مین ہوا وہو گا چنانچہ قبل خلقت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے
جب حضرت آدم علیہ السلام سے خطا سرزد ہوی کہا اے رب ہم بحق محمد صلی اللہ علیہ وسلم کر
سوال کرتے ہین خداوند عالم نے پوچھا اے آدم تمنے محمد کو کیونکر پہچانا ابھی تک تو وہ پیدا بھی
نہوے حضرت آدم نے کہا اے رب جب تو نے ہمکو اپنی قدرت سے پیدا کیا اور اپنے سر کو
مجھمین پھونکا اوسوقت ہمنے اپنے سر کو اوٹھایا تو عرش کے ستونون پر لکھا ہوا دیکھا لا الہ الا اللہ

محمد رسول اللہ تب ہمنے سمجھا کہ اپنے نام نامی کے ساتھہ تونے اپنے بڑے پیارے کا
نام شریک کیا ہی پھر اللہ تعالی نے فرمایا تمنے سچ کہا ہی آدم وہ تمام مخلوقات سے ہمارے
پیارے ہین جب تمنے اونکے حق سے سوال کیا ہمنے تمھین بخشا اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کا پیدا کرنا منظور نہوتا تو تمھین پیدا نکرتا حضرت ابن عباس سے مروی ہی کہ اللہ تعالی
نے حضرت عیسی علیہ السلام کو وحی سے اطلاع دیا کہ ایمان آنحضرت پر لاؤ اور امت کو حکم کرو کہ
جو شخص اونکو پاوے اونپر ایمان لاوے اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہوتے تو ہم آدم کو اور جن وانس کو
پیدا نکرتے اور عرش کو ہمنے پانی پر پیدا کیا جب مضطرب ہوا اوسپر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
لکھا پھر ٹھہر گیا اور عالم حیات مین ایک اندھے نے آپ سے دعای صحت چاہی آپ نے
فرمایا اگر تم چاہو ہم دعا کرین اور اگر ہو سکے تو صبر کرو اور صبر بہتر ہی اوسنے دعا چاہی آپ نے
فرمایا اچھے طور پر وضو کرکے یہ دعا پڑھو اللہم انی اسئلک الخ چنانچہ اوسی طور پر اوسنے پڑھی اور
بینا ہو گیا اور عالم برزخ مین استغاثہ و توسل کے باب مین بہت سے واقعات ہین چنانچہ
چند واقعات متعاقب ذکر کیے جائینگے اور عالم آخرت مین جو آپ مستغاث ہونگے اوسکی
کیفیت بحث شفاعت سے ظاہر ہی اگر شاید کسی کے ذہن مین خلجان گزرے کہ آپ نے
درباب منافق کے حضرت ابوبکر صدیق سے فرمایا تھا کہ مجھسے استغاثہ نچاہیے بلکہ اللہ تعالی
سے چاہیے پھر اگر استغاثہ جائز ہوتا تو آپ ممانعت کیون فرماتے تو اسکا جواب یہ ہی کہ
اس حدیث کی سند مین ابن لہیعہ ہی اور ابن لہیعہ کے مقدمے مین کلام مشہور ہی اگر
اسکے صحت کی تسلیم بھی کیجاوے تو یہ من قبیل ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی کے
ہی یعنی اگرچہ آنحضرت مستغاث ہین مگر فی الواقع مستغاث خدا ہی چنانچہ اکثر احادیث
مین حقیقت امر کا بیان ہوا ہی اور قرآن مین اضافت فعل کی اوسکے مکتسب کیطرف
ہوی ہی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لن یدخل احدکم الجنۃ بعملہ حقتعالی جل شانہ
فرماتا ہی ادخلوا الجنۃ بما کنتم تعملون اور توسل کے معنی طلب دعا کے بھی ہو سکتے ہین

اس لیے کہ آپ زندہ ہین سوال سائل کو جانتے ہین جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے
مین قحط ہوا ایک شخص قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ پانی کے
لیے دعا کیجیے آپ کی امت ہلاک ہوتی ہی وہ شخص خواب مین زیارت سے مشرف ہوا
آپ نے فرمایا عمر سے کہو کہ مینہ برسیگا اور تم رفق و ملایمت کرو جب اوس شخص نے اپنے خواب
کی کیفیت کہی حضرت عمر زار زار روئے بلال بن حارث مزنی نے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ آپ حصول حاجات کے لیے دعا کرنیکو حکم فرماتے ہین جیسا
کہ عالم حیات مین اس لیے کہ آپ سوال سائل کو جانتے ہین چنانچہ الجوہر المنظم فی زیارۃ
القبر المکرم مین ایک لمبی تقریر کے بعد لکھا ہی فعلم انہ صلی اللہ علیہ وسلم یطلب منہ الدعا
بحصول الحاجات کما فی حیاتہ لعلمہ بسوال من یسئلہ کما ورد مع قدرتہ علی التسبب فی حصول
ما سئل فیہ بسوالہ وشفاعتہ الی ربہ وانہ صلی اللہ علیہ وسلم یتوسل بہ فی کل حال قبل بروزہ لہذا
العالم وبعدہ فی حیاتہ وبعد وفاتہ وکذا فی عرصات القیمۃ فیشفع الی ربہ تعالی وہذا مما
قام الاجماع علیہ وتواترت بہ الاخبار **چوتھا عقیدہ** مقابر شہدای اصحاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کھودنا جائز ہی چنانچہ ابن عبد الوہاب نے قبر زید بن
الخطاب وغیرہ رضی اللہ عنہم کو کھودا جاننا چاہیے کہ جب سنگ لاخ کا تراشنا اور اوسکو
لحد بنانا ممکن نہ تھا زمین ایک گز بلند کہد گئے اوسمین شہدای صحابہ دفن کیے گئے
تا لاش درندون سے محفوظ رہے اور رایحہ بھی منتشر نہو اور یہ بھی مسلم ہی کہ شہدا اپنے
محل موت مین دفن کیے جاتے ہین چنانچہ شہدای احد کی لاش جب مدینے مین آئی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے پھر اپنے مقام پر واپس کی گئی پھر جس جنگل و میدان
کے درندونکو قبر کھودنے کی اور مردون کے نکالنے کی عادت ہو وہان قبر پر بنا
واجب ہی تا لاش انکے ہاتھون سے محفوظ رہے اور اگر نباشی کا یا درندون کے لاش
کھودنے کا یا پانی سے قبر کے بہ جانے کا خوف ہو تو ایسی صورتون مین بنا جائز ہی

اور بغیر حاجت کے بنا مکروہ تنزیہی ہی لیکن جب تک بالیقین اصل بنا کی حرمت معلوم نہو
اوسے کھودنا جائز نہین اگر تحقیق معلوم ہو کہ اصل بنا حرام ہی یا مباح یا واجب تو اوسے ہرگز
کھودنا جائز نہین بلکہ یہ سمجھنا چاہیے کہ واضع نے بسبب ضرورت کے بنایا ہوگا اور اگر کسی عالم
یا ولی یا صحابی کی قبر پر قبہ ہو یا بنا بقدر قبر ہو تو اوسکا انہدام حرام ہی اس صورت مین شہدای
صحابہ کی قبر کا کھودنا تو کسی طرح جائز نہین ٹھہرتا اسلیے کہ خود صاحب قبر اور اوسکے بنانیوالے
یعنی حضرت خالد بن ولید وغیرہ صحابی ہین جنکے سامنے وحی نازل ہوتی تھی حامل وحی سے
بالمشافہ احکام شرعی سیکھتے تھے اور وہ بنا بھی خیر القرون کی تھی یعنی اوائل خلافت ابوبکر
صدیقؓ کی اگر یہ سب کے سب خاطی تھے پھر انکی اقتدا سے اہتدا نہین ہو سکتی اور لازم باطل ہی
اس لیے کہ حدیث صحیح مین وارد ہی اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم پھر ملزوم بھی باطل ہی
مسلمان کا یہ کام نہین ہی کہ اصحاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک حرمت کرے
اور اونکی قبر کو اس طور پر کھودے کہ اونکے کفن و جسم نظر آئین بلکہ مسلمان کی یہ شان ہی
کہ اون سے محبت رکھے اونکی توقیر و عظمت و اقتدا کرے اونکے طریقے و آداب و اخلاق کو
اختیار کرے چنانچہ علامہ احمد بن علی البصری صاحب فصل الخطاب فی رد ضلالات ابن عبد الوہاب
سلیمان بن محمد بن سحیم وغیرہ علمای نجد کے جواب مین تحریر فرماتے ہین اقول تہدیم
قبور شہداء الصحابۃ المذکورین لاجل البناء علی قبورہم مقدار ذراع عند عدم امکان الحفر
خوفا علیہم من السباع ومنعا للرائحۃ ضلالۃ ای ضلالۃ فقد صرح سادتنا الشافعیۃ بندب
دفن الشہید بمحل موتہ ای ولو بقرب مکۃ او المدینۃ او بیت المقدس لان قتلی احد نقلوا للمدینۃ
فامر صلی اللہ علیہ وسلم بردہم لمضاجعہم فردوا الیہا صححہ الترمذی وصرحوا بوجوب البناء علی القبر ان
اعتادت سباع ذلک المحل الحفر عن موتاہ ویجوز البناء علیہ ان خشی نبش او حفر سبع او ہدم
سیل ولو کان المقبرۃ مسبلۃ وبکراہۃ البناء تنزیہا لغیر حاجۃ فی غیر المسبلۃ ای فلا یہدم
اذ لا یہدم الا ما حرم وضعہ وقال العلامۃ الشمس الرملی فی النہایۃ ونظیر جملۃ ای الہدم علی

ما اذا عرف حاله فی الوضع فان جهل ترک حملا علی وضعه بحق کما فی الکنائس التی اقر اهل الذمة
علیها فی بلدنا وجهلنا حالها وکما فی البناء الموجود علی حافات الانهار والشوارع انتهی قال بعضهم
ولو کان المبنی علیه مشهورا بالعلم والصلاح او کان صحابیا وکان المبنی علیه قبة وکان البناء علی
قدر قبره فقط فینبغی ان لا یهدم لحرمته نبشته ان اندرس اذا علمت هذا فهذا البناء الذی علی قبور
هؤلاء الشهداء من الصحابة رضی الله عنهم لا یخلو اما ان یکون واجبا او جائزا بغیر کراهة وعلی کل فلا
یقدم علی الهدم الا رجل مبتدع ضال لاستلزامه انتهاک حرمة اصحاب رسول الله صلی الله علیه وآله
وسلم الواجب علی کل مسلم محبتهم ومن محبتهم وجوب توقیرهم وبرهم والقیام بحقوقهم والاقتداء
بهم بان یمشی علی سنتهم وآدابهم واخلاقهم قال سهل بن عبد الله التستری وناهیک به
علما وزهدا ومعرفة وجلالة لم یؤمن برسول الله صلی الله علیه وسلم من لم یوقر اصحابه ای لم یوقر
لهم عند من هم قبورهم حتی بدت ابدانهم واکفانهم کما ذکر بعض علماء نجد فی سوال ارسله الی مع
جملة سوالات یسئل عن افعال هذا المبتدع واقواله مع کون هدمه اما واجب البناء او جائزه
ولا استلزام جهل خالد بن الولید والجم الغفیر الذی معه من اصحاب رسول الله صلی الله علیه
وآله وسلم بحرمة البناء المذکور لما دفنوا الشهداء المذکورین وانهم مخطئون فی ذلک مع کثرتهم
فلو اتفق الجم الغفیر منهم علی الجهل والخطاء فی حکم دفن هؤلاء الشهداء لزم منه عدم الاهتداء
بالاقتداء بواحد منهم قطعا واللازم باطل بالنص فالملزوم مثله وکیف یتوهم من له ادنی عقل
وفی قلبه مثقال ذرة من الایمان ان هؤلاء الصحابة اعنی خالد بن الولید ومن معه من الصحابة
رضی الله عنهم الذین نزل الوحی بین اظهرهم وتعلموا الاحکام مشافهة منه صلی الله علیه وآله
وسلم کلهم جهلوا حرمة البناء المذکور واخطاؤا طریق السنة فی الدین مع قرب عهدهم به صلی الله
علیه وسلم فان تلک الواقعة کانت فی اول خلافة الصدیق رضی الله عنه وان هذا الضال
علم الصواب وان اولئک الاصحاب کانوا علی الخطاء پانچوان عقیده جو مساجد اصحاب
شهداء کے جوار مین واقع ہین اونکو مساجد کا حکم نہین بلکہ قابل کھودنے کے ہین

چنانچہ ابن عبد الوہاب نے ان مساجد کو کھود کے ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیہا
اسمہ وسعی فی خرابہا کا مصداق بنا جانا چاہیے کہ جوار صالح مین خاص اوسکی روح سے
برکت لینے کے لیے یا اپنی عبادت کا اثر اوسکی روح کو پونہچانے کے لیے مسجد بنانا جائز ہے
چنانچہ حضرت اسمعیل علیہ السلام کا مزار مسجد حرام مین حطیم کے قریب ہی البتہ قبرون پر
مسجدون کا بنانا یا قبور کیطرف تعظیما سجدہ کرنا منع ہی جسطرح یہود ونصاری اپنے
انبیا کی قبور کیطرف سجدہ کرتے تھے اور اوسے اپنا قبلہ ٹھہرالیا تھا پھر جوار قبور صحابہ
شہدا مین جو مسجدین واقع ہین نہ وہ قبر پر بنی ہین نہ اونمین نماز پڑھنے سے اونکی قبور قبلہ
ٹھہرتی ہین بلکہ صرف مصلی کی قبر پر اونکی روح پر فتوح کا فیضان ہونا مقصود ہوتا ہی
تو اونکا کھودنا سخت گمراہی ہی علامہ احمد بن علی البصر صاحب فصل الخطاب لرد ضلالات
ابن عبد الوہاب فرماتے ہین قال العلامہ المناوی فی شرح الجامع الصغیر فے الکلام علے
حدیث لعن اللہ زائرات القبور والمتخذین علیہا المساجد والسرج وقیل ومحل الذم ان یتخذ
المسجد علی القبر بعد الدفن ح قال العلامۃ الطیبی فے شرح المشکوۃ عند الکلام فے حدیث لعن اللہ
الیہود والنصاری اتخذوا قبور انبیاءہم مساجد قال القاضی البیضاوی لما کانت الیہود
والنصاری یسجدون لقبور الانبیاء تعظیما لشانہم ویجعلونہا قبلۃ ویتوجہون فی الصلوۃ
نحوہا فاتخذوہا اوثانا لعنہم ومنع المسلمین عن مثل ذلک ونہاہم عنہ اما من اتخذ مسجدا فی
جوار صالح او صلی فے مقبرتہ وقصد بہ الاستظہار بروحہ او وصول اثر من آثار عبادتہ الیہ
لا التعظیم لہ والتوجہ نحوہ فلا حرج علیہ الا تری ان مرقد اسمعیل علیہ الصلوۃ والسلام فی المسجد الحرام
عند الحطیم ثم ان ذلک المسجد افضل مکان یتحری المصلی لصلاتہ والنہی عن الصلوۃ فی المقابر مختص بالمقابر
المنبوشۃ لما فیہا من النجاسۃ انتہی فاذا لم یکن للہدم داع شرعی بان لم یکن المسجد مبنیا
علی القبور حتی تخشی منہ ذلک المحذور فالداعی الیہ ہو اتباع الہوی ومن اتبع ہواہ فقد اتخذہ
الہا من دون اللہ بنص الکتاب العزیز انتہی ملخصا چھٹا عقیدہ جمعہ کے دن میت اُن مین

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا بدعت ضلالت ہی جاننا چاہیے کہ جمعہ کی رات و دن مین درود پڑھنا بدلائل عقلی ونقلی افضل عبادات سے ہی دلیل عقلی یہ ہی کہ جمعہ کا دن ہفتے کے دنون مین سید الایام ہی اسیدن غسل مشروع ہوا اسیدن نماز خاص فرض ہوی اسیدن جو جو بڑی بڑی بھلائیان امت کو حاصل ہوتی ہین اونکی اطلاع سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوتی ہی اسیدن امت مرحومہ بہشت مین داخل ہوگی یہی دن بڑی عید وخوشی کا دن ہی اسیدن خداوند کریم اونکی حاجتونکو برلاتا ہی اور دعاؤنکو قبول کرتا ہی اور چونکہ ہم لوگونکو ان سرائر کی اطلاع صرف سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے ہوئی تو جمعہ کے رات و دن مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بہت درود بھیجنا چاہیے تا فی الجملہ شکر آپکا ادا ہو ابن شہاب سے مروی ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جمعہ کی رات و دن کو ہمپر درود بھیجا کرو وہ درود ہم تک پہنچائے جاتے ہین انبیاء کے اجسام مٹی نہین ہوتے جب کوئی مسلمان ہمپر درود بھیجتا ہی تو فرشتے ہمارے پاس لاتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ درود فلانے کیطرف سے ہی حضرت انس سے مروی ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جمعہ کے دن تم لوگ ہمپر درود زیادہ بھیجو اس لیے کہ یہ یوم مشہود ہی جب کوئی ہمپر درود بھیجتا ہی بفور فارغ ہونے کے وہ ہمپر پیش کیا جاتا ہی حضرت ابی امامہ سے مروی ہی کہ جمعہ کے دن ہمپر درود زیادہ بھیجا کرو اس لیے کہ جمعہ کے دن تمام امت کے درود ہمارے سامنے پیش کیے جاتے ہین جو شخص ہماری امت کا ہمپر زیادہ درود بھیجتا ہی بہ نسبت دوسرون کے اوسکا مرتبہ ہمارے نزدیک زیادہ ہوتا ہی مسالک الحنفا الی مشارع الصلوۃ علی النبی المصطفی مین امام احمد بن ابی بکر الخطیب القسطلانی فرماتے ہین والامر بالاکثار من الصلوۃ علیہ یوم الجمعۃ لانہ افضل ایام الاسبوع وفیہ شرع الغسل و الصلوۃ الخاصۃ وخصہ تعالی من دون سائر الایام بقولہ عزوجل یاایہا الذین امنوا اذا نودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ ولما کان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سید الانام و یوم الجمعۃ سید الایام لان الصلوۃ علیہ فیہ مزیۃ لیست لغیرہ مع

لطیفۃ اخری وہی ان کل خیر نالتہ امتہ فی الدنیا والآخرۃ انما نالتہ علی یدیہ صلی اللہ علیہ وسلم فجمع اللہ لامتہ بہ خیری الدنیا والاخری واعظم کرامۃ تحصل لہم فانہا تحصل لہم یوم الجمعۃ فانہ فیہ یبعثہم الی منازلہم وقصورہم فی الجنۃ وہو یوم المزید لہم اذا دخلوا الجنۃ وہو عید لہم یوم فیہ لیشفعہم اللہ لطلباتہم وحوائجہم ولا یردہ سائلہم وہذا کلہ انما عرفوہ وحصل لہم بسببہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی یدیہ فمن شکرہ وحمدہ واداء القلیل من حقہ صلوات اللہ وسلامہ علیہ ان یکثر الصلوۃ علیہ فی ہذا الیوم واللیلۃ وعن ابن شہاب بلغنا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اکثروا من الصلوۃ علی فی اللیلۃ الزہراء والیوم الازہر فانہما یودیان عنکم وان الارض لا تاکل اجساد الانبیاء وما من مسلم یصلی علی الا حملہا ملک حتی یودیہا الی ویسمیہ حتی انہ لیقول ان فلانا یقول کذا وکذا ذکرہ فی الشفاء۔ انتہی مختصرا شرح عین العلم ملا علی قاری مین ہی ویکثر الصلوۃ علیہ السلام ای فی یوم الجمعۃ ولیلتہا فقد ورد اکثروا الصلوۃ علی فان صلاتکم تعرض علی وفی روایۃ البیہقی عن انس اکثروا من الصلوۃ علی یوم الجمعۃ فانہ یوم مشہود یشہدہ الملائکۃ الحدیث **ساتوان عقیدہ**

کتاب دلائل الخیرات کو جلانا چاہیے اس لیے کہ اوسمین اللہم صل علی سیدنا ومولانا ہی اور کتاب روض الریاحین کہ فی الواقع روض الشیاطین ہی قابل جلانیکے ہی اس لیے کہ اوسمین سلف صالح کے احوال ہین جاننا چاہیے کہ کتاب دلائل الخیرات ایسی پاکیزہ کتاب ہی جسمین بہت سے احادیث ودرود وصلوۃ بھرے ہین اس بے ادبی کا منشا ظاہرا یہی معلوم ہوتا ہی کہ اسمین جابجا درودونمین لفظ سیدنا ومولانا لکھا ہی حالانکہ حدیث مین ہی لا تسیدونی فی الصلوۃ یا السید اللہ مگر یہ محض غلط فہمی وتعصب ہی اس لیے کہ لا تسیدونی فی الصلوۃ کے نسبت محدثین لا اصل لہ لکھتے ہین علامہ احمد بن علی بصری صاحب فصل الخطاب وعلامہ ابن عابدین صاحب رد المحتار تحریر فرماتے ہین واما حدیث لا تسیدونی فی الصلوۃ فباطل لا اصل لہ کما قالہ بعض متاخری الحفاظ اور السید اللہ سے معنی حقیقی مقصود ہین اس لیے کہ سید حقیقۃ اللہ تعالی ہی سیادت مطلقہ اوسیکے لیے ہی اور خلق ساری

اوسکے عبد ہین بلحاظ اسی معنی حقیقی کے عبد کو نچاہیے کہ اپنے سید کو سیدی یا مولائی کہے
اس لیے کہ مولی حقیقی اللہ تعالی ہی مگر سید کے معنی سردار و عالی منزلت و فاضل و حلیم و کریم
و مالک کے بھی آئے ہین انھین معنی کے لحاظ سے روسا قبائل کو سید کہتے ہین پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ
سید البشر ہین بدرجہ اولی سید و مولی ہوے احادیث مین اطلاق سید کا اہل فضل پر بکثرت آیا ہی
حضرت امام حسن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان ابنی ہذا سید سعد بن معاذ
کے لیے فرمایا قوموا لسیدکم سعید بن عبادہ کے لیے فرمایا انظروا الی ما یقول سیدکم البتہ
مبتدع فاسق متہم فی الدین کے لیے سید و مولی کا اطلاق مکروہ ہی پھر جب اطلاق
سید کا ارباب فضل پر خاص کتب احادیث سے ثابت ہوا تو دلائل الخیرات قابل جلانے
کے نہ ٹھہری اسمین بامتثال احادیث کے لفظ سیدنا و مولانا مندرج ہی پھر کیا
معاذ اللہ کتب احادیث سے بھی بے ادبی کا ارادہ ہی اور روض الریاحین تصنیف
علامہ عبد اللہ بن اسعد یمنی یافعی شافعی روض الشیاطین نہین ہوسکتی ذکر صالحین
و ابرار موجب نزول برکت ہوتا ہی علامہ احمد بن علی بصری صاحب فصل الخطاب
فی رد ضلالات ابن عبد الوہاب فرماتے ہین قال فی المواہب اللدنیۃ ان من اسمائہ
صلی اللہ علیہ وسلم السید والمولی وذکرہ مستندا بالمولی من وجہی الاحتمال المذکور انہ
رای کلام بعض العلماء فی عدم جواز اطلاق المولی و السید علی غیر اللہ تعالی لورود النہی
عن ذلک فی بعض الاحادیث فقد روی الحافظ الجلال السیوطی فی الجامع الصغیر حدیث
السید اللہ وعزاہ للامام احمد و ابی داود وقال المناوی فی شرحہ السید حقیقۃ ہو اللہ
لا غیرہ الذی یحق لہ السیادۃ المطلقۃ فحقیقۃ السود لیست الا لہ اذ الخلق کلہم عبیدہ ثم لما
خوطب بما یخاطب بہ روساء القبائل من قولہم انت سیدنا و مولانا فذکرہ اذ کان حجۃ
ان یخاطب بالرسول و النبی فانہا منزلۃ لیس و رای انہا منزلۃ لا احد من البشر فقال السید اللہ ہو الامام
فیہ الی الحقیقۃ ای الذی یملک النواصی و یتولی امرہم و یسودہم انما ہو اللہ وقع فی مسلم

ابي معاوية ووكيع عن الاعمش عن ابي صالح عن ابي هريرة ورفعه ولا يقل العبد لسيده يا مولاي
وزاد في حديث معاوية فان مولاكم الله فتخيل لهذا المجتهد الفهامة ان هذا هو الحق وان من خالفه
كهذا الامام فقد ارتكب من المحذور ما يوجب طرح مؤلفه في النار وهذا كله ناش عن الازدراء بكلام
العلماء بالنفس وحب الرياسة واتباع الهوى والتعصب والعناد والا فالكتب طافحة بذكر
ان الاصح الجواز ففي شرح المناوي ولا ينافيه قوله انا سيد ولد آدم لانه اخبار عما اعطي من الشرف
على النوع الانساني مع استعمال السيد في غير الله تعالى شائع ذائع في الكتب والسنة انتهى قال
الامام النووي رحمه الله تعالى في كتاب الاذكار اعلم ان السيد يطلق على الذي يفوق
قومه ويرتفع قدره عليهم ويطلق على الزعيم والفاضل ويطلق على الحليم الذي لا يستفزه غضبه
ويطلق على الكريم وعلى المالك والزوج وقد جاءت احاديث كثيرة باطلاق سيد على اهل
الفضل فمن ذلك ما رويناه في صحيح البخاري عن ابي بكرة رضي الله عنه ان النبي صلى الله عليه وسلم
صعد بالحسن بن علي رضي الله عنه المنبر فقال ان ابني هذا سيد ولعل الله تعالى ان يصلح به
بين فئتين من المسلمين ورويناه في صحيحي البخاري ومسلم عن ابي سعيد الخدري رضي الله عنه
ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال للانصار لما اقبل سعد بن معاذ رضي الله عنه
قوموا لسيدكم او خيركم كذا في بعض الروايات سيدكم او خيركم وفي بعضها سيدكم بغير
شك ورويناه في صحيح مسلم عن ابي هريرة رضي الله عنه ان سعد بن عبادة رضي الله عنه
قال يا رسول الله ارايت الرجل يجد مع امرأته رجلا فيقتله الحديث فقال رسول الله
صلى الله عليه وسلم انظروا الى ما يقول سيدكم واما ما ورد في النهي فما رويناه بالاسناد
الصحيح في سنن ابي داود عن بريدة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
لا تقولوا للمنافق سيد فان يك سيد فقد اسخطتم ربكم عز وجل قلت والجمع بين هذه
الاحاديث انه لا باس باطلاق سيدي ويا سيدي وشبه ذلك اذا كان المسود فاضلا
خيرا اما بالعلم واما بالصلاح واما بغير ذلك وان كان فاسقا او متهما في دينه ونحو ذلك كره ان يقال له

سید ورویناعن الامام ابی سلیمان الخطابی فی معالم السنن فی الحج بینہا نحو ذلک
ویکرہ ان یقول المملوک لمالکہ ربی بل یقول سیدی وان شاء۔ قال مولانا انتہی ملخصا
آٹھواں عقیدہ حجرۂ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم قابل انہدام ہی علامہ احمد
بن علی بصری فرماتے ہین منہا انہ صح انہ یقول لواقدر علی حجرۃ الرسول صلی اللہ علیہ
وسلم ہدمتہا جاناچاہیے کہ حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہی کہ فرمایا
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کرے اللہ تعالی یہود ونصاری پر کہ اون
لوگون نے اپنے انبیاون کی قبرون کو مسجدین بنائین اگر یہ خوف خود آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو یا حضرت عایشہ وصحابہ کو نہوتا تو آپکی قبر ظاہر کیجاتی اور باہر کھلی
جگہ پر بنائی جاتی چنانچہ جب مسجد مین وسعت کی گئی حجرۂ شریف مثلثۃ الشکل بنایا
گیا تا آنکہ کوئی شخص باوصف استقبال قبلہ کے آپکی قبر مبارک کیطرف نماز نہ پڑھے
پھر جب اس بابت مین صاف وصریح حکم موجود ہی تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا حجرۂ
مبارک کے کھودنیکا عزم مسلمان تو ہرگز نہین کرسکتا علامہ احمد بن علی بصری
صاحب فصل الخطاب فی رد ضلالات ابن عبد الوہاب فرماتے ہین اقول فی حدیث
عایشۃ رضی اللہ عنہا عند البخاری قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مرضہ
الذی لم یقم عنہ لعن اللہ الیہود والنصاری اتخذوا قبور انبیائہم مساجد لولا ذلک
لابرز قبرہ غیر انہ خشی او خشی ان یتخذ مسجدا علاوہ اسکے اوس زمانہ سے آج تک
ہزارون ہی لاکھون ہی عالم فاضل محدث مفسر فقیہ مجتہد نے حجرۂ مبارک کی زیارت کی
پر کسی نے اسکا انکار نہ کیا تو اوس وہابی مبتدع کا قول کب قابل لحاظ ہوسکتا ہی
خلاصۃ الوفا مین ہی لم یبلغنی ان احدا من اہل العلم والصلاح ممن حضر وامن راہ
بعد تجردہ انکر ذلک او تفطن لہ اوالقی لہ بالا وہذا من اہم ما ینظر فیہ نواں عقیدہ
چھہ سو برس سے لوگ گمراہ ہین علامہ احمد فرماتے ہین ومنہا انہ ثبت عنہ انہ

یقول الناس من ستة مائة سنة لیسوا علی شئ جاننا چاہیے کہ یہ خود گمراہی ہی اس لیے
کہ حدیث صحیح مین وارد ہی کہ جو شخص کہتا ہی کہ سب لوگ ہلاک ہوے تو سب سے بڑھکر وہ
ہلاک ہوا یا یون کہین کہ وہ تو حقیقت مین ہلاک نہین ہوے پر اسنے سب کو ہلاکت
مین ڈالا طرہ یہ ہی کہ جب چھہ سو برس سے وہ لوگ کافر و گمراہ ہین اللہ لا یجمع امتی
علی ضلالۃ کیونکر صادق آئیگا علامہ احمد بن علی بصری صاحب فصل الخطاب فی رد
ضلالات ابن عبد الوہاب فرماتے ہین ومن ضلل ہذہ الامۃ فقد کفر بالاجماع عن ابی ہریرۃ
رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا قال الرجل ہلک الناس فہو اہلکہم وکیف یصح ہذا
القول الذی قالہ ہذا المضل وقد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لا یجمع
امتی علی ضلالۃ فاذا کان لیسوا علی الدین القویم بل کفروا وضلوا من ست مائۃ سنۃ
الی ظہور مبتنی العینیۃ کان ذلک منہم کل ہذہ المدۃ اجتماعا علی الضلالۃ واللہ تعالی
بکرمہ قد اجارہم منہ انتہی مختصرا اسوا اسکے یہان دو امر قابل غور ہین پہلا امر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو مینہ سے تشبیہ دی ہی چنانچہ فرمایا ہی مثل امتی مثل
المطر لا یدری اولہ خیر ام آخرہ چنانچہ یہ حدیث جامع صغیر مین موجود ہی تو اس سے
معلوم ہوتا ہی کہ امت کی کیفیت مختلف طور پر رہے گی لیکن یہ معلوم نہین ہو سکتا
کہ کون سا طبقہ بہتر ہوگا جیسے مینہ کی کیفیت مختلف طور پر رہتی ہی پر یہ نہین
معلوم ہوتا کہ کونسا مینہ بہتر ہی مگر جس طرح سے ہر مینہ نفع سے خالی نہین ہوتا اسی طور
طبقہ امت کا برا نہین ٹھہر سکتا اگر طبقہ اول کا ایمان بمشاہدہ معجزات و دعوت
رسول تھا تو طبقہ ثانی کا ایمان بالغیب تھا اگر متقدمین نے تاسیس و تمہید مین
اوقات صرف کی تو متاخرین نے تلخیص و تجرید و تقریر و تاکید مین توجہ فرمائی
دوسرا امر قرن سادس و سابع و ثامن و تاسع و عاشر مین کیسے کیسے علماء ورثۃ الانبیاء
حفاظ محدثین و فقہا محققین و مفسرین مدققین و ایمہ نحویین و لغویین و بیانیین و اصولیین

و اولیا عارفین گزرگئے ہین بعض تو ایسے ہین کہ اس زمانہ حال مین جو چل رہا ہی مذاہب اربعہ کا اونپر مدار ہی پھر ایسے لوگونکو گمراہ کہنا خود گمراہی ہی دسوان عقیدہ جو شخص انکے مقولات کی تصدیق نکرے گو وہ کیسے ہی مقولات ہون وہ کافر ہی اور جو شخص انکی ہان مین ہان ملاتا جائے اگرچہ فاسق ہو مگر وہی موحد ہی علامہ احمد بن علی بصری فرماتے ہین فمن صدقہ لکل ما یقولہ و آمن بہ فہو مؤمن موحد و من لم یصدقہ فی کل ما یقول بہ فہو کافر مقطوع بکفرہ سبحان اللہ یہ تو عجب سمجھ ہی اگر انکو دعوی اجتہاد ہی تو قول مجتہد کے انکار سے کوئی کافر نہین ہو سکتا اور اگر دعوی رسالت ہی تو رسالت ذات پاک سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی علامہ احمد فرماتے ہین و اذا بطل کونہ من رسل رب العالمین ثبت انہ من رسل ابلیس اللعین لاضلال الموحدین جب یہ امر متحقق ہوا کہ یہ رسول رب العالمین سے نہین ہین تو ثابت ہو گیا کہ رسول ابلیس لعین سے ہین اور مقصود اوسکا اضلال موحدین ہی اور اس اضلال کی وجوہ عدیدہ ہین کہ یہان بلحاظ اختصار کے چند وجوہ کا ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہی پہلی وجہ وہابی صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو بغض رکھتے ہین اسکا سبب یہ ہی کہ صحابہ مسائل الہیات و اعتقادیات و شرعیات و تہذیب نفوس و کمال اخلاق و مسائل جہاد بتاتے تھے اور فتح بلاد معظمہ انکے حسن تدابیر سے ہوا اور اونکے ہاتھون سے کفار مخذول و منکوب رہے چنانچہ نواحی یمامہ مین مسیلمہ کذاب کے باب مین جو جو مساعی جلیلہ ظہور مین آئے سیر و تواریخ دیکھنے والونپر مخفی نہین اب ان لوگون نے اوسکے بدلے مین گورکنی و نباشی شروع کی مگر حق تو یہ ہی کہ جو کچھ ان لوگون کے ہاتھ و زبان سے عالم ظہور مین آیا ابلیس کو بھی نہ سوجھی ہوگی دوسری وجہ چونکہ شیطان لعین اولیا، عارفین و عباد صالحین سے عداوت تامہ رکھتا ہی یہ لوگ انکی تکفیر کے قائل ہوے بلکہ جو شخص اونکی تکفیر کا

قائل نہوا اوسکی تکفیر کے بھی قائل ہوے تاآنکہ وہابی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ وغیرہ کملین اولیاء اللہ کو زمرۂ اوثان مین سمجھتے ہین اور یہ نہین سمجھتے کہ احادیث صحاح مین اولیاء اللہ کی اہانت کے باب مین کیا وعیدین وارد ہین علامۂ احمد فرماتے ہین الا ابلیس شدید البغض لاولیاء اللہ العارفین فجزم رسولہ وخلیفتہ بکفرہم وحکم بکفر من لم یکفرہم ویبغضہم ویسبہم ویعادیہم ویکفر الاحیاء منہم والاموات کسیدی الشیخ عبد القادر واضرابہ ممن اشتہر بالولایۃ والصلاح وجعلہم فی زمرۃ عباد الاوثان فقد اخرج البخاری فی صحیحہ عن انس وابی ہریرۃ رضی اللہ عنہما انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال عن اللہ تعالی من اہان لی ولیا فقد بارزنی بالمحاربۃ الحدیث وفی روایۃ لہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالی قال من عادی لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب ای اعلمتہ انی محارب لہ انتہی مختصرا ۹

اندکی پیش تو گفتم غم دل ترسیدم	که دل آزرده شوی ورنه سخن بسیار است

قال اور اگر تعظیم نام نامی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قیام ہی مین مقصود ہوتی تو جب اسم مقدس حضرت کا سنتے قیام کرتے **اقول** اس شرطیہ کا مقدم اختراعی معلوم ہوتا ہی نہ تعظیم کا انحصار قیام مین ہی نہ اہل حق سے کوئی اسکا قائل ہی

قال اور نام پاک حضرت سنکر بڑی تعظیم وتاکیدی امر یہ ہی کہ درود وسلام حضرت صلعم بھیجین کہ موجب اجر جزیل و ثواب بے شمار ہی و باعث نجات و وقایۂ وعید شدید ترک صلوۃ والسلام واطلاق بخل سے ہی مرقاۃ مین لکھا ہی کہ آیۂ ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی مین لفظ صلوا صیغۂ امر کا واسطے وجوب کے ہی اور محلی شرح موطا مین لکھا ہی اعلم ان الصلوۃ فرض بالامر مرۃ واحدۃ فی العمر اتفاقا واختلف فی وجوبہا کلما ذکر اسم النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاختار الطحاوی تکرار الوجوب کلما ذکر اسم النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولو اتحد المجلس علی الاصح لا لان الامر یقتضی التکرار بل لانہ تعلق وجوبہا بسبب متکرر وہو الذکر فیتکرر بتکررہ ویصیر دینا بالترک

فیقضی للہا حق عبدکا تشمیت وبہ قال ابن اسحاق وقال ابن العربی انہ الاحوط وقال الکرخی انہ لایجب تکرارہا کلما ذکر اسمہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بل یستحب فی الدر المختار المعتمد من المذاہب قول الطحاوی وصححہ الحلبی وغیرہ انتہی والآیۃ تدل علی الوجوب فی الجملۃ وقیل یجب الصلوۃ کلما جری ذکرہ لقولہ علیہ السلام رغم انف رجل ذکرت عندہ فلم یصل علی وقولہ من ذکرت عندہ فلم یصل علی فدخل النار وقولہ یحب المرء من البخل ان اذکر عندہ ولا یصل علی وعن علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم البخیل الذی من ذکرت عندہ فلم یصل علی رواہ الترمذی کذا فی المشکوۃ وفی زواجر عن اقتراف الکبائر لابن حجر مکی رح اخرج الطبرانی عن حسین بن علی رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ذکرت عندہ فخطی الصلوۃ علی خطی طریق المحبۃ وعن ابن ابی عاصم قال قال الا اخبرکم بابخل الناس قالوا بلی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من ذکرت عندہ فلم یصل علی فذلک ابخل الناس تنبیہ عد ہذا ہو صریح ہذہ الاحادیث لانہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذکر فیہا وعیدا شدیدا کدخول النار وتکرار الدعاء من جبریل والنبی صلی اللہ علیہ وسلم بالبعد والسحق ومن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالذل والھوان والوصف بالبخل بل بکونہ ابخل الناس وہذا کلہ وعید شدید جدا فاقتضی ان ذلک کبیرۃ لکن ہذا انما یاتی علی القول الذی قال جمع من الشافعیۃ والمالکیۃ والحنفیۃ والحنابلۃ انہ یجب الصلوۃ علیہ صلی اللہ علیہ وسلم کلما ذکر وہو صریح ہذہ الاحادیث الخ **اقول** عبارت منقولہ سے معلوم ہوتا ہی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی لیا جاے تو ابن عربی مالکی وکرخی کے نزدیک درود واجب نہین افسوس ہی کہ زواجر کے یہان پوری عبارت نقل نہ کی گئی نہین تو رہا سہا شبہہ بھی دور ہوجاتا احادیث مرویہ مین تطبیق ہوجاتی عبارت متروکہ سے معلوم ہوتا ہی کہ اکثر محدثین وفقہا عدم وجوب کے قائل ہین اور حدیث مین جو تارکین کے لیے

وعید ہی اس سے وہی تارکین مراد ہین جو بسبب عدم اعتناء کے درود نہین پڑھتے اور
خود حرام و کھیل و کود مین مصروف رہتے ہین اب اوس عبارت کو نقل کیے
دیتا ہون واما علی ما علیہ الاکثرون من عدم الوجوب فھو مشکل مع ہذہ الاحادیث الصحیحۃ
اللھم الا ان یحمل الوعید فیھا علی من ترک الصلوۃ علی وجہ یشعر بعدم تعظیمہ صلی اللہ علیہ
وسلم کان یترکھا لاشتغالہ بلھو ولعب محرم فھذہ الھیآت الاجتماعیۃ لا یبعد ان یقال
انہ بحقھا من القبح والاستھتار بحقہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما یقتضی ان الترک حینئذٍ لما
اقترن بہ کبیرۃ مفسق فح یتضح انہ لا معارضۃ بین ہذہ الاحادیث وما قالہ الائمۃ من
عدم الوجوب بالکلیۃ اور قائلین عدم وجوب کیطرف سے طحاوی وغیرہ کا تو دہ تو دہ
جواب پیش ہوتا آیا چنانچہ چند جواب اطلاع ناظرین کے لیے اس مقام پر لکھا جاتا
ہون پہلا جواب اگر درود واجب ہوتا تو یہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے
خصوصًا اور امت کے لیے عمومًا اظہر واجبات سے ٹھہرتا اور ایسا تو نہین ہی
دوسرا جواب وجوب کے تو کوئی صحابہ یا تابعین یا تبع تابعین سے قائل نہین بلکہ یہ
محض قول مخترع معلوم ہوتا ہی تیسرا جواب جب جب آپ کا نام نامی لیا جاتا تھا
تو سلف صالح جو پیشوای دین تھے درود نہین پڑھتے تھے اور خطاب کے وقت بھی
صرف یا رسول اللہ کہتے تھے اگر واجب ہوتا تو وہ بیشک اس سے منع کیے جاتے
چوتھا جواب اگر واجب ہوتا تو موذن پر واجب ہوتا مگر موذن پر تو شرعا ہرگز واجب
نہین پانچوان جواب درصورت وجوب کے نماز یا خارج زمین قاری پر درود پڑھنے کے
لیے قرارت کا چھوڑنا واجب ہو جاتا لیکن ایسا تو نہین ہی باقی رہی احادیث
مرویہ اسکا جواب یہ ہی کہ سب احادیث مین مبالغہ تاکید ہی ہی اور ادن لوگون کے
لیے ہی جو ترک صلوۃ کے عادی ہو گئے ہین مسالک الحنفا الی مشارع الصلوۃ
علی النبی المصطفی مین ہی واجاب القائلون بعدم الوجوب بوجوہ منھا انھا لو کانت

واجبة كلما ذكر لكان هذه من اظهر الواجبات ولنبيه صلى الله عليه وآله وسلم ولامته ومنها انه
قول لا يعرف من احد من الصحابة والتابعين ولا تابعيهم ولا يعرف قال به فهو قول مخترع
ومنها ان السلف الصالح الذين هم القدوة لم يكن احد منهم كلما ذكر النبي صلى الله عليه
وسلم يقرن الصلوة عليه باسمه وهذا في خطابهم للنبي صلى الله عليه وسلم اكثر من ان نذكره
كانهم كانوا يقولون يا رسول الله مقتصرين على ذلك فلو كانت الصلوة عليه واجبة
عند ذكره لانكر عليهم تركها ومنها انه لو وجبت لوجبت على المؤذن فضلا ان يجب
عليها ومنها انها لو وجبت لزم القاري كلما يذكر اسمه ان يصلي عليه ويقطع لذلك
قراءته ليؤدي هذا الواجب سواء كان في الصلوة او خارجها ومعلوم انه لو كان واجبا
لكان الصحابة والتابعون اقوم به واشرع الى ادائه وفيه من المشقة والحرج ما لا يخفى
واجابوا من الاحاديث التي استدل بها المثبتون للوجوب بانها خرجت مخرج المبالغة
في تاكيد ذلك وطلبه وفي حق من اعتاد ترك الصلوة عليه **قال** الملخص یہ کہ نام نامی
سنکر ثواب درود وسلام سے محروم رہتے ہین اور مرتکب گناہ کبیرہ ترک سلام
وصلوۃ کے ہوتے ہین اسکا خوف ومضایقہ نہین جانتے مگر امر لغو ونزاعی
قیام مین جست وکمر بستہ مستعد رہتے ہین بلکہ اوسکے ترک کو وعید ترک صلوۃ
وسلام سے بھی گویا نہایت بڑھکر جانتے ہین حالانکہ ترک صلوۃ وسلام پر وعید
شدید وارد ہی اور ترک قیام پر کچھہ نہین بلکہ فعل قیام مین کراہت ونہی ثابت
ہی جیسا کہ گذرا **اقول** ہمین کئی وجوہ سے اختلال ہی پہلا **اختلال** مجلس
میلاد مین جب نام نامی زبان پر آتا ہی درود وسلام پڑھا جاتا ہی بلکہ بعد
اختتام بیشتر روایتون کے بدون ذکر نام نامی کے بھی درود وسلام بھیجے

ہین چنانچہ بعض مجالس مین ع	عطر اللهم قبره الكريم
بعرف شذي من صلوة وتسليم	پڑھتے ہین اور بعض محافل مین

واجبة كلما ذكر لكان هذه من اظهر الواجبات ولنبيه صلى الله عليه وآله وسلم ولامته ومنها انه
قول لا يعرف من احد من الصحابة والتابعين ولا تابعيهم ولا يعرف قال به فهو قول مخترع
ومنها ان السلف الصالح الذين هم القدوة لم يكن احد منهم كلما ذكر النبي صلى الله عليه
وسلم يقرن الصلوة عليه باسمه وهذا في خطابهم للنبي صلى الله عليه وسلم اكثر من ان يذكر
كانهم كانوا يقولون يا رسول الله مقتصرين على ذلك فلو كانت الصلوة عليه واجبة
عند ذكره لانكر عليهم تركها ومنها انه لو وجبت لوجبت على المؤذن فضلا ان يجب
عليهما ومنها انها لو وجبت لزم القارى كلما يذكر اسمه ان يصلي عليه ويقطع لذلك
قرائته ليؤدي هذا الوجب سواء كان في الصلوة او خارجها ومعلوم انه لو كان واجبا
لكان الصحابة والتابعون اقوم به واشرع الى ادائه وفيه من المشقة والحرج ما لا يخفى
واجابوا من الاحاديث التي استدل بها المثبتون للوجوب بانها خرجت مخرج المبالغة
في تاكيد ذلك وطلبه وفي حق من اعتاد ترك الصلوة عليه **قال** الملخص یہ کہ نام نامی
سنکر ثواب درود وسلام سے محروم رہتے ہین اور مرتکب گناہ کبیرہ ترک سلام
وصلوۃ کے ہوتے ہین اسکا خوف ومضایقہ نہین جانتے مگر امر لغو ونزاعی
قیام مین جست وکمر بستہ مستعد رہتے ہین بلکہ اوسکے ترک کو وعید ترک صلوۃ
وسلام سے بھی گویا نہایت بڑھکر جانتے ہین حالانکہ ترک صلوۃ وسلام پر وعید
شدید وارد ہی اور ترک قیام پر کچھ نہین بلکہ فعل قیام مین کراہت ونہی ثابت
ہی جیسا کہ گزرا **اقول** ہمین کئی وجوہ سے اختلال ہی پہلا **اختلال** مجلس
میلاد مین جب نام نامی زبان پر آتا ہی درود وسلام پڑھا جاتا ہی بلکہ بعد
اختتام بیشتر روایتون کے بدون ذکر نام نامی کے بھی درود وسلام بھیجتے
ہین چنانچہ بعض مجالس مین ہ

	عطر اللہم قبرہ الکریم
بعرف شذی من صلوۃ وتسلیم	

پڑھتے ہین اور بعض محافل مین

دوسرے جمل دیدہ و دانستہ اسقدر غلط اظہاری بیجا ہیے ٥

راست میگویم و یزدان نہ پسندد جز راست	حرف ناراست سر دین و شہ اہرمن است

دوسرا اختلاف یہ بھی لکھ چکا ہون کہ اکثر علما عدم وجوب کے قائل ہین اب کہانتک سمجھاؤن

٥ یارب وہ نہ سمجھے ہین نہ سمجھینگے میری بات	دے اور دل انکو جو نہ دے مجکو زبان اور

تیسرا اختلاف قائلین بالوجوب مین اختلاف ہی کہ اس صورت مین درود پڑھنا فرض عین ہی یا کفایہ ابو اللیث سمرقندی کا مذہب یہ ہی کہ درود علی الکفایہ واجب ہوتا ہی یعنی بعض کے فعل سے مابقی لوگون کے ذمے سے وجوب ساقط ہوجاتا ہی مسالک الحنفا الی مشارع الصلوۃ علی النبی المصطفی مین ہی اختلفوا القائلین بالوجوب کما ذکر ہل ہو علی العین فیجب علی کل فرد او الکفایۃ فاذا فعل ذلک البعض سقط عن الباقین فالاکثرون علی الاول و قال بالثانی ابو اللیث السمرقندی من الحنفیۃ اور اس مجلس مین تو قاری و سامع سبکے سب درود پڑھتے ہین اگر بفرض محال کسی شخص نے نہ پڑھا تو دوسرے کے پڑھنے سے وجوب ساقط ہوجائیگا

چوتھا اختلاف بعض کا یہ مذہب ہی کہ تمامی مجلس مین اگر نام نامی کئی بار لیا جای ایکبار درود کافی ہی حلیمی کا قول ہی کہ جب مجلس خاصۃ ذکر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قرار پائے اس پوری مجلس کو مثل حالت واحدہ کے سمجھنا چاہیے پھر ضرور نہین کہ جب جب نام نامی زبان پر آئے درود واجب ہوجای بلکہ اس صورت مین ایک مرتبہ درود پڑھنا کافی ہی ہان اگر اس قسم کی مجلس نہو تو جب جب نام نامی زبان پر آئیگا درود واجب ہوجائیگا اور ظاہر ہی کہ مجلس میلاد صرف ذکر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے انعقاد پاتی ہی پھر اسمین ایک مرتبہ درود پڑھنا کیونکر کافی نہ سمجھا جائیگا مسالک الحنفا الی مشارع الصلوۃ علی النبی المصطفی مین ہی ذکر فی بعض شروح الہدایۃ انہ لو کرر اسم اللہ فی مجلس واحد

بکیفیہ ثناء وحدہ لو کرر ہمہ فی مجلس کفاہ ایضا ان یصلی علیہ مرۃ علی الصحیح وفرق الحلیمی فرقا حسنا فقال واذا علمنا بوجوب الصلوۃ کلما ذکر فان اتحد المجلس وکان مجلس علم او رواتہ سنن ذکر الصلوۃ اذا ختم المجلس وبھا اجزاہ لان المجلس اذا کان معقودا الذکرہ کان حالۃ واحدۃ کالذکر المتکرر وان لم یکن المجلس کذلک فانی ارجی انہ کلما ذکر ان یصلی علیہ ولا ارخص فی تاخیر ذلک اذ لیس ذکرہ باقل من حق العاطس افسوس ہی کہ تم لوگونکو کسی مسئلے مین سوای دھوکہ بازی وافترا پردازی کے کچھ نہین آتا ہ

تا تو بدانی کہ جہا کردہ		نقش دغا بستہ خطا کردہ

حق تو یہ ہی کہ مجلس میلاد مین ابتدا سے آخر تک جب نام نامی آتا ہی درود پڑھا جاتا ہی اگر کسی شخص نے درود نہ پڑھا تو دوسرے کے پڑھنے سے اسکے ذمے کا وجوب ساقط ہوجاتا ہی **قال** اور بالتنزل یہ کہا جاتا ہی کہ اس امر مین اختلاف وتنازع واقع ہی جیسا کہ عاملین ومجوزین بھی تاویل تحریف وتبدیل کرکے فکر اثبات مین رہتے ہین تو رفع اختلاف ودفع تنازع اس طور پر کرین کہ رجوع جانب آیات ونصوص واحادیث صحاح غیر منسوخہ وغیر ماولہ کے کرکے حقا وانصافا نہ تعصبا واعتسافا تصفیہ واتفاق کرلین **اقول** اہل حق کیطرف سے ہمیشہ دلائل لامعہ وبراہین ساطعہ پیش ہوتی آئی ہہ منکرین سے تو بجز دشنام وہی اور فضول گوئی کے اپنا طریقہ نہین کہا دیکھو کہ اس رسالہ قلب الاطمینان مین کس آیت وحدیث سے مذمومیت مجلس وقیام کی ثابت کی گئی ہی اس حوصلہ پر تو ضرور تھا کہ ہر دعوی کے ثبوت کے لیے آیت وحدیث پیش کی جاتی ہان صاحب مقتضای ہمہ دانی تو یہ ہی کہ اس رسالہ مین جس جس مقام پر آیہ وحدیث مذکور ہوئی ہی محض بے سمجھے بوجھے نقل ہوی ہی چنانچہ ہمنے ہر مقام پر مطلب صحیح لکھکے حسب مناسب مقام تنبیہ کی ہی اور ہمنے مانا کہ کوئی آیت وحدیث گھڑکے ابطال عمل مولد کے لیے

پیش ہوی تو شاہ عبد الرحیم صاحب و مولانا شاہ ولی اللہ صاحب و مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کی طرف سے کیا عذر پیش ہوگا یہ حضرات تو مجوزین سے ہین انتباہ فی سلاسلۃ اولیاء اللہ مین ہی اخبرنی سیدی الوالد قال کنت اصنع فی ایام المولد طعاما صلۃ بالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فلم یفتح لی فی سنۃ من السنین شیٔ اصنع بہ طعاما فلم اجد الا حمصا مقلیا فقسمتہ بین الناس فرأیتہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم وبین یدیہ ہذہ الحمص اور مولانا شاہ عبد العزیز صاحب فرماتے ہین باقی ماند مجلس مولود شریف پس حالش این ست کہ بتاریخ دوازدہم شہر ربیع الاول ہمین کہ مردم موافق معمول سابق فراہم شدند و درخواندن درود مشغول گشتند و فقیر مے آمد اولاً بعضے از احادیث فضائل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مذکور می شود بعد ازان ذکر ولادت باسعادت و نبذی از حال رضاع و حلیہ شریف و بعضے از آثار کہ درین اوان بظہور آمدہ بمعرض بیان می آید پس تر با حضر از طعام یا شیرینی فاتحہ خواندہ تقسیم آن بحاضرین مجلس مے شود اب سچ سچ حقا و انصافاً نہ تعصباً و اعتسافاً کہو کہ ان حضرات سے اب تصفیہ و اتفاق کی کیا صورت ہی ٥

جو لوگ کہ ہوتے ہین وہ لا عاقل دہر	کرتے نہین جز مہر عدو پر وہ قہر
پوشیدہ نہین ہی یہ مثل ہی مشہور	مرتا جو ہو گڑ سے اوسے کیون دیجے زہر

قال جیسا کہ مامور و ماثور ہی اذا تنازعتم فی شیٔ فردوہ الی اللہ ورسولہ **اقول** تمنے اس آیہ مین لفظی و معنوی تحریف کی ہی فان تنازعتم کو اذا تنازعتم اور والرسول کو رسولہ بنایا اجتہاد کو بالکل اڑا دیا حالانکہ اگر قرآن و حدیث مین کوئی امر نہ پاوین تو اوسمین اجتہاد چاہیے معالم التنزیل محی السنۃ حسین بن مسعود بغوی مین ہی فردوہ الی اللہ والرسول ای الی کتاب اللہ والی رسولہ مادام حیا وبعد وفاتہ الی سنتہ والرد الی الکتاب والسنۃ واجب ان وجد فیہا فان لم یوجد فسبیلہ الاجتہاد ٥

چیست قرآن ای کلام حق شناس ۔ رونمای رب ناس آمد بناس
حرف حرفش راست صد بر معینے ۔ معینی در معینی در معینے
لعبت بازیچه اش فهمیده ۔ با خذف گنجینه سنجیده
بس کن و بس کن بس این بس قدیم ۔ زین حواشی گشت اوراقش سیم
از سر درس ملاهی باز آ ۔ در دبستان الٰهی باز آ
مجلس مولود را بدعت مگو ۔ نیست جز ذکر رسول الله درو

قال فی المشکوة عن ابن عباس قال قال النبی صلی الله علیه وسلم الامر ثلثة امر بین رشده فاتبعه وامر بین غیه فاجتنبه وامر اختلف فیه فکله الی الله عز وجل رواه احمد اور امر اختلافی غیر ضروری ہین جو مقتضای احتیاط ہو اوسے کرنا چاہیے

اقول اس تقریر سے معلوم ہوتا ہی کہ تمنے امر بین رشدہ سے صریح چشم پوشی کر کے مجلس میلاد کو امر اختلف فیہ مین داخل سمجھا ہی اور نہ سمجھے کہ اوس سے وہی اشیا مراد ہین جسکو خداوند عالم نے نہین بتایا مثل قیامت و متشابہات قرآنی کے حدیث ابی ثعلبہ مین ہی وسکت عن اشیاء من غیر نسیان فلا تبحثوا عنها طیبی مین ہی الاول ان تفسیر ہذا الحدیث بما ورد فی آخر الفصل الثالث فی حدیث ابی ثعلبة پھر یہ امر اختلف فیہ مین داخل نہین ہی بلکہ امر بین رشدہ مین داخل ہی اور اگر ہم تسلیم بھی کرین تو تمھاری چون و چرا کو کب جا ہر سمجھین گے اسلیے کہ امر مختلف فیہ کو خدا ہی پر چھوڑنا چاہیے اوس مین چون و چرا کو کہان دخل ہے

ہر زہ مشتاب ای جادہ شناسان بدر آ ۔ ای کہ در راہ سخن چون تو ہزار آمد و رفت

قال اور امور محدثہ نے اصل مین عمل بے دلیل حرمین شریفین کا بعد قرون ثلثہ علی الخصوص اس زمانے مین کچھہ حجت قطعیہ و براہین شرعیہ سے نہین ہے

اقول یہ تقریر تو صریح ہذیان معلوم ہوتی ہی مجلس میلاد نہ امور محدثہ سے ہی

شنیع بے اصل ہی نہ عمل حرمین براہین شرعیہ سے خارج ہی اگر کوئی حدیث صحیح عمل اہل
مدینہ کے خلاف پائی جاوے تو حدیث صحیح پر عمل کرنا چاہیے اس لیے کہ جب اہل مدینہ
کے نزدیک ایسی حدیث کی اصلیت نہیں پائی گئی تب تو اوسکے خلاف توارث ہوا
اس لیے کہ ممکن نہیں کہ جس مقدمے میں حدیث صحیح پائی گئی ہو دیدہ و دانستہ توارث
اوسکے خلاف ہو بلکہ اونکے توارث سے معلوم ہوتا ہی کہ کوئی حدیث صحیح اپنے
عمل کے موافق اونکو ملی ہی اور اونکی حدیث کو غیر کی حدیث پر ترجیح ہی ملا محمد معین
بن ملا محمد امین نے دراسات اللبیب تمہاری مستند کتاب میں لکھا ہی ان عمل اہل
المدینۃ المقدسۃ یترک بہ الحدیث الصحیح عند غیرہم مطلقا وعند اہل الکوفۃ بخصیصہم فان
عملہم علی شیٔ ورد بخلاف الحدیث الصحیح عند غیرہم لا یتصور الا بانتفاء اصل ذلک عندہم
والا لما وسعہم الخلاف ومن لم یقبل ہذا الحدیث المعارض لعملہم وجب علیہ التمسک
وترک ما خالفہ ووجہ ذلک ان عملہم دلیل قوی علی وجود الحدیث الصحیح فی ذلک عندہم
ووجدانہم ترجیح علی حدیث غیرہم عند ہذین الامامین وفی ہذا جواز الاعتماد علی العلم الاجمالی
لوجود الدلیل الراجح مع وجدان الدلیل المعارض بعینہ وذلک مخصوص فی عمل
اہل المدینۃ المشرفۃ عندہما جب بلا وجود دلیل معارض کے دلیل راجح کا علم اجمالی
قابل اعتماد ہی تو جس وقت حرمت انعقاد مجلس میلاد پر منکرین کے نزدیک کوئی
حدیث پائی نجاتی ہو تو حسب تصریح صاحب دراسات کے صرف عمل اہل مدینہ
علیہ ایسکے سنت کے لیے کیونکر کافی و وافی نہ سمجھا جاوے گا ص

دوست دارم گرچہ اگر بہ کارم زدہ اند
لیکن ہمان ست کہ پیوستہ در ابروی تو بود

اور جب توارث مکہ ومدینہ کا ایک طور پر ہوا اور احادیث صحیحہ سے اسکا ثبوت بھی
پایا جاتا ہو تو وہ کیونکر بے اصل سمجھا جاویگا قال چنانچہ ملا علی قاری نے مرقاۃ
شرح مشکوۃ میں لکھا ہی وانکر الطرطوسی الاجتماع لیلۃ الختم فی التراویح ونصب المنابر

وبين انه بدعة منكرة قلت رحمه الله ما فطنه وقد ابتلى به اهل الحرمين حتى فى ليالى الختم يحصل
اجتماع من الرجال والنساء والصغار والعبيد بالا يحصل فى الجمعة والكسوف والعيد ويترتب
عليه الفساد العديد من المنكر الحديد ويستقبلوا النار ويستدبرون بيت الملك الجبار ويقفون
على هيئة عبدة النيران وفى طيش المطاف حتى يضيق على الطائفين المكان ويشوشون عليهم
وعلى غيرهم من الذاكرين والمصلين وقراء القرآن فى ذلك الزمان فنسأل الله العفو والعافية
والغفران والله المستعان انتهى **اقول** ملا على قاری کا قول اگر قابل اعتبار و استناد ہی
تو اونکا قول عمل مولد کے مقدمے مین کیون نہین مانتے جس سے جھگڑا ہی چکجاتا ہی
سبحان الله کہین اونکو آنکھ دکھائی جاتی ہی کہین استنادا اونکی عبارت نقل کیجاتی ہی ؎

آنکھہ وہ کافر کہ قتل عالم جسکی ایک ادا
لب وہ روح افزا جسے مردے جلاتا بات ہی

قال اور ابن القیم نے اپنی کتاب زاد المعاد مین لکھا ہی عمل اهل المدينة الذين يحتج به
ما كان فى زمن الخلفاء الراشدين اما عملهم بعد موتهم وبعد انقضاء عصر من بها من الصحابة
فلا فرق بينه وبين عمل غيرهم والسنة تحكم بين الناس لا عمل احد بعد رسول الله صلى الله
عليه وسلم وخلفاء انتهى یعنی وہ عمل مدینہ والونکا حجت ہی کہ جو خلفای راشدین کے
زمانہ مین تھا اور عمل اہل مدینہ کا بعد موت خلفای راشدین کے اور بعد گزرنے
عصر اونکے جو مدینے مین بھی صحابہ سے بس نہین فرق ہی درمیان عمل اونکے و عمل غیر
اہل مدینے مین اور سنت حکم کرتی ہی لوگونمین نہ عمل کسی کا بعد رسول الله صلى الله
عليه وسلم وخلفای راشدین کے **اقول** ہم اس مقدمے مین دراسات تمہاری معتبر
کتاب سے عبارت نقل کر چکے ہین فتذکر ما سلف **قال** قال العینی نے شرح صحیح
البخاری فی شرح قوله علیه السلام ان الایمان لیارز الى المدينة كما تارز الحية الى جحرها
قال الداودى كان هذا فى حيات النبى صلى الله عليه وآله وسلم والقرن الذى كان عليهم
والذى يلونهم خاصة لانه كان الامر مستقيما وقال القرطبى فيه تنبيه على صحة مذهبهم وسلامتهم

من البدع وان علیهم حجۃ کما رواہ مالک قلت ہذا انما کان فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم والخلفاء الراشدین الی انقضاء القرون الثلثۃ وہی تسعون سنۃ واما بعد فقد
تغیرت الاحوال وکثرت البدع خصوصا فی زماننا ہذا علی ما لا یخفی اور کہا عینی نے بیچ شرح
بخاری شریف بیچ شرح حدیث ان الدین لیارز الی المدینۃ کما تارز الحیۃ الی جحرہا کے
یعنی بیشک ایمان سمٹ آویگا طرف مدینہ کے جیسے کہ سمٹ آتا ہی سانپ طرف
اپنے سوراخ یعنی بل کے داؤدی نے شرح بخاری مین تحت مین اس حدیث کے
لکھا ہی کہ تھا یہ امر یعنی سمٹ آنا ایمان کا بیچ حیات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور
اون قرنون مین کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اونمین اور اون لوگون مین کہ تھے
متصل اونکے خاص کے اس لیے کہ امر درست تھا رواج بدعت سے اور کہا
قرطبی نے اسمین تنبیہ ہی اوپر صحت مذہب مدینہ والونکے اوپر سلامتی اون کی
بدعتون سے اور اوپر اسکے کہ عمل اونکا حجت ہی کہا عینی نے بعد نقل اس
قول قرطبی کے شرح مذکور مین کہ یہ سلامت رہنا اہل مدینہ کا بدعت سے نہ تھا مگر زمانہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفای راشدین مین گزرنے قرون ثلثہ تک اور
وہ قرون ثلثہ نوے برس ہین اور بعد ان قرون کے متغیر ہوے احوال اور
بہت ہوئین وہان بدعتین خصوصا ہمارے زمانے مین **اقول** جسطرح سانپ
باحتیاج کی طلب کے لیے اپنی بانبی سے نکلتا ہی اور پھر اوس مین داخل ہوتا ہی
اسیطرح ایمان مدینہ طیبہ سے اطراف واکناف عالم مین پھیلا اور بسبب محبت
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر مومن عزم مدینے کا رکھتا ہی اس امر مین کسی زمانے کی
خصوصیت نہین ہی قرن اول مین لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
مین احکام سیکھنے جاتے تھے زمانہ صحابہ و تابعین و تبع تابعین مین اقتدا کے لیے
جاتے تھے بعد اوسکے زمانہ حال تک جو چلا ہاہی زیارت قبر منیف اور صلوۃ مسجد شریف

اور تبرک آثار شریف و آثار صحابہ کے لیے جاتے ہین ارشاد الساری لشرح صحیح البخاری
مین علامہ احمد بن محمد بن الخطیب القسطلانی فرماتے ہین ای ان اہل الایمان
لتنضم وتجتمع الی المدینۃ کما بازر الحیۃ الی جحرہا ای کما تنتشر الحیۃ من جحرہا فی طلب
ما تعیش بہ فاذا راعہا شیٔ رجعت الی جحرہا کذلک الایمان انتشر من المدینۃ فکل مومن
من نفسہ سائق الیہا المحبۃ فی ساکنہا صلوات اللہ وسلامہ علیہ وہذا شامل لجمیع الازمنۃ
لانہ فی زمنہ صلی اللہ علیہ وسلم فللتعلم منہ وانہ من الصحابۃ والتابعین وتابعیہم فللاقتداء
بہدیہم واما بعدہم فلزیارۃ قبرہ المنیف والصلوۃ فی مسجدہ الشریف والتبرک بمشاہدۃ
آثارہ و آثار اصحابہ اس مقام پر سمجھنا چاہیے کہ سانپ سے تشبیہ صرف قرار و انضمام
مین ہی امر مین تشبیہ مقصود نہین ہی طیبی مین ہی ولعل ہذہ الدابۃ اشد فرارا
وانضماما من غیرہا فشبہ بہا بمجرد ہذا المعنی فان المماثلۃ یکفی فی اعتبارہا بعض الاوصاف
پھر اگر زماننا ہذہ سے زمانہ حال مراد ہو تو سوای حرمین کے تمام سے دین کا معدوم
ہونا لازم نہین آتا اس لیے کہ اگرچہ سانپ جب بانبی مین سمٹ آتا ہی تو سوای
اوس بانبی کے کہین نہین ہوتا لیکن یہان تمام لوازمات سے تشبیہ ہی نہ تشبیہ
کے لیے یہ ضرور ہی **قال** اور ملا علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوۃ مین لکھا ہی لوادرک
الاولون ما انتہی الیہ الآخرون کما علیہ اہل زماننا الغافلون لحکموا بحرمۃ المجاورۃ فی
الحرمین الشریفین من شیوع الظلم وکثرۃ الجہل وقلۃ العلم وظہور المسکرات وفشو البدع
والسیات واکل الحرام والشبہات یعنی اگر پاتے پہلے پچھلوں کو جس پر ہمارے زمانے
کے غافل لوگ ہین تو حکم کرتے ساتھ حرام ہونے مجاورت حرمین شریفین کے
بسبب شائع ہونے ظلم اور کثرت جہل و قلت علم و ظاہر ہونے برے باتون
و فاش ہونے بدعات و سیئات اور اکل حرام اور شبہات کے **اقول**
فی الواقع بعض بعض احیان مین وہابیون نے مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ مین طرح طرح کے

مفسدے برپا کیے تھے کہ خداوند عالم نے اپنے فضل و کرم سے اونکو مخذول و منکوب کیا
چنانچہ ابن عبد الوہاب نجدی وغیرہ کی تھوڑی سی کیفیت لکھہ چکا ہون اگرچہ اوسکی
یاد دہی مین عتاب کا خوف تھا پر کیا کرون مجبور ہون ٥

نہ ہوتین کبھی نظرون مین حسینونکے ذلیل		چھوڑ دین حسن پرستی کا جو لپکا آنکھین

قال علاوہ اون سب کے حال پستی لحیہ و اسبال ازار اہالی حرمین و علماء اکبر وہانکا عیان ہی جو جاکے دیکھہ لے یا دریافت کرلے حالانکہ سب جانتے ہین کہ حکم واسطے پستی مونچھہ و درازی لحیہ کے ہی فی الموطا عن عبد اللہ بن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امر باحفاء الشوارب واعفاء اللحی یعنی روایت ہی عبد اللہ بن عمر سے کہ بالتحقیق فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے پست کرنے مونچھہ و دراز کرنے ڈاڑھی کے وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خالفوا المشرکین ووفروا اللحی واحفوا الشوارب وعن زید بن ارقم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لم یاخذ من شاربہ فلیس منا اخرجہ الترمذی وصححہ النسائی اور خرابی اسبال ازار یعنی ازار کی نیچے لٹکانی زیر جامہ کے ظاہر و ثابت ہی عن ابی سعید بن الخدری رض قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول ازرة المومن الی انصاف ساقیہ لاجناح علیہ فیما بینہ وبین الکعبین ما اسفل ذلک ففی النار قال ذلک ثلث مرات وکتاب زواجر عن اقتراف الکبائر مین اسبال ازار اور اوسکے تطویل کو گناہ کبیرہ لکھا ہی اس لیے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اسفل ہو کعبین سے وہ آتش دوزخ مین ہوگا اور یہ وعید شدید دخول دوزخ کے کبیرہ ہونے پر دال ہی **اقول** تمنے اپنی عمر مین نہ حج کیا نہ تمھین زیارت نصیب ہوئی نہ ہوگی پھر تمھین حرمین شریفین زادہما اللہ تعالی شرفا و تعظیما کے احوال سے یا وہان کے علما کی کیفیت سے کیا اطلاع بے دیکھے بھالے ایسے بزرگان دین کو مرتکب گناہ کبیرہ یا جہنمی کہنے سے کیا فائدہ ٥

صاحب کے ہرزہ پن سے ہر ایک کو گلہ ہی		مین جو نباہتا ہون میرا ہی حوصلہ ہی

علماو کبراے حرمین کے اتقا کا کیا کہنا ڈاڑھی نیچی پائجامہ ٹخنون سے اونچا عبائے بی در بر عمامۂ حجازی برسر چشم بددور نمازی صاحب ترتیب تہجد گزار پلے درجے کے متقی پرہیزگار اگر تمنے ان بزرگوار کو نہین دیکھا ہی تو بعض بعض ہندوستانی جو عربی پائجامہ پہنتے ہین اونکو ٹٹول لو طرفہ یہ ہی کہ اسبال ازار عموما غیر مشروع نہین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا پائجامہ نیچا ہوتا تھا پھر نعوذ باللہ اونکی شان مین بھی جو کچھ چاہو بان ازبان کرلو افسوس ہی کہ زواجر عن اقتراف الکبائر کی عبارت نقل کرنے مین بڑی خیانت کا ارتکاب ہوا اب ہم زواجر سے اوس حدیث کو لکھتے ہین وفی ایضا من جر ثوبہ خیلاء لم ینظر اللہ الیہ یوم القیامۃ فقال ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ یا رسول اللہ ان ازاری یسترخی الا ان اتعاہدہ فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انک لست ممن یفعلہ خیلاء اور صحیح بخاری مین حدیث ابو بکر صدیق کے باب مین جر ازارہ من غیر خیلاء مین مذکور ہی اور زواجر مین کبیرہ العبہ جو کبر و عجب مین ہی حدیث جر ازار مذکور ہی حضرت ابن عمر کی حدیث مین بطور اختصار کے مذکور ہی من جر ازارہ لا یریدبذلک الا المخیلۃ فان اللہ لا ینظر الیہ یوم القیامۃ چنانچہ حدیث زواجر مین ہی اور بعض احادیث مین جو بطور اطلاق کے ہی ما اسفل الکعبین من الازار ففی النار وہ اپنے اطلاق پر نہین بلکہ وہ بھی خیلاء کی قید پر محمول ہی چنانچہ ارشاد ساری مین صاف لکھا ہی خیر اگر ہم اسبال ازار کو تسلیم کرلین تو وہ خواہ مخواہ تکبر ہی سے ہوگا اور وہ جارنا چار مرتکب گناہ کبیرہ و مستحق عذاب جہنم ٹھہراے جاوینگے اونکا علم و فضل و زہد و اتقا و مجاورت حرمین شریفین مقتضی اس امر کا تھا کہ اونکے ساتھہ ادب و لحاظ سلوک ہوتا اور تہمت سے کف لسان کیجاتی نہ اوسکے بدلے افترا پردازیان و زبان درازیان ۵

خون صاحب نظران ریختی ای کعبہ حسن	خون ایشان کہ روا داشت کہ صید حرم اند

قال ہرگاہ حال حرمین کا بعد قرون ثلٰثہ متغیر و ملوث ببدعات ہوکر قابل تمسک نہ رہا پھر اب کسطرح لائق سند و اعتبار تصور کیا جاوے ایسے امور مین جاہل و قال و فعل کسی

دوسرےکا **اقول** چشم بددور کیسی شستہ تقریر ہی سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ وبحمدہ
شاید یہ اردو ہی معلی تمہارے ہی حصے مین آئی ہی ع

صحرائیان پورب کیا جانتے ہین اسکو		اہی مصحفی جدا ہی انداز اس زبان کا

ہان صاحب عمل حرمین تو بیشک قابل تمسک واحتجاج ہی اس مقدمے مین ع اسات
کی عبارت منقولہ دیکھہ لو **قال** سوای اسکے یہ عمل کچھہ اہالی وعمائد حرمین کا ایجاد کیا ہوا
بھی تو نہین جو کچھہ استدلال کیا جاوے موجد محدث اسکا ایک بادشاہ اربل ملک شام کا
بعد چھہ سو چار ہجری کے ہی وہ بسبب ارتکاب اسراف وملاہی وغنا ورقص وغیرہ خود
قابل سند نہین تو شی محدث اوسکی کہ محض بے اصل شرعی ہی کب قابل تمسک ہی
اقول اگر یہ عمل اہالی حرمین کا نکالا نہین ہی تو یہ کہو کہ حضرت ابن عباس کون
تھے اور کہان کے رہنے والے تھے شاہ اربل تو ہرگز اسکا موجد نہین ہوسکتا
البتہ سلطان نے اسے رونق دی تھی اس لحاظ سے اگر اوسے موجد کہتے ہون تو
کہتے ہون یہی حال نماز تراویح کا ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسکے موجد نہین ہین البتہ
اجتماع ناس والتزام حضرت سے ہوا اور تاریخ ابن خلکان مین سلطان کی بڑی بڑی
تعریفین لکھین ہین دیدہ ودانستہ ایسے شخص کو گالیان دینی نچاہیے ع

تم جو غصہ ہو تو غصہ میرے سر آنکھون پر		پر بشرطیکہ نہو جہل مرکب اوسمین

قال اور سیکڑون آدمی حرمین کے بھی اس عمل کو بے اصل جانتے ہین اور عمل مین نہین
لاتے **اقول** حرمین کا کوئی شخص اوسکو بے اصل نہین سمجھتا سیکڑون کا تو کیا ذکر ہی
دو چار آدمیون کا نام بتاؤ اگر تمکو حج وزیارت نصیب نہوی اور نہ آیندہ امید ہو
تو فتاوی اہالیان حرمین کا دیکھو اور وہ بھی ہاتھہ مین یا سمجھہ مین نہ آئے تو اپنے
زمرے کے لوگون سے پوچھہ لو اسی انکار کی بدولت اونکی تقریر یہوی ہی آ اپنے
مبارک مقام سے نکالے گئے ہین ہندوستانکو خالی پاکر البتہ وہ اپنے مکنونات کا اظہار کرینگے ع

صیانۃ الایمان عن مقلب الطغیان از دکھل محمد سکندر پور

سواد ہند خاطر خواہ باشد بی کمالان را	نماید خانہ تاریک روشن چشم عریان را

قال علاوہ برین اگر فرض کیا جاوے کہ کسی عوارض و اسباب سے حسن لغیرہ ہوکر مباح ہوا تو اصرار و اہتمام و اعتقاد عوام سے کہ مانند سنت و امر تاکیدی کے جانتے ہین کسی طرح قابل عمل نہ رہا اسواسطے کہ جس مباح پر اہتمام و اصرار ایسا ہوا اور عوام اوسکو سنت جانین وہ لائق ترک اور مکروہ ہی اور یہ اہتمام و اعتقاد بالکل اس عمل قیام مولد مین پایا جاتا ہی پس ترک اوسکا ضروری ہوا **اقول** یہان کچھ ضرورت فرض فارض و لحاظ عوارض کی نہین ہی ذکر سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و درود خوانی حسن لذاتہ ہی اسمین ہرگز قبح نہین پایا جاتا اور عمل مولد چونکہ فی نفسہ سنت حکمیہ ہی اگر کسی نے اسے سنت سمجھا تو کیا برا کیا البتہ قابل ملامت وہ شخص ہی جو اس سنت کو بدعت سمجھے **قال** چنانچہ فتاوی عالمگیری مین مرقوم ہی و ما یفعل عقب الصلوۃ مکروہ لان الجہال یعتقدونہا سنۃ او واجبۃ و کل مباح یودی الیہ فہو مکروہ کذا فی الزاہدی انتہی **اقول** یہان اس عبارت کا نقل کرنا محض نے سود ہی اس لیے کہ مجلس مولود کو لا اقل ہم سنۃ حکمیہ کہتے ہین پھر سنت سمجھنے سے مکروہ نہین ہوسکتی **قال** اور صاحب مجالس الابرار مجلس پچاسون مین بعد اثبات کراہت و بدعت مصافحہ و معانقہ عیدین کے یون ارقام کرتے ہین کہ بعینہ اس عمل پر صادق ہی فللہ درہ قولہ لو لم یصرح الفقہاء بکراہتہا بل کانت مباحۃ فی نفسہا لحکمنا فی ہذا الزمان بکراہتہا اذ واظب علیہا الناس و اعتقدوہا سنۃ لازمۃ بحیث لا یجبرون ترکہا حتی وصل الیہا من بعض من اشتہر بالعلم انہ قال ہی من شعائر الاسلام فکیف تترکہا من کان من اہل الزمان فانظروا یا اہل الانصاف اذا کان اعتقاد الخواص ہکذا فاعتقاد العوام ماذا یکون و کل مباح یودی الی ہذا فہو مکروہ حتی افتی بعض الفقہاء حین شاع صوم ایام البیض

في زمانه بكراهة للثلاثة كي والي اعتقاد الوجوب مع ان صوم ايام البيض مستحب وورد فيه اخبار
كثيرة فما ظنك بالمباح وما ظنك بالمكروه وليس هذا الا الفتنة التي قال فيها عبد الله
ابن مسعود كيف انتم اذا البستكم الفتنة يهرم فيها الكبير وينشأ فيها الصغير يجري على الناس
بدعة يتخذ ونها سنة اذا غيرت قيل غيرت السنة وهذا منكر انتهى اقول يہ عبارت
منقولہ اس مقام پر ہرگز مفید نہیں ہو سکتی اس لیے کہ یہ مجلس تو فی نفسہ سنت حکمیہ
میں داخل ہی پھر اگر کسی نے اسے سنت حکمیہ سمجھا تو کیا برا کیا قال یعنی ابتدای
ایجاد عمل ہذا یعنی چھہ سو چار ہجری سے آج تک اختلاف واقع ہی کہ یہ مباح ہی
یا بدعت اقول اصل تو یہ ہی کہ ابتدای اس عمل کی ۳ ہجری نہیں ہی بلکہ
قرن اول ہی کما مر قال و عند الفقہا مصرح و محقق ہی کہ جب تردد و اختلاف کسی امر
کے بدعت و سنت ہونے میں ہو یعنی بعض اوسکو بدعت و بعضے سنت کہیں وہ واجب
الترک ہی پس وہ شی کہ جسکی بدعت و مباح ہونے میں تردد ہی وہ بدرجہ اولی واجب
الترک و مکروہ ہی عما ہو واجب الترک فادناہ مکروہ و قال الشیخ ابن الہمام فی
فتح القدیر ما تردد بین السنة والبدعة فترکه لازم لان ترک البدعة لازم وادا السنة
غیر لازم انتہی اقول افسوس ہی کہ تمنے فقہا کا مطلب سمجھا ہی نہیں وہ کچھہ کہتے
ہیں تم کچھہ سمجھتے ہو حضرت سلامت فقہا یہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی فعل بطور مسنون
ادا کیا جاوی تو اوسمیں بدعت مذمومہ کا ارتکاب لازم آئے ایسی صورت میں سنت
کو ترک کرنا چاہیے مثلا جب سجدے میں بدون قلب حصاة کے پیشانی
بوجہ سنت نہ ٹکتی ہو وہاں قلب حصاة نہ چاہیے گو اس سے ایک سنت کا
ترک لازم آتا ہو اس عبارت سے فقہا کا یہ مطلب نہیں ہی کہ جسے بعضے سنت
و بعضے بدعت کہتے ہوں وہ واجب الترک ہی قال و قام الامام محمد علی
الافندی فی الطریقة المحمدیة ان الفقہاء قالوا اذا تردد فی شیء بین کونه سنة

اوبدعۃ فتر کہ لازم انتہی اقول مجھے معلوم نہین کہ بہر علے کون شخص ہی تمہارا امام ہو تو ہومین تو اوسے امام بھی نہین کہتا طریقۂ محمدیہ کا مصنف بھی نہین کہتا اور اوس عبارت کا مطلب جو کچھ تم سمجھے ہو اوسے صحیح بھی نہین کہتا قال ابن الحاج فی کتابہ مسمی بالمدخل من جملۃ ما احدثوہ من البدع مع اعتقادہم ان ذلک من اکبر العبادات واظہار الشعائر ما یفعلونہ فی شہر الربیع الاول من المولد وقد احتوی ذلک علی بدع ومحرمات انتہی اقول صاحب مدخل کی اس عبارت سے نفس مجلس میلاد کا انکار مفہوم نہین ہوتا ہی ہان جو مجلس کہ محتوی ببدعات و محرمات ہو اوسمین صاحب مدخل نے کلام کیا ہی علامۂ سیوطی فرماتے ہین قد تکلم الامام ابو عبد اللہ بن الحاج فی کتابہ المدخل علے عمل المولد وحاصلہ مدح ما کان فیہ من اظہار شعار وشکر و ذم ما احتوی علیہ من محرمات و منکرات اگر احیانا مجلس میلاد مین منکرات کا ارتکاب ہوتا ہو تو نفس مجلس مولود منہی عنہ نہین ہو سکتی بلکہ اس وقت ایسی تدبیر چاہیے جس سے منکرات چھوٹ جائین مثلاً اگر قبر پر منکرات ہوتی ہون یا جنازے کے ساتھ نوحہ کرنیوالی عورتین ہون تو اس سے زیارت قبور یا اتباع جنازہ چھوڑنا نہ چاہیے بلکہ افعال منہی عنہ کے چھوٹنے کی تدبیر چاہیے رد المحتار مین ہی قال ابن حجر فے فتاواہ ولا تترک لما یحصل عندہا من منکرات المفاسد لان القربات لا تترک لمثل ذلک بل علی الانسان فعلہا وانکار البدع بل ازالتہا ان امکن اہ قلت ویؤیدہ ما مر عن عدم ترک اتباع الجنازۃ وان کان معہا النساء نائحات قال و قال تاج الدین الفاکہانی فی رسالتہ لا اعلم لہذا المولد اصلا فی کتاب ولا سنتہ ولا ینقل عملہ عن احد من العلماء الائمۃ الذین ہم القدوۃ فی الدین المتمسکون بآثار المتقدمین بل ہو بدعۃ احدثہا البطالون وشہوۃ نفس اعتنی بہا الاکالون انتہی اقول تاج الدین فاکہانی کا جواب

علامہ جلال الدین سیوطی نے بہ تشریح لکھا ہی ہم اوسکی تھوڑی سی عبارت لکھا چاہتے ہیں
قال المنکر المریب لا اعلم لہذا المولد اصلا فی کتاب و لا سنۃ قال المجیب المصیب یقال
علیہ نفی العلم لا یلزم منہ نفی الوجود وقد استخرج لہ امام الحفاظ ابو الفضل بن حجر اصلا من السنۃ
و استخرجت لہ انا اصلا ثانیا وسیاتی ذکرہا بعد ہذا قال المنکر المریب و لا ینقل عملہ من
احد من علماء الامۃ الذین ہم القدوۃ فی الدین بل ہو بدعۃ احدثہا البطالون قال
المجیب المصیب قد تقدم انہ احدثہ ملک عادل عالم وقصد بہ التقرب الی اللہ عز وجل وحضر عندہ
العلماء و الصالحون من غیر نکیر و ارتضاہ بن دحیہ و صنف لہ من اجلہ کتابا فہولاء علماء
متدینون رضوہ واقروہ ولم ینکروہ یعنی اگر اسکو عمل مولود کے لیے اصل نقلی ہو تو اس سے
لازم نہیں آتا کہ اسکے لیے اصل ہی نہو علامہ ابن حجر و خود علامہ سیوطی نے اسکے لیے
اصول کا استخراج کیا ہی اور بڑے عادل عالم بادشاہ نے اس مجلس کو رونق دیا ہی
جسمین صدہا علما و صلحا شریک تھے کسی نے اسکا انکار نہ کیا اور حافظ بن دحیہ نے اسے
پسند کیا اور خود مولود کی ایک کتاب لکھی **قال** ہر گاہ ایمہ علما و محققین فضلا
اسطور لکھتے ہین تو قول ایک شخص مجہول متاخر برزنجی کا کہ سوای اس کرائحہ کے
اور کہین سے پایا نہین جاتا ہی کب محققین و اہل الدیانت و الابصار اعتبار کرنے
ہین **اقول** علامہ جعفر برزنجی ہرگز مجہول نہین ہین فتح العلیم الستار التنجی مین ہی
جعفر و ہو اسم مؤلف ہذہ القصۃ و ہو حسن بن عبد الکریم الشافعی المدنی من آل
البرزنجی ای کائن النسبۃ لبرزنجہ قریۃ من اعمال شہرزور من سواد العراق بناہا باشارۃ
من النبی صلی اللہ علیہ وسلم السید عیسی البرزنجی و لہ مسجد ہا کرامۃ و ہو انہ قصر علیہ جذع من
سقف المسجد فاخذ جذعا قصیرا وسطہ ہو و اخواہ السید موسی حتی استطال و رکب
علی الجدار من الطرف للطرف بعد انکان قاصرا بینہما قیل انہ الی الآن یتبرک بہ و یزار
و فی برزنجہ من اہل بیتہم جم منتظمون مقدمون الی الآن نسبۃ و منتہاہ انظر ہل من

اولاد موسیٰ و عیسیٰ لم اجد نقلا انتہی مختصرا پھر ایسے شخص کو مجہول کہنا بڑی جہالت ہی ہ

پھر ایک بات یہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہی | تمہین کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہی

قال البرزنجی وقد استحسن القیام عند ذکر مولده الشریف ایمۃ ذوو روایۃ ورویۃ فتح الله العلیم الستار المنجی مین ہی منہم الامام تقی الدین السبکی پھر اگر تم استحسن کا فاعل سمجھے ہوتے تو شاید سمجھتے کہ برزنجی استحسان قیام کی نسبت ایمۂ دین کیطرف کرتے ہین علامہ برزنجی کی مجہولیت کو اسمین کیا دخل واہ حضرت واہ تمہارا دم غنیمت ہی ہ

میر کو کیون نہ مغتنم جانین | بیوقوفون مین رہ گیا ہی یہ

دیکھو امام ابو شامہ و امام نووی و علامہ تقی الدین سبکی و امام ابو ذرعہ و علامہ ابن حجر و علامہ عبد الحق و علامہ ابو ذکریا یحیی الصرصری حنبلی و قامع البدعت محمد بن یوسف شامی و صاحب انسان العیون و امام برزنجی و صاحب فتح الله العلیم المنجی و عثمان حسین دمیاطی شافعی و عبد الله بن محمد المرغنی حنفی و حسین بن ابراہیم مفتی مالکی و محمد عمر بن ابی بکر مفتی شافعی و محمد بن یحیی مفتی حنبلی و عبد الله بن شیخ عبد الرحمن سراج محدث و مفتی محمد جمال و محمد بن دحلان صاحب سیرت نبویہ وغیرہم استحسان قیام کے قائل ہین یا نہین پھر جب ایسے محدثین و اکابر دین استحسان کے قائل ہون وہابیون کے انکار سے کیا ہوتا ہی ہ

در نیابد حال پختہ ہیچ خام | پس سخن کوتاہ باید والسلام

قال وسوای اوسکے برزنجی وقد استحسن القیام عند ذکر مولده الشریف الخ لکھتے ہین پس مستحسن جاننا متاخرین کا کسی شی محدث کو یا عمل اوسکا باعث قبولیت و محبت و خوبی اوسکی نہین ہی کہ بدعت سے نکلکر تحت السنن داخل ہو اور متبعین کتاب و سنت اوسکا انکار و رد نکرین اور ایسے ہی استحسان کو صاحب بحر الرائق نے بدعت کی تعریف مین اعتبار کیا ہی جیسا کہ حال مفصل لکھہ چکے

اقول یہ سب غلط ہی اس استحسان کے باب مین حدیث صحیح وارد ہی ما رآہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن و من سن سنۃ حسنۃ فلہ اجرہا و اجر من عمل بہا قال اللہ تعالی ہدایت و توفیق فرمائے بمنہ و کمال کرمہ اور ہمیشہ ہمکو رکھے اپنی رضا و اتباع رسول مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم مین رکھے علی الخصوص اس ایام و زمانہ ہذا مین اس لیے کہ اب عجب وقت پر فتنہ آیا ہی کہ جہلا بھی شکل علماء و وضع فضلاء کی اختیار کرکے مسائل غلط بیان کرتے ہین اور لوگونکو بہکاتے ہین اور دو ایک رسالے چھوٹے چھوٹے اردو کے پڑھکر اپنے کو عالم لاثانی کہلاتے ہین اور اپنے شہر مین رہتے ہین اور اگر کوئی اونکے علم و کیفیت استعداد کی بیان کرتا ہی نہایت غضب مین آکر دشنام دیتے ہین و سخت کلامی کرتے ہین حالانکہ یہی ثبوت قوی و دلیل ہین اونکی جہل و نادانی کی ہی اور اپنے کو بے فائدہ بحیثیت جہالت معرکہ تحریر و تقریر مین بمقابلہ علمای کاملین و کملای محققین کے ڈالکر ذلیل و خوار کرتے ہین اور اپنے موافق جہل و نقص عقل و ہوای نفسانی کے جو جو جی مین آتا ہی مونہہ سے نکالتے ہین اور جو کچھہ بیہودگی و مقتضای سخافت ہوتا ہی اوسے بیخوف لکھہ ڈالتے ہین اور اوسکے انجام و نتیجہ کو کہ ذلت دنیا و عقبی و خرابی اولی و اخری ہی کچھہ نہین سوچتے اقول قصور معاف یہ سب آپ اپنی تعریف فرما رہے ہین اپنی اوجھی نرالے محاورہ تحریر دیکھیے اور مولوی کرامت علی صاحب کی شستہ تقریر دیکھیے اپنا سوال جاہلانہ دیکھیے اونکا جواب عالمانہ دیکھیے اپنی زبان درازی دیکھیے اونکی راستبازی دیکھیے ؁

اسد اس جفا پر بتون سے وفا کی	مرے شیر شاباش رحمت خدا کی

قال اس قسم کے لوگ مجھکو سفر حضر مین بہت سے ملے از انجملہ ایک ناقص دو خوان عجمی بے حمیت نے جو ظاہر مین دوست قدیم سلیم و حلیم بھی تھا اور اکثر استفادہ و تحقیق مسائل جناب مستطاب مولانا محمد حسن احمد صاحب قاضی پوری سے کیا کرتا تھا

بحیثیت جاہلیت باظہار قابلیت ایک قریۃ الشرور مین مولانا موصوف سے
مقابل ہوا **اقول** تمہارا سفر حضر میکے سے سسرال کو جانا سسرال سے میکے کو
آنا ہی بی بی پور سے میان پور میان پور سے بی بی پور آئے گئے بڑی
منزل ماری وہ بھی ڈولی مین بیٹھے چار کے کاندھے چڑھے اس اثنا مین کسی حریف
سے سابقہ پڑگیا ہوگا اوسکے مقابلے مین چوکڑی بھول گئے ہونگے ہاتھ پاؤن
بھول گئے ہونگے واہ ری غیرت اوسیقار رطون ویا یہ سمجھے کہ جاہلونکے مناظرے
بھی درج رسائل ہوتے ہین ہے

گر از بسیطۂ عالم خرد شود معدوم		بجز دگمان نبرد ہیچکس کہ بی ہنرم

قال اور روبروی بعض القضاۃ والثقات کہنے لگا کہ جو امر سن چھہ سو ہجری مین
جاری ہوا وہ ہرگز بدعت نہین کیونکہ وہ زمانہ خیر تھا تب مولانا نے فرمایا کہ بتائیے
سن چھہ سو ہجری کنکا زمانہ اور کون قرن تھا جو آپ اسکو زمانہ خیر فرماتے ہین
آیا وہ زمانہ صحابہ کا تھا یا تابعین یا تبع تابعین کا یا کسی امام مجتہد کا اور وہ امر عرس
بے اصل بدعت کیون نہین ہی پھر بعض مجوزین و متاخرین کا اوسنے نام لیا
تب مولانا نے اونکا نشان و زمانہ و سنین وفات و تولد پوچھے تب بہت گھبرایا
و خفیف ہوا تھوڑی دیر کے بعد پھر کہنے لگا کہ فرمایئے جو لوگ سن چھہ سو ہجری مین تھے
وہی سب آپ سے اچھے تھے یا برے تب مولانا نے قل و دل یون فرمایا کہ
مجھسے ہر زمانہ مین اچھے برے ہوتے آئے ہین اور اب بھی مجھسے بہت اچھے
اور بعضے برے ہین کوئی اس اچھے و برے کا فعل حجت شرعیہ نہین ہی اوسوقت
بعض القضاۃ والثقاۃ نے اوس سے پوچھا کہ جواب ہوا یا نہین اوسنے اقرار و تسلیم کیا کہ
جواب با صواب یہی ہی پھر بعض القضاۃ نے اوس سے پوچھا کہ اب اسپر آپکو کچھہ اعتراض و کلام ہی
یا نہین کہا کچھہ نہین مین تو اکیلا جاہل ہون اتنی سنی سنائی تھی اور کیا جانون پھر

بسبب ندامت و پشیمانی کے غصے مین اگر جو مقتضای جہل و نادانی تھا کہا اور مولانا نے ساتھہ نعوذ و لاحول کے اعراض موافق اس آیۂ کریمہ کے کیا خذ العفو وامر بالعرف واعرض عن الجاہلین **اقول** یہ تو ارشاد ہو کہ بعض القضاۃ و الثقاۃ تمھارے سے جو سیوہر کے قاضی تو نہین ہین ؎

قاضی خر نہ دیدہ بودم من خر قاضی شنیدہ بودم من
قضاۃ زماننا صاروا لصوصا عموما بالقضا یا لا خصوصا

ہمارے ہند مین تو اب قضا ہی نہ قاضی ہین ؎

مجھے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ پہلے تمنے کہا ہوگا کہ سن چھہ سو سے لوگ ضلالت وگمراہی مین ہین اوسکے جواب مین اوسنے کہا ہوگا کہ وہ زمانہ خیر تھا ؎

اگر در ہر دو جانب جاہلانند اگر زنجیر باشد بگسلانند

قال اور ایسے رسالے جسمین مضامین واہی تباہی سباب و تبرا و اعتراض لچر پچر بھرے بہت نظر آئے از انجملہ اندنون ایک رسالہ مسمی باطمینان القلوب کہ حقیقت مین جہل اسلوب و مشوش القلوب ہی نظر آیا دیکھا چاہیے کہ کسقدر اوسمین سفسطہ و واہیات و لغویات بھرے ہین اور سراسر جہل و تبرا و سباب و واہی تباہی باتین اوسمین لکھی ہین اوس سے صریح اوسکے مؤلف کی جہل و نافہمی و نادانی ظاہر ہی اگرچہ قابل ذکر و بیان نہین لیکن بعض بعض اوسکے ہفوات و شطحیات سے ہم آگاہ کر دیتے ہین تاکہ کم علم و سیدھے مسلمان لوگ اوسکو جان پہچان کر بچتے رہین اور اوسکے تحریفات مزخرفات و تاویلات علیلات سے ہوشیار رہین **اقول** اطمینان القلوب ایک رسالہ ہی متانت سے آراستہ تہذیب سے پیراستہ نہ کہین اوسمین تبرا ہی نہ لعن ہی نہ طعن ہی اوسکا مصنف کہین محققانہ کلام کرتا ہی کہین منصفانہ گفتگو کرتا ہی کہین حب قومی سے کچھہ سمجھاتا ہی کہین اپنے دل کا صدمہ کھاتا ہی ایسے شخص کی نسبت غیر مہذب تقریر جانے سے

زبان کھولینگے مجھ پر بد زبان کیا بد سعادت ہی کہ بیٹھے خاک اوسکے منہ مین جو بحر حیا گستاخ ہی

ہم دل سے شکر گزار ہین حافظ مولوی محمود صاحب جونپوری کے کہ اپنی عنایت سے
ہمارے پاس وہ رسالہ بھیجا یہانتک مقدمے کا جواب پورا ہو گیا

للہ الحمد ٹھکانے لگی محنت میری	طی ہوئی آج کی منزل مین مسافت میری

ناظرین سے مخفی نہوگا کہ بہ نسبت مقدمے کے مابعد کا مطلب زیادہ تر مخلوط ہی عبارت غیر مربوط ہی کبھی اوسمین خطایای لفظیہ پر اصرار ہی کہین مضامین کی تکرار ہی کہین بے نقط گالیان سناتے ہین کہین کھڑے کھڑے تالیان بجاتے ہین اسلیے لغویات چھوڑ کر یہان اصل مطلب بترتیب لکھا گیا تاکہ اوسکے دیکھنے مین طبیعت نہ اوبھے مگر اس اختصار مین خود بدولت کا محاورہ و بول چال بدستور رکھا گیا تا ناظرین کو اون بھولی بھولی عبارت سے مذاق حاصل ہو **قال** اور شرط ایمان یہ ہی کہ بمجرد سنے نام نامی حضرت کے ہمہ تن حضرت کا خیال ہو جای اور کیفیت دل و دماغ تمام بدن کی بدل جاوے اور اوسکی تاثیر سب پر آی اور جس جس طرح کا ذکر ہو وہ سب ایسے پیش نظر ہوئین کہ اوسکے آثار و ثمرات مرتب ہو جاوین نہ یہ کہ بہاوے سے ایسے بے موقع کھڑے ہو جاوین کھڑ بڑ مچاکے مجلس کو درہم برہم کرین اور شفاء قاضی عیاض مین لکھا ہی حضرت امام مالک روایت حدیث کی نہایت ادب و سکون و توقیر سے کرتے تھے اور جب بزرگان دین نام نامی و ذکر حضرت کا سنتے تھے نہایت سکون اختیار کرتے تھے حرکت نہین فرماتے تھے اور اس قیام مین کہ عین وقت ذکر حضرت کے ہوتا ہی نہایت حرکات مشوشہ و بد اطمینانی و بے سکونی ہوتی ہین خلاف ادب و تعظیم کے ہی قال ابو ابراہیم النخعی واجب علی کل مؤمن عند ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یخضع ویخشع ویتوقر ویسکن من حرکتہ ویاخذ فی ہیبتہ و اجلالہ بما کان یاخذ بہ نفسہ لو کان بین یدیہ ویتادب بما ادبنا اللہ بہ قال القاضی ابو الفضل رضی اللہ عنہ وہذہ کانت سیرۃ سلفنا الصالح وائمتنا الماضین رضی اللہ عنہم انتہی کذا فی شفاء القاضی العیاض **اقول** یہ نئی شرط ایمان کی ہی

اس شرط سے بڑے بڑے ایمان دار نلے ایمان ہوے جاتے ہین مشائخ نجدیہ مین تو عموماً یہ شرط نہین پائی جاتی ایک صاحب اپنے چھند مین فرماتے ہین ؎

حمل کے جب وضع کا آوے مقام		ہووین تعظیما کھڑے سب خاص و عام
گویا حضرت آمنہ کا ہی حضور		اور حضرت کا یہ ہی وقت ظہور

مگر الحمد للہ کہ اہل سنت وجماعت مین یہ شرط باعتراف وہابیہ پائی جاتی ہی ؎

واللہ قد شہد العدو لفضلہ		والفضل ما شہدت بہ الاعداء

اور امام مالک کا قصہ اور قاضی عیاض کی عبارت ہمارے مدعا کو مفید ہی بیشک وقت ذکر مبارک سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خضوع وخشوع وسکون چاہیے آپکے حضور مین جس طرح ادب کرتے تھے اوسی طور پر ذکر کے وقت ہو دب رہنا چاہیے ایسے وقت مین بے تکلف لا ابالی طور پر بیٹھنا مشغلہ بازی کرنا قہقہے اوڑانا عبث ہاتھ پاؤن ہلانا ادہر ادہر دیکھنا نہ چاہیے اگر ہم شرف ملازمت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے فیضیاب ہوتے تو لا محالہ خضوع وخشوع کرتے نہایت ادب سے آپکی تعظیم کے لیے کھڑے ہوتے جیسا صحابہ کبار کا معمول تھا ہان صاحب قیام جب تعظیم کے لیے ہوتا ہی تو وہ اوسکا خلاف کیونکر ہو سکتا ہی اگر ایسا ہی ہوتا تو نماز مین بھی قیام منہی عنہ ہوتا پھر مجلس مولود مین تو ایک ہی مرتبہ کھڑے رہتے ہین نماز مین تو دو دو بار چار چار بار تمنے شہر و نمازین عیدین یا جمعہ کی نماز دیکھی ہوگی ہزارون ہی آدمی کس خشوع وخضوع وسکون سے کھڑے ہوتے ہین پھر رکوع کرتے ہین پھر سجدہ کرتے ہین پھر کھڑے ہوتے ہین اگر اس قیام مین کسی قسم کی بے ادبی ہوتی یا خشوع وخضوع کے خلاف ہوتا تو نماز مین منہی عنہ ہوتا یا یون کہیں کہ نماز اس سے فاسد ہو جاتی حجۃ اللہ البالغہ مین ہی ومن الافعال التعظیمیۃ ان یقوم بین یدیہ مناجیا ویقبل علیہ مواجہا ؎

کسی کا ہوا آج کل تھا کسیکا		نہ ہی تو کسیکا نہ ہوگا کسیکا

کوئی کیا کرے آپ ہرجائی ہو تم		نہیں میری جان شکوہ بیجا کسیکا

قال اور اس قصے سے ثبوت انعقاد مجلس مولود بہیئت کذائی مروجہ اور قیام کا نہیں ہوتا ہی اقول اصل قصہ یہ ہی کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ چونکہ ابولہب مجھسے بھائی چارہ تھا اوسکے مرنیکے بعد مجھے کمال غم ہوا اور اوسکے باب میں کمال فکر ہوی پھر خداوند تعالی سے ایکسال تک مینے یہ دعا کی کہ خداوند ا مجھے خوابمین اوسکا احوال دکھا پھر ہمنے اوسے آگ مین جلتا دیکھا اور کیفیت پوچھی ابولہب نے کہا کہ مین آگ مین ڈالا گیا سخت عذاب مین مبتلا ہون صرف دوشنبہ کی شب کو تخفیف ہوتی ہی مینے پوچھا اسکا کیا سبب ہی ابولہب نے کہا اس شب کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب پیدا ہوے لونڈی نے مجھے اونکی پیدائش کی خبر پونہچائی مینے خوشی مین اوسے آزاد کیا خدا نے اوسکی بدولت دوشنبہ کی شب کو عذاب سے نجات دیا احیاء العلوم مین ہی وروی عن العباس قال کنت مواخیا لابی لہب فلما مات حزنت علیہ واہمنی امرہ فسالت اللہ حولا ان یرینی ایاہ فی المنام قال فرایتہ یلتہب نارا فسالتہ عن حالہ فقال صرت الی النار فی العذاب لا یخفف عنی ولا یروح الا لیلۃ الاثنین فی کل الایام واللیالی قلت کیف ذلک قال ولد فی تلک اللیلۃ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فجاءتنی امیمۃ فبشرتنی بولادتہ ففرحت بہ واعتقت ولیدۃ لی فرحا بہ فاثابنی اللہ بذلک ان رفع عنی العذاب فی کل لیلۃ الاثنین جب ابولہب سا کافر جہنمی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تولد کی خوشی سے دوشنبہ کی شب کو عذاب سے نجات پاتا ہی تو ذکر ولادت باسعادت پر خوش ہونا نہ صرف جائز ٹھہریگا بلکہ خوش ہونیوالے کو نجات اخروی کا بہت بڑا ذریعہ ہاتھ آنیوالا ہی وذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء چنانچہ امام القراء حافظ شمس الدین بن الجزری کتاب عرف التعریف بالمولد الشریف مین و حافظ ناصر الدین بن شمس الدین الدمشقی نے عودۃ الصادی فی مولد الہادی مین اس قصے سے احتجاج کیا ہی

اذا کان ہذا کافر اجاء ذمه ... وتبت یداه فی الجحیم مخلدا
الی انه فی یوم الاثنین دائما ... یخفف عنه للسرور باحمدا
فما الظن بالعبد الذی کل عمره ... باحمد مسرورا ومات موحدا

قال دوسرے یہ کہ بالفرض مدار ثبوت کا یہی قصہ ہی تو جواب اسکا علماء محققین و ملاء
محدثین نے بہت بہت وجوہ سے دیا ہی ازانجملہ پہلی وجہ یہ ہی کہ حدیث مرسل ہی
کیونکہ یہ قصہ حضرت عباس کے خواب مین مذکور ہی اور راوی اوسکا عروہ ہی اس نے
اپنے راوی کا نام نہین ذکر کیا پس حدیث مرسل نزدیک شافعیہ کے قابل حجت نہین
اسیواسطے شیخ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح بخاری مین اس حدیث کے جواب مین
کہتے ہین اجیب بان الخبر مرسل ارسله عروه ولم یذکر من حدثه به اقول مرسل حدیث
اگر صحابی ہی تو اتفاقًا وہ حدیث مقبول ہی خلافًا لابی اسحق الاسفرائی مگر جبکہ
انقطاع کا یقین و جزم ہو جاوی تو شافعی کے نزدیک غیر مقبول ہی اور اگر
غیر صحابی ہی تو امام ابوحنیفہ و مالک و احمد کے نزدیک مقبول ہی اور ظاہریہ و اکثر
اہل حدیث کے نزدیک شروع زمانہ امام شافعی سے نامقبول اور امام شافعی کے
نزدیک حدیث مرسل اگر قوی ہوگئی ہو باسناد یا بارسال ساتھ اختلاف شیوخ کے
دوسرے طریق سے یا بقول صحابی یا بقول اکثر علماء کے یا معلوم ہوگیا ہو کہ مرسل اسکا
وہ شخص ہی جو غیر ثقہ سے ارسال نہین کرتا تو مقبول ہی وگرنہین تو غیر مقبول اور
امام شافعی نے حدیث مرسل کے مقبول ہونے مین یہ بھی قید لگائی ہی کہ مرسل
اوسکا کبار تابعین سے ہو اور ابن ابان کے نزدیک حدیث مرسل قرون ثلثہ کے
مقبول ہی اور غیر قرون ثلثہ کے اوسوقت مقبول ہی جب مرسل اوسکا ایمہ نقل سے
ہو تحریر ابن ہمام مین ہی فان کان صحابیا فحکی الاتفاق علی قبوله لعدم الاعتداد
بقول الاسفرائی واما عن الشافعی من نفیه ان علم ارساله او کان غیره فالاکثر

منهم الایمة الثلثة اطلاق القبول والظاهریة واکثر اهل الحدیث من عند الشافعی اطلاق
المنع والشافعی ان عضد. ہا باسناد او ارسال مع اختلاف الشیوخ او قول صحابی او اکثر العلماء
او عرف انه لا یرسل الا عن ثقة قبل والا لا وقیده ایضا بکونه من کبار التابعین ولو خالف
الحفاظ فیما لنقص وابن ابان فی القرون الثلثة وفیما بعدها اذا کان من ایمة النقل
مطلقا قاضی عضد شرح مختصر مین فرماتے ہین ورابعها انه ان کان الراوی من ایمة نقل
الحدیث قبل والا لم یقبل وهذا هو المختار پھر عروہ کا ارسال تو ایمہ ثلثہ کے مذہب پر بلا تامل
مقبول ہوگا اور شافعی کے نزدیک بھی مقبول ہو سکتا ہی اسلیے کہ اکثر علما اس حدیث کے
قائل ہین اور عروہ غیر ثقہ سے روایت نہین کرتے اور ایمہ نقل حدیث سے ہین *
قال دوسری وجہ یہ کہ حدیث بالفرض موصول بھی ہو تو شاید حضرت عباس نے یہ خواب قبل
ایمان کے جاہلیت مین دیکھا ہو جیسا کہ فتح الباری مین ہی پس اس خواب کی حجت نہین
کیونکہ حدیث شریف مین صداقت مومن کے خواب کی ہی نہ کافر کی اقول یہ خواب جاہلیت کا
تو نہین معلوم ہوتا اس لیے کہ اگر حضرت عباس مسلمان نہوتے اور ابولہب کے ناری ہونے
پر اونکو یقین نہوتا تو اپنے امرہ نفرماتے ایک سال تک خواب مین دیکھنے کی دعا کرتے
بعد خواب مین دیکھتے ہی فی الفور کیفیت کا استفسار نکرتے قال تیسری وجہ یہ ہی کہ
ہمنے مانا کہ یہ خواب بعد ایمان کے دیکھا ہو پر خواب مومن کا بلکہ نبی کا صریح التعبیر نہین
چنانچہ ایک روز حضرت علیہ السلام نے خواب مین دیکھا کہ جنت مین ابوجہل کے واسطے
ایک مکان تیار ہوا ہی حضرت پر اوسوقت تعبیر اوسکی منکشف نہوی تو فرمایا واللہ
ابوجہل کو جنت سے کیا علاقہ تعبیر اوسکی کچھ اور ہوگی جب عکرمہ ابی جہل ایمان لائے
تو حضرت نے فرمایا اس خواب کی یہی تعبیر ہی اور شیخ عبدالحق دہلوی نے ماثبت بالسنہ مین
لکھا ہی حاصل اوسکا یہ ہی کہ ایک شخص نے خواب مین دیکھا کہ حضرت علیہ السلام اوسکو
شراب پینے کا حکم کرتے ہین اس نے متحیر ہوکر علماء سے تعبیر اسکی پوچھی تو عالموں نے کہا کہ

وہ جس کی غلطی سے عکس ہوگیا ہی پس تعبیر حضرت عباس کے خوابکی بھی بسبب مخالف ہونے نصوص قاطعہ و احادیث صحیحہ کے عکس ہی تخفیف کی جگہ مین تشدید کی ہی آب سرد یعنی مین آب گرم کے اور ابولہب نے دوشنبہ کے دن جسطرح حضرت کی ولادت شریف کی بشارت سنکر خوشی مین ثویبہ کو آزاد کیا تھا ویسا ہی اوسی دن نبوت حضرت کے مبعوث ہونیکی بشارت سنکر کمال عداوت مین انواع و اقسام کی ایذا رسانی پر نبی کریم کے قائم ہوا چنانچہ مشاہدہ کرنا حضرت عباس کا خواب مین ابولہب کو بہت بُری حالت مین شدت عذاب پر دلالت کرتا ہی **اقول** جو خواب کہ ظاہر سچا سمجھنے سے کسی قسم کی مخالفت شرع لازم آتی ہو وہ صریح التعبیر ہوگا البتہ اوسکی تعبیر مین تاویل کی احتیاج داعی ہوگی چنانچہ ابوجہل کا مکان بہشت مین بنا صریح خلاف شرع ہی اس لیے کہ ناری کو بہشت سے کیا نسبت وعلی ہذا القیاس شراب پینے کا حکم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف سے نہین ہوسکتا اس لیے کہ اسکی حرمت منصوص قرانی ہی مگر خواب حضرت عباس کا ایسی قسم کا نہین ہی کہ اگر ظاہر پر محمول کیا جاے تو محذور شرعی لازم آئے کفار کے لیے تخفیف عذاب شرعا ممکن ہی طرہ یہ ہی کہ خود شیخ عبدالحق دہلوی مدارج النبوۃ مین بلکہ خاص کتاب ما ثبت مین اس قصے کو اور مجلس مولود کی خیر و برکات کو بڑی دھوم دھام سے تحریر فرماتے ہین ما ثبت مین ہی وقد رئی ابولهب بعد موته فی النوم فقیل له ما حالک قال فی النار الا انه خفف عنی کل لیلة اثنین وامص من بین اصبعی هاتین ماء واشار لراس اصبعیه وان ذلک باعتاقی لثویبة عند ما بشرتنی بولادة النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم وبارضاعها له قال ابن الجزری فاذا کان هذا ابولهب الکافر الذی نزل القرآن بذمه جوزی فی النار لفرحه لیلة مولده صلی اللہ علیه وسلم فما حال المسلم من امته المسر بمولده ویبذل ما تصل الیه قدرته فی محبته صلی اللہ علیه وسلم لعمری انما کان جزاءه

من الله کریم ان یدخلہ بفضلہ جنات النعیم ولازال اہل الاسلام یحتفلون بشہر مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم ویعملون الولائم ویتصدقون فی لیالیہ بانواع الصدقات ویظہرون السرور ویزیدون فی المبرات ویعتنون بقرأۃ مولدہ الکریم ویظہر علیہم من برکاتہ کل فضل عمیم ومما جرب من خواصہ انہ امان فی ذالک العام وبشری عاجل لنیل البغیۃ والمرام فرحم اللہ امرأ اتخذ لیالی شہر مولدہ المبارک اعیادا لیکون اشد علۃ علی من فی قلبہ مرض وعناد دیکھو عبارت منقولہ سے مستفاد ہی کہ جب ابولہب کے کافر کو جسکی مذمت قرآن مین ہی توبیہ کی آزادی سے عذاب سے تخفیف ملی پھر جو لوگ مولد نبی سے خوش ہوتے ہین اور بمال اپنی صرف کرتے ہین البتہ خداوند کریم بہشت مین داخل کریگا اور اہل اسلام کا تو معمول ہی کہ ہمیشہ ربیع الاول کے مہینے مین مجلس مولود کرتے ہین اور صدقے دیتے ہین خوشیان کرتے ہین اور بہر برکتین نازل ہوتی ہین اس مجلس کے خواص سے یہ ہی کہ بانی مجلس کو تمام سال آفات سے نجات ملتی ہی مطلب حاصل ہوتا ہی خدا اوس مسلمان پر رحم کرے جو ربیع الاول کی راتون کو مجلس مولود کرے تا معاندین ومنکرین کے دلپر شاق گذرے پھر محل نزاع مین خاص ابطال عمل مولد مین ایسے شخص کی سند لانا کمال نادانی ہی جو منکرین کو آڑے ہاتھہ لے رہا ہی البتہ نواب صاحب الموہ کی جرأت وبہادری قابل تماشا ہی کہ وہ شیخ کو منکرین مین شمار کرتے ہین قال چوتھی وجہ یہ کہ بالفرض یہ خواب صحیح ہی تو خواب غیر نبی قابل حجت ہی نہ احکام شرعی کا مثبت جیسا کہ فتح الباری وارشاد ساری مین ہی اقول یہ قول عام طور پر قابل تسلیم نہین اس لیے کہ خود صحابہ نے خواب سے احتجاج کیا ہی سرور المحزون مین ہی واختلاف کردند صحابہ در آنکہ درحال غسل جامہا از تن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برکشند یا با جامہا غسل دہند پس خدا یتعالی الرشان خواب را مسلط کرد وگوینده کہ نمیدانستند کیست گفت غسل دہید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را در جامہائے آنحضرت صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم لیعن بعد ارشند بہچان کردند **قال** پانچوین وجہ یہ کہ سب اہل اسلام اس بات پر متفق
ہین کہ اعمال صالحہ جو آخرت مین نجات دینے والے ہین اونکے لیے ایمان شرط ہی
وگرنہ صدقہ وخیرات کھلانا پلانا اور غلام لونڈی کا آزاد کرنا کچھ فائدہ نہ دیگا **اقول**
یہ سب بے سروپا باتین ہین احسان کے بدلے مین کفار کو عذاب سے بیشک تخفیف ہوتی
ہی تفسیر عزیزی مین بذیل آیہ ولا یحض علی طعام المسکین مرقوم ہی حضرت امام شافعی رح
باین آیت تمسک کردہ اند کہ کافران بعبادت نیز مکلف ومخاطب می باشند چنانچہ
بایمان ومعرفت مکلف اند ورنہ دران روز بر ترک خورانیدن گدایان عذاب نمی شد
وامام اعظم رح می گویند کہ عذاب آن کافر بسبب ترک ایمانی خواہد بود لیکن اگر بگدایان
طعام خورانید اورا در عذاب فی الجملہ تخفیف می شد وباین سلسلہ گرفتار نمی گشت پس این دلیل
آنست کہ کافر را بسبب احسانی کہ بخلوق اللہ میکند در عذاب فی الجملہ تخفیف خواہد شد
نہ آنکہ عبادت بدنی یا مالی بر ذمہ او فرض وواجب اند اور اوسی تفسیر مین تفسیر سورہ
زلزال مین ہی نیکی کافر ہر چند موجب خلاصی از عذاب ابدی نیست اما ثمرہ او تخفیف
عذاب ہست پس ہمین قدر فائدہ دارد **قال** چھٹی وجہ یہ کہ ثبوت ابولہب کے
تخفیف عذاب کا اسی کافر فاسق کے کہنے سے ہی نہ مخبر صادق کے خبر دینے سے
اور خبر اس کافر کاذب کی باین احتمالات وموانع مخصص ومعارض کتاب اللہ کے
کسی مذہب سے ہو نہین سکتی بلکہ آیات بینہ ونصوص قاطعہ سے خبر اس کافر لعین کی
مردود ہی قال الامام الخطیب القسطلانی واستدل بہذا علی ان الکافر قد تنفعہ
العمل الصالح وہو مردود ولظاہر قولہ تعالی وقدمنا الی ما عملوا من عمل فجعلناہ ہباء
منثورا اور شیخ بن حجر عسقلانی نے بھی اس حدیث کے جواب مین ایسا ہی لکھا ہی
اقول کفار کے لیے احسان سے تخفیف عذاب کا ہونا تو تفسیر عزیزی سے
ثابت ہو چکا باقی ہی یہ بات کہ ابولہب کو تخفیف ہوی یا نہین یہ بھی احیا کی

حدیث سے ثابت ہو چکی اور ابولہب گئے عالم برزخ مین حضرت عباس سے جھوٹھہ بولنے کی
حاجت نہ تھی ہان یہ نہین معلوم تھا کہ وہابی جھٹلاوین گے ورنہ کچھہ وجہ ثبوت بھی لیجاتے
فرشتے امر حق کے اظہار مین ہرگز دریغ نکرتے اور چونکہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے
سال بھر تک دعا کی تھی اور وہ دعا مقبول بھی ہوئی تھی تو عقل باور نہین کرتی کہ ابولہب
نے جھوٹھہ کہکر حضرت عباس کی ساری محنت کو برباد کیا ہو باقی رہی قسطلانی کی عبارت
علامہ خفاجی شرح شفا مین تحریر فرماتے ہین و تخفیف عذابہ بسبب ما ذکر لا یعارض قولہ تعالی
فی اعمال الکفرۃ فجعلناہ ہباء منثورا لانہ بعد الحشر الخ اور شیخ ابن حجر عسقلانی تو مجوز عمل مولد
ہین مجلس مولود کی انعقاد کے باب مین بڑی دھوم دھام سے تخریج کی ہی پھر اگر
اس باب مین اونکے کلام کی تبعیت کیجاتی تو سارا جھگڑا چک جاتا قال مسجد جامع
اعظم گڈھہ مین جناب فیضمآب جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول قاطع البدعت و
رافع اعلام سنت جناب مولانا بخشش احمد صاحب نے مولوی کرامت علی صاحب سے
کہا کہ آج زبانی چند احباب کے معلوم ہوا کہ آپنے بمقابلہ اون حضرات کے نفس انعقاد مجلس مولود
کو بدعت فرمایا ہی اور قیام کو کیا فرماتے ہین آیا جزو ایمان و اسلام ہی یا عین ایمان و اسلام
ہی یا خارج ایمان و اسلام ہی تب مولویصاحب نے بہت ٹال مٹول کیا اور صدر الصدور صاحب
کے سامنے ہی پر اور انھین کے مکان پر گفتگو کو ٹالنے لگے جب چارہ کچھہ ندیکھا تب
مولویصاحب نے فرمایا کہ ہماری فرصت ایسے کیا حاصل ہی جو علم و اسطے کسی کے ذلیل کرنے کے
پڑھے وہ بہت معذب ہوگا او سکے جواب مین مولانا صاحب نے فرمایا کہ اسمین ذلت کی
کیا بات ہی یا ہمسے اتفاق کیجیے یا کوئی شق اختیار کرکے جواب دیجیے اور ہم جانتے
ہین کہ آپ جانکر جواب نہین دیتے حق کو چھپاتے ہین اسمین بھی عذاب ہی یہ کہکر
اس حدیث کو پڑھی فی المشکوۃ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من سئل عن علم علمہ ثم کتمہ الجم یوم القیامۃ بلجام من النار پھر مولویصاحب نے فرمایا

کہ ایسے سوال کرنے سے یہی سوال نماز پر بھی وارد ہوتا ہی پھر مولانا صاحب نے فرمایا سبحان اللہ چہ خوش سوال از آسمان جواب از ریسمان بھلا اس اعتراض کو نماز سے کیا علاقہ نماز تمام اہل اسلام کے نزدیک ثابت ہی کہ کسی کو اختلاف نہین آیات و احادیث مین در بارہ نماز کے بکثرت صیغہ امر جو واسطے وجوب کے بکثرت آتا ہی وارد ہی قیام کو نماز سے کیا علاقہ ومناسبت اسمین سراسر خلاف ہی قیام کیواسطے بھی اگر کہین آیات و احادیث مین کوئی صیغہ امر جو واسطے وجوب کے آیا ہو تو فرمائیے تب مولوی صاحب نہایت شرمندہ وساکت ولاجواب ہوے اور بغل جھانکنے لگے **اقول** چشم بد دور تمہین ابھی تک بدعت و سنت کی تعریف معلوم نہین اپنے ہاتھ سے اپنے کو قاطع بدعت ٹھہراتے ہو اپنے مونہہ سے آپ کو میان مٹھو بناتے ہو ہان صاحب ایسے لئیے القاب تو بدعات حقیقیہ مین داخل ہین پھر تم خود مبتدع ورافع اعلام بدعت ٹھہرے

ای ذوق لبس نے آپ کو صوفی جتائیے		معلوم ہمکو خوب ہی ہو حق جنابکی
نکلے ہو میکدے سے ابھی چپت گنج مین		دابے ہوے بغل مین صراحی شرابکی

ایضاح الحق الصریح مین ہی مثل عناد شدید بترویج القاب مشعرہ بر مناصب شرعیہ رفیعہ مثل مولوی فلانے وشاہ فلانے وامثال آن از امور بیشمار کہ تعداد آن درین چند اوراق خیلی متعذر می نماید ہمہ از جنس بدعات حکمیہ ہست بہ نسبت عقلای ایشان کہ امور مذکورہ را باوجودیکہ از جنس لغو ولاطائل دانستہ اند محض بنا بر حفظ عنوان خاندان بعمل می آرند واما بہ نسبت سفہای ایشان کہ امثال این سفاہات را عین کمالات دانستہ اہتمام بمحافظت این اشیا زیادہ بیش از بیش بروی کار می آرند پس امور مذکورہ بہ نسبت ایشان از قبیل بدعات حقیقیہ ہست انتہی اور قیام کے مقدمے مین مولوی صاحب مرحوم نے بطور نقض اجمالی خاصہ جواب دیا ہی نماز کے مامور بہ ہونے کی تقریر محض لغو ہی اصل جواب سے اسکو کچھ علاقہ نہین بلکہ اس تقریر سے مولوی صاحب کا

چپت گنج شہر بنارس کا ایک محلہ ہی جسمین شرابخانہ و حضرت مؤلف کا کاشانہ ہی مولوی محمد سعید سکندرپوری

جواب قوی ہوگیا اس لیے کہ جب نماز باوجود ماموربہ ہونے کے مفہوم ایمان سے خارج ہی پھر اگر قیام اوس کے مفہوم سے خارج ہوا تو کیا ہ

بھر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش		من انداز قدت را می شناسم

حدیث جو مذکور ہوی امام اللغۃ ماہر الحدیث سفر السعادت مین لکھتے ہین در باب من سئل عن علم فکتمہ حدیثی صحیح نشدہ اور اگر صحیح سمجھی جاہی تو یہ استفسار تمہارا استفادہ تھا یا استہزاءً و سخریۃ صورت ثانیہ مین ذکر حدیث کا بیموقع ہی مرقاۃ مین ہی وہو علم یحتاج الیہ السائل فی امر دینہ صورت اولی مین کیا تمسے معلوم ہوسکتا ہی کہ تم اسکے اہل تھے نااہل کو علم سکھانا اور کتے سور کے گلے مین موتی ڈالنا برابر ہی بلکہ علم موتی و جواہر سے گران بہا ہی اور علم نااہل کو سکھانا نفس علم پر ظلم کرنا ہی جیسا کہ طبیب حقیق دوا کو مرض کے مقام پر استعمال کرتا ہی ویسا ہی عالم عامل سمجھ بوجھکر سکھاتا ہی حقتعالی جل شانہ فرماتا ہی ولا تؤتوا السفہاء اموالکم اس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ جس سے علم مین فساد و ضرر پایا جاہی اوسکو علم سکھانا نچاہیے مولویصاحب مرحوم نے کچھ سمجھ بوجھ کے تمکو سکھانے مین تامل کیا ہوگا شرح عین العلم ملا علی قاری مین ہی فلا یضن ای لایبخل علی احد علمہ لان المعلم لایحل منعہ فورد من کتم علماً الجم بلجام من نار ای فلا یبخل بالعلم الا من غیر اہلہ وہو الذی یرید ان یتوصل الی المال والجاہ ونحوہ فورد لاتطرحوا الدر فی افواہ الکلاب رواہ ابن النجار عن انس ولفظہ لاتطرحوا الدر فی افواہ الخنازیر وقال عیسیٰ علیہ السلام لاتعلقوا الجواہر فی اعناق الخنازیر فان الحکمۃ خیر من الجوہر ومن کرہہا فہو شر من الخنازیر وقال ایضا لاتضعوا الحکمۃ عند غیر اہلہا فتظلموہا ولاتمنعوہا اہلہا فتظلموہم وکونوا کالطبیب الرفیق یضع الدواء فی موضع الداء وفی لفظ آخر من وضع الحکمۃ فی غیر اہلہا فقد جہل ومن منعہا اہلہا فقد ظلم ان للحکمۃ حقا وان لہا اہلا فاعط کل ذی حق حقہ وقولہ تعالی ولا تؤتوا السفہاء اموالکم فیہ تنبیہ علی ان حفظ العلم عمن یفسدہ ویضرہ

اولی ولیس الظلم فی اعطا غیر المستحق باقل من الظلم فی منع المستحق فمن منع الجہال علما اضاعه ومن منع المستوجبین فقد ظلم انتہی مختصرا بان صاحب اعظم گڑھ اور سکندر پور مین مشہور ہی کہ وہ پادری صاحب جنکے تم ملازم خاص تھے جب حاضری کھانیکو تمھارے مکان پر آئے تم اونکی صورت دیکھتے ہی اوٹھ کھڑے ہوے پادری صاحب نے کہا کیون جی کیون کھڑے ہوے تمنے کہا چونکہ آپ عالم ہین ہمارے محسن ہین آقا ہین ہم آپکے مدرسے کے ایک ادنی مدرس ہین صرف کام ہمارا چھہ روز پڑھانا اتوار کو لڑکون کو جمع کر کے گرجا گھر لیجانا صاحب کے سامنے سر جھکانا ہی پھر ہم کیون آپ کی تعظیم کو نہ کھڑے ہون اگر ہم آپ کی تعظیم کو نہ کھڑے ہون تو کسکی تعظیم کے لیے کھڑے ہونگے اوسپر پادری صاحب نے مسکرا کر کہا حضرت سلامت بس معاف کیجیے ہم رسالہ قلب الاطمینان غور سے دیکھہ چکے ہین تمکو قیام کے باب مین ایسا تعصب ہی کہ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے لیے جائز نہین سمجھتے اقامت صلوۃ کو بدعت جانتے ہو اذان و اقامت کیوقت دور بھاگتے ہو پھر ہمارے لیے قیام تعظیمی کیون کر روا ہوا یہ سنتے ہی تم چپ ہو گئے ایک صاحب بول اوٹھے ؎

ہر کس از دست غیر نالہ کند	سعدی از دست خویشتن فریاد

تم نے اسے بھی سنکے تجاہل کیا پر حاضرین قاہ قاہ کر کے لوٹ گئے پھر اسکے بعد جو کچھہ گذری اوسکا ذکر یہان نامناسب سمجھتا ہون ؎

بزم مین اوسکی بیان درد و غم کیونکر کرین	وہ خفا جس بات سے ہوئین وہ ہم کیونکر کرین
لکھتے لکھتے ہی سیاہی حرف سے اوڑ جاتی ہی	ہای احوال دل مضطر رقم کیونکر کرین

قال اور یہ دعوی کہ حضرت مولانا شاہ عبد العزیز نے اپنے ایک مکتوب مین لکھا ہی کہ مین عمل مولود خود کرتا ہون درست نہین اس لیے کہ تحفہ کے باب یازدہم کی فصل اول مین لکھا ہی کہ زمان امر سیال غیر قار ہی اوسکے جزو کو ثبات و قرار نہین

واعادۂ معدوم محال ہی **اقول** تحفۂ اثنا عشریہ کی عبارت بمقابلہ شیعہ امامیہ کے ہی وہ روز عاشورا کو عین روز شہادت امام حسین علیہ السلام سمجھتے ہین اور انواع و اقسام کی بدعات کرتے ہین اس لیے اوس مبارک کتاب مین صرف غلطی کا منشا لکھا گیا ہی علامہ کو اوس تقریر سے ہرگز نفی دورۂ مقررہ مقصود نہین مولانا رفیع الدین دہلوی اونکے بھائی نے رسالہ مسائل مین اس مسئلہ کو محققانہ طور پر یون تحریر فرمایا ہی زمان اگرچہ سیال غیر قار است اما انچہ بآن تقدیر کردہ میشود زمان از شب و روز و ماہ و سال اینہار اشر عا و عرفا دورہ مقرر ست چون یک دورہ تمام می شود باز از سر شروع می شود و بہمین حساب رمضان شہر صوم و ذی حجہ شہر حج و ہمچنین شہود دیگر را در دورہ حکم اتحاد بانظیر دادہ می شود چنانکہ در حدیث ست کہ یہود عرض کردند در حضور جناب نبوت کہ حقتعالی نجات موسی علیہ السلام و غرق فرعون درین روز کردہ است برای شکرانہ روزہ می گیریم جناب نبوت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود انا احق من تبع بموسی فصام یوم عاشورا و امر الناس بصیامہ و نیز حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم بلال را وصیت کردند بصوم روز دوشنبہ فرمودند فیہ ولدت وفیہ انزل و فیہ ہاجرت وفیہ اموت بلکہ خود مولانا شاہ عبد العزیز صاحب نے جابجا اس دورہ کا لحاظ کیا ہی تفسیر عزیزی مین خصوصیات وقت ضحی مین لکھا ہی سوم آنکہ این وقتیست کہ کلام حقتعالی با حضرت موسی درین وقت شدہ بود چہارم آنکہ ساحران فرعون درہمین وقت بدیدن معجزۂ حضرت موسی علیہ السلام ایمان آوردہ اند پس این وقت وقت کمال ظہور نور حق بر ظلمات باطل است کہ در امت سابقہ اثر آن واقع شدہ پھر اوسی تفسیر مین خصوصیات شب قدر مین ہی سیوم آنکہ نزول قرآن مجید درین شب واقعست این شرفی ست کہ نہایت ندارد چہارم آنکہ خلقت فرشتگان نیز درین شب ست اگر یہ دورہ بجمیع الوجوہ ممتنع یا غیر قابل لحاظ ہوتا تو شاہ عبد الرحیم صاحب والد شاہ ولی اللہ صاحب بارھوین ربیع الاول کو مجلس مولود کس لیے کرتے تھے

ہزار بھی سحاب اگر اڈ رینگے ہر گز نہ دیدہ تر اٹھائی الفت کی سر گرانی مہینو گلیونکی خاک چھانی	تمھارے غم میں جو روئے اگر لہو کے دریا بہا چکے ہیں جو ہجر فرقت کی تھی کہانی وہ ساری ہمکو سنا چکے ہیں

جاننا چاہیے کہ صاحب رسالہ نے بتقلید صاحب غائط الکلام مبحث مولد و قیام پر جو کچھ خدشے کیے تھے خدا کے فضل سے سب کا جواب کافی دیا گیا اب حضرات منکرین بغور دل سے ملاحظہ فرمائیں اور اپنے انکار و لن ترانی سے باز آئیں اب مبحث تقلید کی خبر لیتا ہوں **قال** امام بخاری رحمۃ اللہ نے کتاب جامع صحیح بخاری شریف میں جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہی چند مقام میں مثل کتاب التفسیر وغیرہ کی خصوص تفسیر آیہ فیہما فاکہۃ و نخل و رمان میں تحقیر امام ابی حنیفہ کی کی ہی **اقول** تمھاری یہ تقریر قطعًا غلط ہی اور ہم یقین کرتے ہیں کہ گو تمنے یہ تقریر زیب قلم فرمائی ہی مگر دل میں تو تم بھی محض غلط سمجھتے ہوگے صحیح بخاری میں ہی وقال بعضہم لیس الرمان والنخل بالفاکہۃ واما العرب فانہا تعدہا فاکہۃ الخ دیکھو اس عبارت میں نہ کوئی کلمہ تحقیر کا ہی نہ اسمیں امام کا نام ہی یہ بھی بالیقین نہیں معلوم کہ بعضہم سے امام ہی مراد ہیں یا فقہا یا فر اخیر اگر بعضہم سے امام ہی مراد ہوں تو کیا اس سے امام کی تحقیر ہوگئی کیا لفظ بعض تفخیم کے لیے نہیں آتا علامہ تفتازانی شرح تلخیص میں فرماتے ہیں واعلم انہ کما ان التنکیر وہو فی معنی البعضیۃ یفید التعظیم فکذالک اذا صرح بالبعض اگر کہا جاوی کہ صرف اعتراض موجب تحقیر ہی تو ہم کہتے ہیں کہ اعتراض سے تحقیر نہیں ہوتی پھر یہ اعتراض کچھ لاجواب نہیں ایک تقریر لغت کی متعلق بیان کی گئی ہی جسکا جواب شارحین بخاری نے دیا ہی اگر نفس اعتراض سے امام کی تحقیر ہوگئی تو جواب سے شاید بخاری کی تحقیر بھی جانی جاوے گی ٥

باد بہار میں ہی کچھ اور عطر ریزی	تم آج کل میں شاید سوی چمن گئے ہو

قال الکرمانی اقول الامام ابی حنیفۃ ان یمنع المشابہۃ بین ہذہ الآیۃ وبین قرینک الاٰتیین

لان الصلوۃ ومن فی الارض لفظان عامان بخلاف فاکہۃ الخ قال اور حضرت غوث اعظم شیخ المشائخ شیخ عبدالقادر گیلانی رحمہ اللہ نے غنیۃ الطالبین مین نسبت مذہب مرجیہ کی بجانب جناب امام کی ہی چنانچہ ناظرین کتب پر مخفی نہین ہی نقل عبارات مین طوالت ہی **اقول** حضرت سلامت غنیہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف نہین ہی شیخ محمد باقر فرماتے ہین نسبت کتاب غنیہ بآنحضرت در کتب معتبرہ یافتہ نشدہ واین کتاب در حضیض ثری ست زیراکہ در مطاوی این کتاب اثبات جہت ست مر خدایتعالی را وقول بقدم حروف تہجی ونسبت اشعریہ بمعتزلہ وغویہ ونسبت امام ابوحنیفہ را بفرقہ مرجیہ پھر لکھتے ہین شیخ عبدالحق دہلوی در عنوان ترجمۂ غنیہ می گوید کہ ہرگز ثابت نشدہ کہ این از تصنیف آنجناب ست اگرچہ انتساب آن بآنحضرت شہرت دارد ونظر برین کہ شاید دران حرف از جناب بود ترجمہ کردم چنانچہ علامہ میر حسین میبذی در دیباچۂ دیوان کہ نزد عوام منسوب بحضرت امیر المومنین علی رضاست برہمین اسلوب معذرت کردہ اگر غنیہ دیکھکر تمکو امام سے بدگمانی ہی تو خدا سے بھی پھر گئے ہوگے خیر اگر فرض کرین کہ یہ کتاب حضرت کی تصنیف ہی تو یہ نہین کہہ سکتے کہ حضرت نے امام کو اپنے قلم سے مرجیہ لکھا ہوگا اور ایسی غلطی فاش کی ہوگی بلکہ کہہ سکتے ہین کہ یہ عبارت کسی مبتدع نے بڑھائی ہوگی عبدالحکیم سیالکوٹی ترجمہ مین فرماتے ہین وشاید بعضے مبتدعان مبغض این فرقہ داخل کردہ اند این را در کلام حضرت شیخ قدس سرہ سوا اسکے یہ قول فقہ اکبر کے صریح خلاف ہی پھر کیونکر قابل تسلیم ہوسکتا ہی شرح فقہ اکبر ملا علی قاری مین ہی واما ما وقع فی الغنیۃ للشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ عند ذکر الفرق الغیر الناجیۃ حیث قال ومنہم القدریۃ وذکر اصنافا منہم ثم قال ومنہم الحنفیۃ وہم اصحاب ابی حنیفۃ نعمان بن ثابت رض زعم ان الایمان ہو المعرفۃ والاقرار باللہ ورسولہ وبما جاء من عندہ جملۃ علی ما ذکرہ البرہوتی فی کتاب

الشجرة فہو اعتقاد فاسد وقول کاسد مخالف لاعتقادہ فی الفقہ الاکبر خیر امام مرجیہ سہی
امام کے نفس مرجیہ ہونے سے کچھ قباحت نہین اس لیے کہ مرجیہ کی دو قسم ہین
مرجیہ مرحومہ و مرجیہ ملعونہ مرجیہ مرحومہ اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہین اور مرجیہ ملعونہ دوسرے
ہین جو کہتے ہین معصیت مضر نہین چنانچہ عثمان بن لیلی کے جواب مین امام نے اپنے کو
مرجیہ مرحومہ قرار دیا ہی تمہید فی بیان التوحید الی الشکور محمد بن عبد الرشید سالمی مین
ہی ثم المرجیہ علی نوعین مرجیہ مرحومة وہم اصحاب النبی علیہ السلام ومرجیہ ملعونة وہم الذین
یقولون بان المعصیة لا یضر والعاصی لا یعاقب وروی عن عثمان بن لیلی انہ کتب الی
ابی حنیفة رح وقال انتم مرجیة فاجاب وقال المرجیة علی ضربین مرجیة ملعونة وانا بری منہم ومرجیة
مرحومة وہم اصحاب النبی علیہ السلام وکتب فیہ بان الانبیاء صلوة اللہ علیہم قالوا کذالک
الا تری ان عیسی علیہ السلام قال ان تعذبہم فانہم عبادک وان تغفر لہم فانک انت
العزیز الحکیم اور اسی کے قریب قریب ملل ونحل محمد بن عبد الکریم شہرستانی مین ہی ومن
العجب ان غسان کان یحکی عن ابی حنیفة رحمة اللہ مثل مذہبہ ویعدہ من المرجیة ولعلہ
کذب ولعمری کان یقال لابی حنیفة واصحابہ مرجیة السنة **قال** اور امام ابو حامد غزالی نے
اپنی کتاب منخول مین بشان گرامی حضرت امام صاحب کے کیسا کلمہ سخت لکھا ہی واما
ابو حنیفة فقد قلب الشریعة ظہر البطن وشوش مسلکہا وجزم نظامہا انتہی **اقول**
منخول امام ابو حامد غزالی کی تصنیف نہین ہی بلکہ محمود معتزلی کی تصنیف ہی اوسے محمود
غزالی بھی کہتے تھے محمود غزالی معتزلی اور ہی اور حجة الاسلام ابو حامد غزالی اور ہین ٥

گو آپ نے جواب برا ہی دیا ولے	مجھسے بیان نہ کیجیے عدو کے پیام کو

بفرض محال اگر منخول حجة الاسلام کی تصنیف ہی تو یہ تصنیف قدیم ہوگی جب کچھ بھی
تحقیق حاصل نہ تھی آخر کار حجة الاسلام کو جلالت قدر پر امام کی اعتراف ہوا خیرات الحسان
فی مناقب الامام ابی حنیفة النعمان مولفہ شیخ شہاب الدین احمد بن الحجر المکی الہیتمی الشافعی

مین ہی اعلم ان بعض المتعصبین ممن لم یمنح توفیقا جانی بکتاب منسوب للغزالی فیه من التعصب الفظیع والخطاء الشنیع علی امام المسلمین واحد الایمة المجتہدین ابی حنیفة رح ماتصم عنه الاذان ویقول عند سماعه الموقف المنصف لیت ذلک ماکان کیف وقد ادی ذلک شمس الایمة الکردری الی ان بسط الکلام فی رد ذلک الکتاب وقابل مولفه مقابلة الفاسد بالفاسد فشنع علی الشافعی رح اعظم من ذلک التشنیع وبسط القلم مالایحمد من الضیع بکل فن لک منه بناء علی ان ذلک الغزالی ہو الامام محمد حجة الاسلام ولیس ہو ہو لما یاتی علی احیایه من مدح ابی حنیفة رح وترجمته بما یلیق بعلی کماله وایضا لان النسخة التی رایتها مکتوب علیها ان ہذا الکتاب بتصنیف محمود الغزالی ومحمود ہذا لیس حجة الاسلام ومن ثم کتب علی حاشیة تلک النسخة ہذا الشخص معتزلی اسمه محمود الغزالی ولیس ہو حجة الاسلام وقال بعض محققی الحنفیة ممن اخذ عن المولی سعد الدین التفتازانی ولفرض ان ذلک صدر عن الغزالی حجة الاسلام فہو انما صدر حین کان ملیثا بعلوم الجدل وحظوظ طلبة العلوم واما فی اخره امره حین تخلی عن تلک الحظوظ وفیضت علیه سجال المعارف والشہود فقد عرف الحق لاہله واقره فی محله والدلیل علیه کلامه فی الاحیاء لیعلم نزاہة مولفه حجة الاسلام مما نسب الیه

اس سے بھی منخول کے جواب مین امام شمس الایمہ محمد بن عبد الستار بن محمد عمادی کردری نے ایک رسالہ مستقلہ بکمال توضیح وتشریح بدلائل معقول ومنقول وتقریرات تحقیقی والزامی لکھا ہی علمای حنفیہ شکر اللہ مساعیہم نے کوئی دقیقہ باقی نچھوڑا شمس الایمہ اوسی رسالہ مین فرماتے ہین کہ منخول کی عبارت پر علمای حنفیہ سے اور امام غزالی سے مناظرہ ہوا پھر سلطان سنجر کے مقابلے مین انکے الحاد وقتل کا فتوی ہوا جب سلطان نے نمانا بعض بعض عبارت امام غزالی کی کتب سے ملتقط کرکے علمای حنفیہ نے سلطان کے پیش کی سلطان نے کسبب اپنی بے علمی کے اپنی جہالت کا عذر پیش کیا اور اس مقدمے مین قاضی فخر الدین وسانیدی سے مشورہ کیا قاضی صاحب نے قتل کا

حکم ندیا چونکہ اس بحث کی پوری عبارت لکھنے مین فی الجملہ تطویل تھی اس لیے تھوڑی سی عبارت اصل بحث کی متعلق لکھا چاہتا ہون شمس الایمہ اوسی سالہ مین فرماتے ہین واما دعواہ انہ قلب الشریعۃ ظہر البطن وغیر نظامہا وشوش مسلکہا فباطلۃ لکونہا مخالفۃ لاجماع الامۃ وکونہ مناقضا فی الدعوی والدعوی الباطلۃ لایسمع علیہا الدلیل فکیف اذا جہل بہ ہانہ وکذبہ وبہتانہ وبیانہ ان الشریعۃ اسم لکلہا لا لبعضہا ولاریب ان العلماء ماخالفوہ فی کلہا بل وافقوہ فی بعضہا فنجعل الذی وافقوہ فیہ نصفہا فہو اذا قرنصف الشریعۃ بالاجماع وہو یزعم انہ قلبہا کلہا فصار کاذبا فی قولہ مناقضا **قال** اور معیار الحق مین جو امام ابی حنیفہ کے تابعی ہونیکا اور صحابہ سے ملاقات کا انکار ہی اولا اس بات کو دیکھنا چاہیے کہ یہ انکار کسی کتب کے حوالہ وموافق ہی یا نہین اگر غیر حوالہ دنا موافق ہو تو خیر اور اگر موافق حوالہ ہو تو کتب منقول عنہا سے ملا لین جب ملے تو اپنے لکھے کو روئین یا اصل منقول عنہم کو کچھہ کہین یا لکھین **اقول** ہمارے جناب اجتہاد مآب اپنے معیار مین تحریر فرماتے ہین کہ جناب مولف نے دعوی لقاء ان چارون صحابہ کو کسی دلیل اور تنبیہ سے ثابت نہین کیا یعنی کوئی قول ایمہ نقل سے مثبت اس دعوی کا نقل نہین کیا سو نقل نکرنا جناب مولف کا قول کسی امام کا ایمہ نقل سے واسطے اثبات ملاقات امام کے سہل بن سعد وابو طفیل سے تو ظاہر ہی لیکن ملاقات انس اور عبد اللہ کی جس پر قول طحطاوی کا نقل کیا ہی وہ بھی حقیقت مین مجرد از شاہد وبینہ ہی اس لیے کہ طحطاوی اور مثل اوسکے ایمہ نقل سے نہین ہین اور قول اونکا ایسے دعاوی کو مثبت نہین ہو سکتا جب تک کہ ایمہ نقل سے روایت متصل نہو کیونکہ فقہای مقلدین اپنے ایمہ کی تعریف مین کیا کچھہ نہین لکھہ گئے انتہی عاجز اس کلام پر چند خدشے پیش کرتا ہی اگر جناب اجتہاد مآب چشم انصاف سے ملاحظہ فرماوینگے تو مجھے یقین ہی کہ میری محنت کہ صرف

اظہار حق کے لیے ہی رایگان بنجائیگی پہلا خدشہ ملازمان کی تقریر داب مناظرہ کے خلاف ہی حضرت سلامت صاحب تنویر الحق اس مقام پر ناقل ہین یہان آپ مانع نہین ہو سکتے نہ اون پر منع وارد ہو سکتی ہی

آپ کا شیوۂ انداز وادا اور سہی		حسن مین حور سے بڑھکر نہین ہونیکے کبھی

دوسرا خدشہ امام کی ملاقات کچھ انھین چار صحابی پر منحصر نہین بلکہ سوای انکے بشیتر صحابہ سے ملاقات تھی چنانچہ ابن حجر مکی جو خود ایمہ نقل سے ہین خیرات الحسان مین تحریر فرماتے ہین وفی مبادی شیخ الاسلام بن حجر انہ ادرک جماعۃ من الصحابۃ کانوا بالکوفۃ بعد مولدہ بہا سنۃ ثمانین فہو من طبقۃ التابعین ولم یثبت ذلک لاحد من ایمۃ الامصار المعاصرین لہ کالاوزاعی بالشام والحمادین بالبصرۃ والثوری بالکوفۃ ومالک بالمدینۃ الشریفۃ واللیث بن سعد بمصر انتہی فہو من اعیان التابعین الذین شملہم قولہ تعالی والذین اتبعوہم باحسان رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ واعد لہم جنات تجری من تحتہا الایہ ملاحظہ فرمائیے کہ شیخ الاسلام بن حجر عسقلانی جو ایمہ نقل سے ہین صاف تحریر فرماتے ہین کہ امام کو جماعت صحابہ سے ملاقات حاصل تھی اگر آپ اپنی تاویل بعید یاد فرماکر شاید بول اوٹھین کہ ہمنے ابن خلکان کی عبارت مین ادرک کے معنی مجازی ادرک زمانہم لیا ہی تو ہم التماس کرینگے کہ حضرت سلامت یہان آپ جو ادرک کے معنی حقیقی مراد لیتا ہوگا اس لیے کہ خود ابن حجر عسقلانی فرماتے ہین فہو من طبقۃ التابعین اور آپ خود جانتے ہین کہ بدون روایت کے یا یون کہین کہ بدون ملاقات کے صرف معیت زمانے سے امام تابعی نہین ہو سکتے اگر پھر آپ سنبھلکر فرمائین کہ تقریب مین ابن حجر نے امام کو طبقۂ سادسہ مین ٹھہرایا ہی تو ہم عرض کرینگے کہ سبھی طبقات مین نسبت تباین کلی کی نہین ہی ایک ہی شخص باختلاف حیثیت دو طبقہ مین محسوب ہو سکتا ہی علامہ ابن حجر شرح نخبۃ الفکر مین تحریر فرماتے ہین وقد یکون الشخص الواحد

طبقہ میں باعتبارین پھر اگر امام باختلاف حیثیت طبقہ خامسہ وسادسہ سے ہوئے تو اسمین کیا استحالہ ہی ملاحظہ فرمائیے کہ خود شیخ الاسلام امام کو مرۃ تابعین سے شمار کرتے ہین طبقات الحفاظ ذہبی مین ہی رای انس بن مالک غیر مرۃ لما قدم علیہم الکوفۃ اور تہذیب الکمال تصنیف ابو الحجاج مزی مین ہی رای انس بن مالک ہان حضرت یہ تو فرمائیے کہ جب ابن حجر مکی نے امام کو والذین اتبعوہم باحسان الایہ مین داخل کیا پھر آپ جو فرماتے ہین کہ امام صاحب اس آیت کی مصداق تو تب ہوتے جبکہ تابعی ہوتے اور اسکا حال خوب روشن ہوگیا تو اسمین آپ کی ہٹ دھرمی یا تعصب ہی یا نہین ادبا زیادہ اس سے عرض نہین کرسکتا ٥

بل زلف کے جا ہون تو مین ایکدم مین نکالون ‖ سو پیچ مین پڑا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

تبییض الصحیفہ فی مناقب الامام ابی حنیفہ مین علامہ جلال الدین سیوطی فرماتے ہین ادرک الامام ابو حنیفہ جماعۃ من الصحابۃ لانہ ولد بالکوفۃ سنۃ ثمانین من الہجرۃ وبہا یومئذ عبد اللہ بن ابی اوفی فانہ مات بعد ذلک وبالبصرۃ یومئذ انس بن مالک ومات سنۃ تسعین او بعدہا وقد اورد بن سعد بسند لاباس بہ ان اباحنیفۃ رای انسا وکان غیر ہذین من الصحابۃ بعدہ من البلاد حیا وقد جمع بعضہم جزء فیما ورد من روایۃ ابی حنیفۃ عن الصحابۃ لکن لا یخلو اسنادہ منہا من ضعف والمعتمد علی ما ادرکہ ما تقدم وعلی رویتہ لبعض الصحابۃ ما اوردہ ابن سعد فی الطبقات فہو بہذا الاعتبار من طبقۃ التابعین یعنی امام سے تو بہت سے صحابہ سے ملاقات تھی اس لیے کہ یہ کوفہ مین ۸۰ھ مین پیدا ہوے اور اون دنون عبد اللہ بن ابی اوفی خاص کوفہ مین موجود تھے اور بصرہ مین انس بن مالک زندہ تھے کہ وہ ۹۰ھ یا اسکے بعد عالم آخرت کو سدھارے اور ابن سعد کی روایت قوی سے معلوم ہوتا ہی کہ امام کو حضرت انس سے ملاقات تھی اور سواے عبد اللہ بن اوفی و انس بن مالک کے اوس زمانے مین کئی صحابہ شہرون مین

٥ عقود الجمان مین ہی غرض فابو حنیفۃ رحمہ من اعیان التابعین ودخل فی قولہ تعالے والذین اتبعوہم باحسان الایہ منہ عفی عنہ

موجود تھے چنانچہ بعضے علما نے مرویات امام کو ایک جزء مین جمع کیا ہی اور بعضون نے
اسکی تضعیف کی ہی لیکن معتمد علیہ یہی ہی کہ امام کو انس و عبد اللہ بن اوفی سے ملاقات
تھی اور سوا انکے بعض صحابہ سے بھی ملاقات تھی تو بیشک امام طبقۂ تابعین سے ٹھہرے
جب امام کی ملاقات جماعت صحابہ سے بطریق اجمال بروایت ایمہ نقل ثابت ہو چکی
تو جاننا چاہیے کہ محدثین و ایمہ نقل سے بعض کہتے ہین کہ امام کو سات صحابہ سے ملاقات
تھی چنانچہ امام نے اونسے احادیث کی روایت بھی کی ہی شمس الایمہ کردری رسالہ
منحول مین تحریر فرماتے ہین اخذ العلم وسمعہ من مائۃ شیخ سبعۃ منہم من الصحابۃ رضی اللہ
عنہم وہم عبد اللہ بن انیس و عبد اللہ بن جزء وانس بن مالک و جابر بن عبد اللہ و معقل
بن یسار و واثلہ بن الاسقع وعائشہ بنت عجرہ وروی عن کل منہم حدیثا یعنی امام نے
سماع علم سو مشائخ سے کیا کہ سات اونسے صحابہ رضی اللہ عنہم تھے اور سب سے حدیث روایت
کی تبییض الصحیفہ فی مناقب الامام ابی حنیفہ مین ہی قد الف الامام ابو معشر عبد الکریم بن
عبد الصمد الطبری المقری الشافعی جزء فیما رواہ الامام ابی حنیفہ عن الصحابۃ وذکر فیہ قال الامام
ابو حنیفہ لقیت من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم سبعۃ وہم انس بن مالک و عبد اللہ بن
انیس و عبد اللہ بن جزء الزبیدی و جابر بن عبد اللہ و معقل بن یسار و واثلہ بن الاسقع
وعائشہ بنت عجرہ رضی اللہ عنہم ثم روی عن انس ثلاثۃ احادیث وعن ابن جزء حدیثا
وعن واثلہ حدیثین وعن جابر حدیثا وعن عبد اللہ بن انیس حدیثا وعن عائشہ بنت عجرہ
الاحادیث التی اوردت من غیر ہذہ الطریق اس سے معلوم ہوتا ہی کہ امام ابو معشر
عبد الکریم شافعی نے ایک جزء مین امام ابو حنیفہ کے مرویات صحابہ جمع کیے ہین اور
اوسمین امام ابو حنیفہ کو سات صحابی سے ملاقات و روایت مروی ہی اور بعض
کہتے ہین کہ امام کو آٹھ صحابہ و ایک صحابیہ سے سماع تھی اور بعضے کہتے ہین چھہ صحابہ
اور ایک صحابیہ سے اور بعضے کہتے ہین پانچ صحابہ اور ایک صحابیہ سے اور بعضے کہتے ہین

چودھ صحابہ سے عقود الجمان میں ہی وذکر جماعۃ ممن صنف فی المناقب وغیرہم ان الامام
ابا حنیفۃ رضی اللہ عنہ سمع ثمانیۃ رجال من الصحابۃ وامرأۃ وہم انس بن مالک وعمرو بن حریث
وعبد اللہ بن انیس وعبد اللہ بن الحارث بن جزء الزبیدی وجابر بن عبد اللہ وعبد اللہ
بن ابی اوفی وواثلۃ بن الاسقع ومعقل بن یسار وعائشۃ بنت عجرد وقال بعضہم
ستۃ وامرأۃ وقال بعضہم خمسۃ وامرأۃ وقال بعضہم اربعۃ عشر رجلا ولم یسمہم اب ہم
اون صحابہ کا نام بیان کیا چاہتے ہین جنکی ملاقات سے امام تابعی ہوے اور بعض
صحابہ سے روایت مسلسل بھی بیان کیے دیتے ہین اور اوسکے ضمن مین آپ کے
خدشات کے جواب بھی لکھے دیتے ہین تا ناظرین سمجھ جائین کہ وہ صرف عدم مزاولت
فن حدیث سے ناشی ہوے ہین امام جن صحابہ کی ملاقات سے شرف اندوز ہوے
اونمین سے پہلے انس بن مالک ہین امام نے ان سے روایت بھی کی
ہی تبییض الصحیفہ مین ہی قال ابو معشر فی جزئہ انا ابو عبد اللہ الحسین بن محمد بن
منصور الفقیہ الواعظ ثنی ابو ابراہیم احمد بن حسین القاضی انبانا ابو بکر محمد بن حمدان
الحنفی ثنی ابو سعید اسمعیل بن علی السمان ثنی ابو الحسین احمد بن محمد بن محمود البزاز ثنی
ابو سعید الحسین بن محمد بن المبارک ثنی ابو العباس احمد بن محمد بن الصلت بن
المغلس الحمانی ثنی بشر بن الولید القاضی عن ابی یوسف عن ابی حنیفۃ سمعت انس
بن مالک رضی اللہ عنہ یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول طلب العلم فریضۃ
علی کل مسلم وبہ عن انس رضی اللہ عنہ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الدال علی الخیر
کفاعلہ وبہ عن انس سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان اللہ یحب اغاثۃ
اللہفان ملازمان نے معیار مین اس مقام پر تین شبہے بیان کیے ہین پہلا شبہہ
طحطاوی وغیرہ نے سند متصل الی الامام روایت نہین کیا اور روایت معلق بلا سند
جمہور علما کے نزدیک حجت نہین کما فی النخبۃ وشرحہ اسکا جواب سنیے طحطاوی کی

سند متصل بیان نہ کرنے سے کچھہ یہ لازم نہین آتا کہ سند متصل اسکی پائی نہین جاتی دیکھیے ہمنے خاص ان احادیث مین اور سوا اسکے دوسری احادیث مین سند متصل بیان کردی ہی مجھے کمال تعجب ہی کہ صرف طحطاوی کی سند متصل بیان نکرنے سے آپ ایسی بھونڈی تقریر کر بیٹھے جس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ طحطاوی کی سند متصل بیان نہ کرنے سے امام کا لقا ثابت نہین ہوتا آپ ہی انصاف کیجے کہ اختصاراً علما ہزارون احادیث کو بلا سند ذکر کرتے ہین تو کیا اس سے یہ لازم آتا ہی کہ اونکے لیے سند ہی نہین ہی اور وہ سب معلق و غیر قابل احتجاج ہین دوسرا شبہہ یہ ہی کہ جو تین حدیثین مروی امام نے کین انس رض سے مولف نے طحطاوی سے نقل کین ہین وہ تینون موضوع ہین نزدیک اکثر کے خاص کر حدیث پہلی کہ اوسکو بہت سارے علماء نقادین موضوع کیا ہی پس کسطرح ہمعصری سے روایت کرنا ضم کر کے بنا بر مذہب مسلم کے ملاقات امام کی انس سے ثابت کہو گے اب موضوع ہونا اس احادیث کا سنو شیخ ابن طاہر تذکرۃ موضوعات مین فرماتے ہین کہ طلب العلم فریضۃ الحدیث مروی ہی انس رض سے کئی طریقون سے جو سب کے سب واہیات ہین اور امام احمد نے فرمایا ہی کہ اس مضمون کی کوئی بھی حدیث ثابت نہین اور ایسا ہی کہا ہی ابن راہویہ اور ابو علی نیشاپوری نے اور حاکم نے اقول ایسا ہی کہا ہی نور الدین علی نے مختصر تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ عن الاخبار الشنیعۃ الموضوعۃ مین اور کہا ابن حبان کذا فی الفوائد المجموعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ للقاضی محمد بن الشوکانی انتہی اسکا جواب سنیے اولاً اس عبارت کی فصاحت و بلاغت پر بعض سامعین وجد کرتے ہین بعض واہ واہ کرکے لوٹ جاتے ہین کیا کہنا ہی سچ تو یہ ہی کہ یہ حسن ترکیب و ادای مطالب آپ ہی کے حصے ہی ؎

ہین اور بھی دنیا مین سخنور بہت اچھے	کہتے ہین کہ غالب کا ہی انداز بیان اور

ثانیاً ابن طاہر حنفی کی عبارت نقل کرنے مین کچھہ خیانت ہوی ہی دیکھیے

اوسمین صاف لکھا ہی لکن قال العراقی قد صحح بعض الائمہ بعض طرقہ وقال المزی ان طرقہ
تبلغ رتبۃ الحسن الناقوامہ مجموعہ سے تصحیح نقل چاہتا ہون اگرچہ حدیث رتبہ حسن کو بلکہ
رتبہ صحیح کو پونہچی ہی بچاس طرق سے مروی ہی تبییض الصحیفہ مین ہی قال الحافظ جمال الدین
المزی روی من طرق تبلغ رتبۃ الحسن قلت وعندی انہ تبلغ رتبۃ الصحیح لانی وقفت لہ علی نحو
خمسین طریقا وقد جمعتہا فی جزء اگرچہ علامہ زمان نے اگرچہ سابقا احادیث ثلثہ کی موضوعیت
کا بڑی ہوم وہام سے دعوی کیا تھا مگر دوسری تیسری حدیث کی موضوعیت مین کوی
لولی لنگڑی تقریر بھی پیش نکر سکے بقدر ضرورت اونکا احوال بھی لکھے دیتا ہون تبییض الصحیفہ
مین ہی الحدیث الثانی متنہ صحیح ورد من روایۃ من الصحابۃ وصلہ فی صحیح مسلم من حدیث ابن مسعود
رضی اللہ عنہ بلفظ من دل علی خیر فلہ مثل اجر فاعلہ والحدیث الثالث متنہ صحیح ورد من روایۃ
جمع من الصحابۃ وصححہ الضیاء المقدسی فی المختارۃ من حدیث بریدۃ تیسرا شبہہ ہر مثبت
نافی پر مقدم نہین ہوسکتا بلکہ اگر کسی نافی کی تائید دلیل سے پائی جاتی ہو تو وہ مثبت کا معارض
ہوسکتا ہی جیسے خبر نکاح ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کی بعض کہتے ہین کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت احرام مین اونسے نکاح کیا بعض کہتے ہین کہ بعد احرام کے
حل مین نکاح کیا یہان نافی کہ خبر احرام ہی مثبت یعنی خبر حل کا معارض ہوسکتا ہی
اس لیے کہ اس نافی پر دلیل پائی جاتی ہی خبر دینے والے نے محرم کی ہیئت مخصوصہ دیکھ کے
احرام کی خبر دی ہی ورنہ بغیر ہیئت احرام کے کسیکو محرم نہین کہہ سکتے ایسا ہی سماع
وعدم سماع کا حال ہی اسکا جواب سنیے نفی سماع تو وہی نفی اصلی ہی اسپر کوی دلیل بھی
نہین اس لیے کہ اس نفی کے لیے کوی ہیئت مخصوصہ نہین پائی جاتی تو صریح قیاس
مع الفارق ہوا اور مثبت بسبب زیادۃ علم کے نافی پر مقدم ٹھہرا اتحاف الفرقہ بوصل
الخرقہ مین علامہ سیوطی فرماتے ہین ان المثبت مقدم علی النافی معہ زیادۃ علم
دوسرے واثلہ بن الاسقع ہین امام نے ان سے بھی روایت کی ہی تبییض الصحیفہ

علامہ زمان غنی

مین ہی ثم قال ابو معشر انا ابو عبد اللہ ثنی ابو ابراہیم ثنی ابو بکر الحنفی ثنی ابو سعید الحسینی بن احمد ثنی علی بن احمد الحسینی اللخمی البصری ثنی احمد بن عبد اللہ بن حرام ثنی مظفر بن سہل بن موسی بن عیسی بن المنذر الحمصی ثنی ابی ثنی اسمعیل بن عیاض عن ابی حنیفۃ عن واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال دع ما یریبک الی ما لا یریبک وعن واثلہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لا تظہر الشماتۃ باخیک فیعافیہ اللہ ویبتلیک قول الحدیث الاول متنہ صحیح ورد من روایۃ جمع من الصحابۃ وقد صححہ الترمذی و ابن حبان والحاکم والضیاء من حدیث الحسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما والحدیث الثانی اخرجہ الترمذی من وجہ آخر عن واثلہ وحسنہ ولہ شاہد من حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما جب ملا زمان سے ان احادیث مرویہ کی موضوعیت مین کچھ نہ بن آئی تو مجبار مین یون ارشاد فرمایا کہ واثلہ بن الاسقع کی ملاقات عقلا محال نہین تو عادۃ تو محال ہی اور منقول نہونا اوسکا کسی ایمہ نقل مین سے مرجح دوسرا ہی اور وجہ استحالہ عادی کی یہ ہی کہ واثلہ نے بقول متفق علیہ کے سن پچاسی مین ملک شام مین بیچ شہر دمشق کے وفات پائی ہی اور امام صاحب اوس زمانے مین پانچ برس کے لڑکے تھے اور یہ بات کہ امام صاحب پانچ برس کے لڑکے ہوکر دمشق مین واسطے ملاقات واثلہ کے تشریف لیگئے ہون ثابت نہین اور عقل سلیم کو بھی انکار ہی کہ پانچ برس کے لڑکے سے یہ امر صادر ہو انتہی اس تقریر مین اپنی ملاقات کو جو عقلا محال نہین ٹھہرایا ہے اسکا شکر ادا کر کے التماس کرتا ہون کہ حضرت سلامت جسطرح یہ عقلا محال نہین ہی عادۃ بھی محال نہین ہی کیا پانچ سات برس کے لڑکے اپنے والدین یا یون کہین کہ مکلفین پرورش کے ساتھ سفر نہین کر سکتے پھر اگر امام کسی کے ساتھ دمشق گئے ہون یا واثلہ رضی اللہ عنہ کسی ملک کو گئے ہون کہ وہان پر امام صاحب بھی موجود ہون اور سماع حدیث کیا ہو تو کچھ بعید نہین اور جمہور کا مسلک یہ ہی کہ صغیر کی سماع معتبر ہی اگرچہ وہ پانچ برس کا ہو اور اگر امام کی ولادت ۶۱ھ مین

تسلیم کیجای تو اوسوقت امام پندرہ برس کے ہونگے اور پندرہ سالکے لڑکے تو تنہا ملک ملک کی سیر کرسکتے ہین اور سماع اونکی بخوبی معتبر ہوسکتی ہی ہان حضرت تو یہ فرمایئے کہ جب ملاقات خود محال عادی ٹھہری تو ایمہ نقل سے اس روایت مسلسل کے باب مین کیا ارشاد ہوتا ہی س

الٰہی تا زنم در مہر خم گیسوی او دستے
کرامت کن مرا چون شاخ سنبل موبمو دستے

تیسرے عبداللہ بن انیس

امام نے ان سے بھی روایت کی تبییض الصحیفہ مین ہی ثم قال ابو معشر انا ابو عبداللہ ثنی ابو ابراہیم ثنی ابو بکر الحنفی ثنی ابو سعید السمان ثنی ابو علی الحسن بن علی بن محمد بن اسحاق السمانی ثنی ابو حسن علی بن اموبۃ الاسوادی ثنی ابو داؤد الطیالسے عن ابی حنیفۃ قال ولدت سنۃ ثمانین وقدم عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ الکوفۃ سنۃ اربع وتسعین درایتہ وسمعت منہ وانا ابن اربعۃ عشر سنۃ سمعتہ یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حبک الشئی یعمی ویصم ہذا الحدیث رواہ ابو داؤد فے سننہ من حدیث ابی الدرداء اس مقدمے مین معیار مین ملا زمان فرماتے ہین تو دیکھو کہ جابر بن عبداللہ وعبداللہ بن انیس بالاتفاق قبل تولد امام کے وفات پاچکے تھے اور قطع نظر سب محققین کے کلام سے امام نواوی ہی کے قول سے تقدیم وفات اون دونونکی تولد امام پر ثابت ہورہی ہی تو انصاف سے کہو کہ ان مو تی سے ملاقات کا دعوی کرنا کیا مخالف عقل ونقل کے ہی انتہی عاجز کہتا ہی کہ عبداللہ بن انیس کا ۵۴ھ مین انتقال سہی مگر ہم کب کہتے ہین کہ امام نے اونسے روایت کی عبداللہ بن انیس پانچ گذرے ہین اونمین سے کسی سے امام نے روایت کی ہوگی تبییض الصحیفہ مین ہی وصعب بہا ان یقع ان عبداللہ بن انیس الجہنی الصحابی المشہور مات سنۃ اربع وخمسین قبل مولد ابی حنیفۃ بدہر والجواب ان الصحابۃ المسلمین عبداللہ بن انیس خمسۃ فلعل الذی روی عنہ الامام ابو حنیفۃ واحد اخر منہم غیر الجہنی

الشہو اور اگر یہ کہیے کہ سوای جہنی کے کوی عبداللہ کوفے کو نہین گئے تو ہم کہین گے
کہ آپ کو ان جزئیات کی کیا خبر اور جسکو عبداللہ خمسہ کے احوال سے بخوبی اطلاع نہین اوسکا
ایسا حکم قطعی عام کیا قابل قبول ہو سکتا ہی ہان آن حضرت یہ فرمائیے کہ وفات
عبداللہ بن انیس الجہنی مین تو بلا ضرورت تقریب کے عبارت نقل کی گئی اور حافظ
ابن حجر عسقلانی کا قول مقبول ہوا لیکن خود حافظ ابن حجر عسقلانی جو امام کو تابعی
کہتے ہین اور حضرت انس وغیرہ کی رویت بیان فرماتے ہین اس باب مین
وہ کیون غیر معتبر و متہم ٹھہرائے گئے ہ

کس روز تہمتین نہ تراشا کیے عدو		کس روز میرے سر پہ نہ آرے چلا کیے

چوتھے عبداللہ بن ابی اوفی امام نے انسے بھی روایت کی ہی تبییض الصحیفہ
مین ہی قال ابو معشر انا ابو عبداللہ ثنی ابو ابراہیم انا ابو بکر الحنفی ثنی ابو سعید بن
السمان ثنی ابو علی الحسن بن علی الدمشقی ثنی ابو الحسن علی بن غیاث القاضی
البغدادی ثنی محمد بن موسی ثنی بن عباس الجلودی عن السمان یحیی بن القاسم
عن ابیحنیفة سمعت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یقول من بنی للہ مسجدا ولو کمفحص قطاۃ بنی اللہ لہ بیتا فی الجنۃ اقول ان الحدیث متنہ صحیح
بل متواتر ملا زمان نے اس مقام پر طحطاوی کے کلام پر لا نسلم لگا کے سند متصل ائمہ
نقل سے چاہی تھی عاجز نے حسب الطلب اوسکو حاضر کر دیا زیادہ کیا عرض کرون ہ

نہ حسنت آخری دارد نہ سعدی را سخن پایان		بمیرد تشنہ مستسقی و دریا ہمچنان باقی

پانچوان عائشہ بنت عجرد امام نے انسے بھی روایت کی ہی تبییض الصحیفہ
مین ہی وبہ الی ابی سعید السمان ثنی ابو محمد عبداللہ بن کثیر الرازی ثنی عبدالرحمن بن
ابی حاتم الرازی ثنی عباس بن محمد الدوری ثنی یحیی بن معین عن ابی حنیفۃ انہ سمع
عن عائشۃ بنت عجرد رضی اللہ عنہا یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اکثر جند اللہ فی الارض الجراد لا اکلہ ولا احرمہ اقول ہذا الحدیث متنہ صحیح اخرجہ ابو داؤد من حدیث سلمان وصححہ الضیاء فی المختارۃ ملا زمان معیار مین عایشہ بنت عجزہ کی صحابیت کا انکار جو کرتے ہین تو مسند خوارزمی وغیرہ دیکھیے اوسمین اونکی صحابیت اختیار کی گئی ہی ہان حضرت یہ تو فرمائیے کہ جب آپ حافظ ذہبی کو جلیل الشان وعلو المکان فرماتے ہین اور اونکی تقلید سے عایشہ کو غیر صحابی ٹھہراتے ہین تو اس خاص مسئلہ تابعیت مین اونکی اقتدا کیون نہین کرتے طبقات کی عبارت سابقا عرض کر چکا ہون ۵

فریاد حافظ این ہمہ آخر بہرزہ نیست		ہم قصۂ غریب وحدیثی عجیب ہست

چھٹے جابر بن عبد اللہ امام نے ان سے بھی روایت کی ہی تبییض الصحیفہ مین ہی وقال ابن البخاری انا القاضی ابو الحسین عبد الرحمن احمد عن ابی عبد اللہ البلخی ثنی کا ابو الفضل بن حرون قال قرءت علی القاضی ابی سعید عبد الملک بن عبد الرحمن بن محمد الراجی ثنی ابی ثنی محمد بن عبد اللہ انا ابو علی الحسن بن علی الدمشقی ثنی الحسن بن عباس القاضی البغدادی ثنی محمد بن موسی ثنی الجلودی محمد بن عباس عن السہامی یحیی بن القاسم عن ابی حنیفۃ عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال جاء رجل من الانصار الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ ما رزقت ولدا قط ولا ولد لی ولد قال فاین انت عن کثرۃ الاستغفار والصدقۃ یرزق اللہ بہا الولد قال فکان الرجل یکثر الصدقۃ ویکثر الاستغفار فولد لہ سبعۃ من الذکور ملا زمان معیار مین ارشاد فرماتے ہین کہ جابر بن عبد اللہ امام کے تولد کے قبل انتقال کر چکے تھے سوا جوابات ماسبق کے اسکے جواب مین ہم کہتے ہین کہ اسے ہم تسلیم نہین کرتے اس لیے کہ جابر بن عبد اللہ سے روایت مسلسل موجود ہی اور اس مقدمے مین امام ابو معشر وشمس الایمہ کی عبارت نقل کر چکا ہون اور اگر بالفرض اسکی روایت مین وہ مجہول بھی ہوے تو وہ موضوع نہین ہو سکتی سوا اسکے علامہ جلال الدین سیوطی نے تبییض الصحیفہ مین

اور امام ابو معشر نے اپنے جزمین حدیث موضوع نہین لکھی ہی اور ان حضرات کی عظمت وشان اسکے مقتضی بھی نہین اگر کسیکو کسی اسانید کے ضعف مین بحث ہو تو ہم کہتے ہین کہ ضعیف و موضوع مین آسمان و زمین کا فرق ہی اور ضعیف کی روایت صحیح ہی اوسمین لفظ وارد فیہ کذا کہہ سکتے ہین تبیض الصحیفہ مین ہی وحاصل ما ذکرہ ہو وغیرہ الحکم علی اسانید ذلک بالضعف وعدم الصحۃ لا بالبطلان وحینئذ یسھل الامر فی ایرادھا لان الضعیف یجوز روایتہ ویطلق علیہ انہ وارد ساتوین معقل بن یسار امام نے ان سے بھی روایت کی امام شمس الائمہ کردری جو امیہ نقل سے ہین رسالہ رد منحول مین فرماتے ہین وروی عن معقل بن یسار رضی اللہ عنہ انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من علامات المومن اذا حدث صدق واذا وعد اوفی واذا استنصح نصح واذا اوتمن ادی آٹھوین عمرو بن حریث یہ ۸۵ھ یا ۹۰ھ مین عالم بقا کو تشریف لیگئے اگر تسلیم کیا جاے کہ یہ ۸۵ھ کو عالم بقا کو سدھارے اوسوقت امام کی عمر پانچ سالکی ہو گی اور جمہور محدثین کا مسلک یہ ہی کہ پانچ سالکے لڑکے کی سماع معتبر ہی خیرات الحسان مین ہی واعترض بان الصحیح انہ مات سنۃ خمس وثمانین والقول بانہ عاش الی سنۃ ثمان وتسعین لم یثبت واجیب بان الصواب الذی علیہ جمہور المحدثین واستقر علیہ العمل ان الصغیر اذا ترجح سماعہ وان کان ابن خمس سنین او اقل نوین ابو الطفیل عامر بن واثلہ یہ مکے مین تمامی صحابہ کے بعد ۱۱۰ھ مین جنت کو سدھارے خیرات الحسان مین ہی ووفاتہ سنۃ عشر ومائۃ بمکۃ وہو آخر الصحابۃ موتا دسوین سہل بن سعد یہ ۸۸ھ مین یا اسکے بعد خلد برین کو تشریف فرما ہوے خیرات الحسان مین ہی ومنہم سہل بن سعد ووفاتہ سنۃ ثمان وثمانین وقیل بعدہا گیارھوین سائب بن خلد یہ عالم آخرت کو ۹۱ھ مین تشریف فرما ہوے خیرات الحسان مین ہی ومنہم السائب بن خلد بن سوید ووفاتہ سنۃ احدی وتسعین بارھوین سائب بن یزید یہ ۹۱ھ

یا ۹۲ھ یا ۹۱ھ میں بہشت میں داخل ہوے خیرات الحسان میں ہی ومنهم السائب بن یزید بن سعید وفاته احدی او اثنین او اربع وتسعین تیرھوین عبد اللہ بن لبید یہ ۹۶ھ میں دار آخرت میں رونق افروز ہوے خیرات الحسان میں ہی ومنهم عبد اللہ بن لبید وفاته سنة ست وتسعین چودھوین محمود بن ربیع یہ ۹۹ھ میں دار البقا کو سدھارے خیرات الحسان میں ہی ومنهم محمود بن ربیع وفاته تسع وتسعین ان حضرات سے امام کو ملاقات تھی شاید حدیث بھی روایت کی ہو اور تابعیت کے لیے صرف ملاقات کافی ہی کچھ روایت ضرور نہین شرح عین العلم میں ملا علی قاری فرماتے ہین فلنرجح زیادة کونه من التابعین اتفاقا علی اختلاف فی انه هل روی عن الصحابة ام لا اس عبارت سے یہ بھی سمجھا گیا کہ امام کے تابعی ہونے میں علما کو اتفاق ہی ہمنے یہانتک صرف اون صحابہ کے نام نامی لکھے ہین جنسے روایت یا ملاقات امام کی ایمہ نقل سے ہین بلی ہمارا یہ مقصود نہین ہی کہ امام کو سوای انکے کسی دوسرے صحابی سے روایت یا ملاقات نہوی یا اگر کسی ایمہ نقل سے منقول ہو تو وہ غلط سمجھی جائیگی یا قابل تاویل بعید ہوگی بعض بعض صحابہ ۱۱۰ھ یا ۱۲۰ھ تک زندہ تھے اور اوسوقت امام تیس یا چالیس یا پچاس برس کے ہونگے پھر اگر سوا اونکے کسی سے ملاقات ہوی تو محال نہین علامہ سیوطی نے رسالہ ریح النسرین فیمن عاش من الصحابة مائة وعشرین میں صحابہ کے نام نامی لکھے ہین یہان بلحاظ اختصار کے سب کا نام نہین لکھہ سکتا اس لیے صرف چند اشعار پر اکتفا کرتا ہون ؎

وقد عاش من صحب النبی جماعة	الی منتهی العمر الطبیعی فاعدد
حکیم وحسان حویطب حمنن	وسعد بن یربوع وعاصم بن عدی
ومخرمة الحلاج نافع نابغة	وسعد هو العرفی وعبد بن محمد
کذا ابو شداد منتجع فخذ	فقیها لقمانیت حسان لمورد

الحمد للہ کہ ناظرین پر ہماری اس تقریر سے تابعیت امام کی کالشمس فی رابعة النہار

ظاہر ہو گئی اگر اس دکھانے پر کوئی نہ دیکھے اور اس سمجھانے پر نہ سمجھے تو اوسکا قصور ہی ہے

گر ز خورشید بوم بے بہرہ است		از پئے ضعف خود نہ از پئے اوست

دلی دور ہی ورنہ خود حاضر ہو کر تابعیت امام کا فسانہ سناتا ملا زمان کو خواب غفلت انکار سے جگاتا قصور معاف دو چار کتابیں پڑھ پڑھا لینے سے کوئی شخص محدث نہیں ہو جاتا اور حاشیہ ردالمختار بغل میں دبا لینے سے فقیہ نہیں کہلاتا آپ للہ میری اس ناچیز تقریر کو ملاحظہ فرمائیے اور اپنی لن ترانی سے باز آئیے ہے

آشانہ کو شانہ سے ملا دیکھہ		قد میں ہمیں کچھ بلند ہونگے

قال رسالہ حضرت امام میں احادیث غیر مدون و منتشر و پریشان تھے وجدان و حصر اوسکا بہت دشوار و مشکل تھا اور رجال پانے نہ پانے کا کتاب دراسات اللبیب فی الاسوۃ الحسنۃ بالحبیب میں دیکھنا چاہیے وہ مصنف و مصنَّف نہایت نامی و معتبر و مقبول ہی قال الامام الشعرانی ان عذر ابی حنیفۃ فی کثرۃ القیاس عدم بلوغ الاحادیث صحیحۃ الیہ فی زمنہ اقول ہم تو دراسات و صاحب دراسات کو معیار و صاحب معیار سے بڑھ کر نہیں سمجھتے اگر امام کے مطاعن میں ایسے ایسے حضرات کا قول مقبول ہو تو غضب ہی ہے

تمباکو کا پنڈا کبھی عنبر نہیں ہوتا		اور پوت کا دانہ کبھی گوہر نہیں ہوتا

باقی رہا امام کا علم و فضل اس مقدمے میں حدیث صحیح وارد ہی تبییض الصحیفہ میں ہی اقول وقد بشر صلی اللہ علیہ وسلم بالامام ابی حنیفۃ فی الحدیث الذی اخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کان العلم بالثریا لتناولہ رجال من ابناء فارس یہاں علم سے کچھ علم منطق و مبحث ہیولی و صورت مراد نہیں ہو سکتا بلکہ علم دین مراد ہی تو ماشاء اللہ امام کی یہ شان ٹھہری کہ اگر علم دین ثریا کے نزدیک ہوتا تو سیکھتے چنانچہ امام نے ایسا ہی کر دکھایا

سوای صحابہ کے چار ہزار اونکے شیخ تابعی تھے خیرات الحسان مین ہی وقد ذکر منہم الامام ابو حفص الکبیر اربعة آلاف شیخ وقال غیرہ لہ اربع آلاف شیخ من التابعین فما بالک بغیرہم کوفے مین اولا حدیث کا بند وبست انھین سے ہوا کوئی شخص اونسے بڑھکر عمرو بن دینار کی حدیث کا عالم نہ تھا یہ تبت وجلالت علم حدیث مین کیا کم ہی خیرات الحسان مین ہی وروی الخطیب عن سفیان بن عیینة انہ قال اول من اقعد للحدیث بالکوفة ابو حنیفة قال لہم ہذا اعلم الناس بحدیث عمرو بن دینار وبہذا العلم جلالة مرتبتہ فی الحدیث پھر جس شخص کے علم کی نسبت خود سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم الیسی بشارت فرمائین اور وہ خود تابعی ہون یعنی اکثر صحابہ سے اونسے ملاقات ہوا اور بعضون سے روایت بھی ہوا اور چار ہزار تابعین اونکے شیخ بھی ہون تو ایسے شخص کی نسبت عدم بلوغ حدیث کی تہمت عقل سلیم ہرگز تسلیم نہین کرسکتی عقود الجمان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفة النعمان مین علامہ محمد بن یوسف بن علی الدمشقی فرماتے ہین وقال غیرہ ترک الامام ابو حنیفة رحمہ اللہ العمل باحادیث ہا وقدم القیاس علیہا واعتذر عنہ بامور الاول عدم اطلاعہ علی بعضہا وفیہ بعد پھر امام شعرانی کا قول اس باب مین قابل قبول نہ ہا ۹

دلم چندین فسون از چشم ترکان خطا دیدہ	فریبم کی دہد نرگس کہ چشم چشمہا دیدہ

قال معیار الحق مین ہی معنی تقلید کے اصطلاح مین اہل اصول کی یہ ہین کہ مان لینا اور عمل کرلینا ساتھہ قول بلا دلیل اس شخص کے جسکا قول حجت شرعی نہو انتہی مآل اس تعریف کا یہی ہی کہ تقلید کہتے ہین عمل کو بقول مجتہد کے اور قول مجتہدون کا دلیل شرعی نہین اور لفظ بلا دلیل صفت قول کی ہی اور قول بلا دلیل سے مراد ایسا قول ہی جو غیر دلیل شرعی ہی یعنی وہ قول دلیل شرعی نہو اسوقت مین معنی قول صاحب معیار الحق کے یہ ہین کہ مان لینا اور عمل کرنا ساتھہ ایسے قول کے کہ وہ قول دلیل شرعی نہین اور وہ قول اوسکا ہو جسکا قول دلیل شرعی نہو اور مجتہد کا قول دلیل

شرعی نہیں اقول اس مقام پر مغلطۂ عظیم ہوا ہی لفظ بلا دلیل صفت قول کی نہیں ہی بلکہ بلا دلیل متعلق عمل کا ہی یعنی عمل کرنا بغیر تفحص سبب وجوب عمل اور اقامت ان کی ایسے شخص کے قول کے ساتھہ جسکا قول احدی الحجج الشرعیہ نہیں ہی اس لیے کہ کلام منقول جناب معیار سے یہ بات ثابت ہی کہ مشہور اور معروف درمیان اکثر اہل اصول کے یہ ہی کہ عامی مقلد ہی مجتہد کا پھر اتباع عامی کا واسطے مجتہد کے تقلید قرار پایا اور بناء کلام کی متبادر اور معروف پر چاہیے تہا اوسکے خلاف پر مسلم الثبوت میں ہی التقلید العمل بقول الغیر من غیر حجۃ کاخذ العامی والمجتہد من مثلہ فالرجوع الی النبی علیہ السلام او الی الاجماع لیس منہ وکذا العامی الی المفتی والقاضی الی العدول لایجاب النص ذلک علیہما لکن العرف علی ان العامی مقلد للمجتہد قال الامام وعلیہ معظم الاصولیین ۔

جو سکھا یا اپنی قسمت نے وگرنہ اونکو غیر
کیا سکھا سکتا سکھانا کوئی ہم اسے سیکھ جائے

قال اور رسالہ العمل بالحدیث میں جو خاص خلفائے خاندان مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا ہی صریح مرقوم ہی کہ قول مجتہد کی دلیل و ماخذ کو دریافت کر لینا چاہیے قولہ تا وقتیکہ حکم در قرآن و حدیث مصرح و ظاہر یافتہ شود اجتہاد در او دخل نباید داد خلاف آن اگر در کتب مجتہدین بر آید از ان چشم پوشی نمودہ دستاویز با قرآن و حدیث ضرورست وگر نہ نسخ قرآن و حدیث از قول مجتہدین لازم خواہد آمد ابی حنیفہ رح کہ سر قافلۂ اہروان اجتہاد بود از ان دو قول مروی ہستند کہ خانۂ دین را محکم از دو ستون اعظم دارید اول آنکہ اگر قول مرا مخالف حدیث بیابید بدیوار بزنید صاف معلوم گشت کہ در مخالفت اقوال مجتہدین شنیدن راہ خروج از دائرہ تقلید آن امام نمودن ست ہرگز مرتکب این کار حنفی نیست دوم آنکہ جائز نیست کسی را عمل نمودن بقول من تا آنکہ نداند کہ این سخن از کجا گفتہ ایم معلوم مے شود کہ بقول آن امام بیجا با تمسک نمودن و فکر در دلائل و وجوہ قیاس نمودن ہرگز مرضی این امام نیست و آن امام در دنیا از فرمودن ہمین دو قول بروز قیامت از مواخذۂ الٰہی نجات خواہد یافت ان کنت قلتہ فقد علمتہ تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک انک انت علام الغیوب

وہ رسالہ خلفا کی تصنیف نہیں بلکہ کسی غیر شخص کی تصنیف ہے ... مولوی محمد سعید ... مصنف ...

مقلدان ہمین گرفتار خواهند ماند نمی بینی که شاگردان ایمه رحمهم الله تعالی اچون از قول
اساتذه اطمینان حاصل نگشته دامن خود ازان مقام برداشته رفتند امام محمد را انیقدر خلاف
از امام اعظم است که آنرا اگر مذهب علحده گویند بجاست و متاخرین چه قدر اقوال متقدمین
را ساقط نموده اند غرض این ست که در ساقط نمودن قول که مخالف حدیث وقرآن باشد
باکی نکنند وعلمای بسیار باینمعنی تصریح وتاکید نموده اند جای تنگ گنجایش بیان همه ندارد

اقول مشہور تو یہی کہ یہ رسالہ مولوی ولایت علی عظیم آبادی کا تصنیف ہی تنبیہ الغافلین
کے ساتھ اس رسالہ کو کسی نے چھاپا ہی اوسکے اخیر مین بھی انھین کا نام نامی لکھا ہی
یہ حضرت لکھے نہ پڑھے نام محمد فاضل تھے ایسے لوگونکا قول ہمارا خصم کب مانتا ہی ۹

آفتابے بباید انجم سوز	بچراغے شبت نہ گردد روز

پھر سنو امام جو فرماتے ہین اترکوا قولی بخبر الرسول صلی الله علیه وسلم تو اوسکے معنی یہ
ہین کہ جب تم کوئی حدیث کو اپنی تحقیق سے پاؤ تو ہمارے قول کو جو ہمنے اپنے اجتہاد سے
کہا ہی اوسے چھوڑو پھر جو قول انکا کسی آیت یا حدیث یا اجماع کے موافق ہو تو وہ
حقیقت مین انکا قول نہین ہی بلکہ حکم خدا ورسول کا ہی اوسکے چھوڑنے کے کچھ معنی
نہین پھر یہ کلام امام کا حکم عام ہر خاص وعام کے حق مین نہین ہی کیونکہ اگر حکم عام ہوتا
تو یون فرماتے اترکوا قولی لکل من سمع خبر الرسول یعنی جو کوئی کہین سے کوئی حدیث
سنے تو چھوڑ دے ہمارے قول کو بلکہ یہ حکم امام کا خطاب خاص ہی اپنے شاگردون کے لیے کہ
جنکا مرتبہ حدیث کی تحقیق کا تھا اور اونکو لیاقت وقدرت حدیث پر عمل کرنے کی تھی
اور یہ جو ارشاد ہوا کہ جائز نیست کسی را عمل نمودن بقول من تا آنکه نداند که این سخن از کجا
گفته ام بجای خود درست ہی اس لیے کہ یہ حکم خاص مجتہدین کے لیے ہی قال السید
السمہودی الشافعی قال الصیدلانی انما نہی الشافعی عن التقلید لمن بلغ رتبۃ الاجتہاد فمن
قصر عنہا فلیس لہ الا التقلید پھر اوس سے یہ سمجھنا کہ بقول آن امام بے محابا تمسک نمودن

وفکر در دلائل و وجوہ قیاس نمودن ہرگز مرضی این امام نیست دلیل خوش فہمی ہی جنکو ادلہ
کی سمجھہ نہیں اونکو یہ مرتبہ کہان نصیب اور یہ کہا نسے معلوم ہوا کہ امام انکہیں ان اقوال کے
فرمانے سے مواخذہ الٰہی سے نجات پائینگے خیرات الحسان مین ہی وذکر بعض اہل المناقب
انہ لما حج حجۃ الوداع اعطی لسدنۃ نصف مالہ لیمکنوہ من الصلوۃ داخل الکعبۃ فقرا نصف القرآن قائما
علی رجل ثم نصفہ الآخر قائما علی الاخری وقال یا رب عرفتک حق معرفتک وما عبدناک
حق العبادۃ فہب لی نقصان الخدمۃ لکمال المعرفۃ فنودی من نواحیہ لست عرفت فاحسنت
واخلصت الخدمۃ غفر لک ولمن کان علی مذہبک الی قیام الساعۃ اور یہ جو ارشاد ہوا کہ بعضی
کہ شاگردان ائمہ رحمہم اللہ تعالیٰ اچون از قول اساتذہ اطمینان قلب حاصل نگشتہ دامن جہد
ازان مقام بر داشتہ رفتند صریح غلط فہمی ہی علامہ شامی فرماتے ہین قال فی الولوالجیۃ
من کتاب الجنایات قال ابو یوسف ما قلت قولا خالفت فیہ ابا حنیفۃ الا قولا قد کان قالہ
وروی عن زفر انہ قال ما خالفت ابا حنیفۃ فی شیء الا قد قالہ ثم رجع عنہ فہذا اشارۃ الی انہم
ما سلکوا طریق الخلاف بل قالوا ما قالوا عن اجتہاد ورای اتباعا لما قالہ استاذہم ابو حنیفۃ
وفی آخر الحاوی القدسی واذا اخذ بقول واحد منہم نعلم قطعا انہ یکون بہ آخذا بقول ابی حنیفۃ
فانہ روی عن جمیع اصحابہ من الکبار کابی یوسف ومحمد وزفر والحسن بن زیاد انہم قالوا ما قلنا
فی مسئلۃ قولا الا وہو روایتنا عن ابی حنیفۃ واقسموا علیہا ایمانا غلاظا فاذن لم یتحقق فی
الفقہ جواب ولا مذہب الا لہ کیف ما کان وما نسب الی غیرہ الا بطریق المجاز للموافقۃ
اس عبارت سے صاف ظاہر ہی کہ امام ابو یوسف ومحمد وغیرہ رحمہم اللہ نے امام سے خلاف
نہین کیا ہی بلکہ ہمیشہ قول امام کے تابع رہے انکی اتباع بعینہ امام کی اتباع ہی پھر جو
قول کہ ان حضرات کی طرف منسوب ہی بطریق مجاز کے ہی فے الواقع وہ امام ہی کا
قول ہی بہرحال جناب ولایت مآب کی خوش فہمی اسکی ورقے رسالہ سے ظاہر ہی

واعظ شہر کہ مردم ملکش مے خوانند	قول ما نیز ہمین ست کہ او آدم نیست

معناہ معرفتک ع الا التقصیر ولازمی انتہی البہار علیہ ۱۲ خیرات الحسان

جب خدا کے فضل سے مبحث تقلید سے بھی فراغت حاصل ہو چکی تو ایضاح الحق کے مقدمے مین مختصر کچھہ بحث کیا چاہتا ہون قال یہ کہنا کہ سفر السعادت مجد الدین فیروزآبادی کی تصنیف کو دیکھہ کے بھی لوگ بگڑنے چاہتے تھے پھر اوسکا رد شیخ عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے صراط المستقیم شرح سفر السعادت مین کیا تب لوگ تھم گئے بدگمانی و نافہمی و نادانی ہی ہ

چراغے را کہ ایزد بر فروزد	ہر آنکس تف زند ریشش بسوزد

کوئی اہل علم و صاحب عقل اوسکو باور نکریگا کہ امام اللغۃ ماہر الحدیث والفقہ مجد الدین فیروزآبادی صاحب قاموس گمراہی یعنی بگڑنے کی بات لکھیں کبر المقتین علے نفسہ ہ

چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد	میلش اندر طعنۂ نیکان برد

اور مناسب ہی کہ ثابت کرین کہ کون کون بات بگڑنے کی ہین اور شیخ عبد الحق دہلوی نے کیا اور کس طرح رد کیا اقول مولوی صاحب کا ارشاد ٹھیک ہی اگر تم شرح سفر السعادت دیکھے ہوتے تو شاید ایسا نہ کہتے ہ

ناصحا دل مین ہی اتنا تو سمجھہ اپنے کہ ہم	لاکھہ نادان ہوئے کیا تجھسے بھی نادان ہونگے

شرح سفر السعادت مین ایک لمبی تمہید کے بعد لکھا ہی چہ مطالعۂ این کتاب مر متبعین مذاہب مجتہدین را موجب انبعاث وحشت و اثارت شبہت گشتہ و در وادی تردد و ہامۂ حیرت انداختہ بسوء ظن بر ائمہ مجتہدین و تغلیط و تخطیۂ علمای راسخین مبتلا گردانید و این ضرری سخت عظیم ست الی آخر ما قال پھر دوسرے مقام پر ہی بدانکہ شیخ مصنف سامحہ اللہ تعالی و تقدس درین خاتمہ بسیار توغل نمودہ و مبالغہ کار فرمودہ است و در مقام انتقاد آمدہ و تقلید بعضی ازین قوم کہ متوغل اند درین باب کردہ بر جملۂ از احادیث جرح و طعن نمودہ است بر بعضے حکم بصحت کردہ و بر بعضے بعدم ثبوت و بر بعضی حکم بوضع و افترا نمودہ و بر بعضی خط رد و بطلان کشیدہ و حال آنکہ در آنمیان احادیث است کہ در کتب معتبرہ مذکور و نزد کبرای علمای دین از فقہا و محدثین مقبول

وایمہ فقہ تمسک و احتجاج بدان نمودہ اند مطالعۂ این باب طالب را در وادی حیرت و وحشت
اندازد جب شرح سفر السعادت مین یہ سب کچھ لکھا ہی تو تمھین انصاف کرو کہ
مولوی صاحب کا کیا قصور ہی ایسے متدین آدمی کو گالیان دینے سے کیا حاصل ۵

گر نہ بگڑو تو کیا بگڑتا ہی		مجھین طاقت نہین لڑائی کی

قال اور یہ کہنا اسیطرح سے ایک کتاب کسی وہابی یعنی لا مذہب کی تصنیف نکلی ہی اوسکا
نام ہی ایضاح الحق اوسمین مولانا محمد اسمعیل رحمۃ اللہ کا نام لکھدیا ہی اور اوسکو بعض لوگ
اونھین کی تصنیف جانتے ہین غلط ہی اس لیے کہ ثبوت اسکا کہ یہ کتاب خاص اونکی
تصنیف نہین ہی ذمہ مدعی دروغگو ہی اور تحریر مولوی جعفر علیصاحب و امداد جناب
مولانا محمد علیصاحب خلیفۂ ارشد جناب سید احمد صاحب علیہ الرحمہ وغیرہ سے معلوم

ہوتا ہی کہ یہ کتاب تصنیف اونکی ہی اقول		۵ مسئلہ کیا ہی یہ تماشا ہی
دل سے تم نے اسے تراشا ہی		حضرت سلامت منکر کے ذمے پر

اثبات نہین ہوتا بلکہ یہ مدعی کا حق ہی حدیث صحیح مین ہی البینۃ علی المدعی والیمین
علی من انکر باقی رہی یہ بات کہ ایضاح مولوی اسمعیل صاحب کی تصنیف ہی یا کسی
دوسرے وہابی کی میرے نزدیک یہ بحث بے سود ہی سلیم شاہ کی ڈاڑھی بڑی
ہوی تو کیا اور شیر شاہ کی ڈاڑھی بڑی ہوی تو کیا انظر الی ما قال و لا تنظر الی
من قال اور مولویصاحب نے جو بنظر مصلحت عام کے انکار کیا تو کچھہ بیجا نہ کیا تقویۃ الایمان
کے مقدسے مین اسی قسم کا انکار ہو چکا ہی جب مولوی محمد علیصاحب
رامپوری ۱۲۴۵ھ ہجریمین رونق افروز مدراس ہوے تقویۃ الایمان منسوبہ بمولوی
محمد اسمعیل صاحب دہلوی اونکے بعض مریدین کے جزودان مین نظر آئی جس
دیندار نے بغور دیکھا اوسکی طبیعت گھبرائی کہا اسمین بلکہ بیشتر مقام مین منقصت رسول
ابرار کا اظہار ہی فوائد متعلقہ آیات و احادیث مین کلمات معتزلہ پر قائل کا مدار ہی

نہ حدیث پر نظر ہی نہ مسائل مختار و مذہب منصور کی خبر ہی یہ بدعت نو ایجاد ہی لا محالہ
مصنف اسکا استاد ہی الغرض پھر جب مولویصاحب شہر رمضان المبارک ۱۲۴۰ ہجری میں
معمورہ مدراس میں رونق افروز ہوئے مخلصین مثل پروانہ کے دلسوز ہوئے ہمارے
یارونکو موقع ہاتھ آیا رسالہ تقویۃ الایمان کو بغل میں دبایا اور خدمت میں سپہر جاہ مہر کلاہ
نواب عظیم جاہ بہادر کے حاضر ہو کر عرض کیا کہ مولویصاحب جنکے سبب سے تقویۃ الایمان نظر
آئی تشریف لائے ہیں اونسے اس مقدمے میں استفسار ہوتا اسکے مصنف صاحب کا عقیدہ اونکی
تقریر سے آشکار ہو غرض حسب استدعا اونکے حسب دستور استفسار ہوا مولویصاحب نے اس طرح پر اظہار حق جاری ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ہدیتنا وہب لنا من لدنک رحمۃ انک
انت الوہاب وصل علی حبیبک الشفیع المجاب محمد ن المبعوث بفصل الخطاب وعلی آلہ
وصحبہ خیر آل و اصحاب اما بعد بر علمای امت مصطفویہ و فضلای شریعت نبویہ مخفی و محتجب نماند
کہ عقیدۂ این فقیر سید محمد علی و حضرت سید احمد صاحب مرشد فقیر موافق عقائد جمہور
اہل سنت و جماعت و مطابق اعتقاد مرشدان مرشد خود شاہ ولی اللہ و مولانا شاہ
عبد العزیز قدس سرہما است لیس باید کہ جمیع خلفا و مریدان من برین عقائد حقہ ثابت قدم
باشند و کفی باللہ شہیدا کہ این فقیر معتقد مطالب و الفاظ تقویۃ الایمان و غیرہ کہ خلاف
عقائد جمہور اہل سنت و مشعر تنقیص شان سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم باشند نیست
پس ہر کسیکہ از خلفا و مریدان این فقیر بر آن اعتقاد دارد ضال و مضل ست این چند کلمہ
بطریق برائت نامہ بحکم اتقوا مواضع التہم نوشتہ مہر و دستخط خود بران ثبت کردہ مہر آمر
خلفای خود بران ثبت کنانیدم تا دفع مظنہ گردد و زبان تشنیع احدی دراز نشود
تحریر فی التاریخ پنجم ماہ ذی قعدہ سنہ ۱۲۴۰ ہجری النبوی صلی اللہ علیہ وسلم

محمد علی

بدر الدولہ | شرف الملک بہادر ۱۲۴۲ | محمد حسین خان / مولوی جلال الدین | حکیم جمال الدین خان | زور آور علی خان ۱۲۱۵ | ملتمس خان | خان عالم خان

اگرچہ اس میں مولویصاحب نے تقویۃ الایمان کے معتقدونکو ضال و مضل ٹھہرایا لیکن حریفوں نے
اس عبارت نامہ پر لحاظ نفرمایا تب مولویصاحب نے قلم ہاتھہ میں لیا اور اشتہار تحریر کیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد سید المرسلین
وآلہ الطاہرین وصحبہ الطیبین امابعد بر متبعان شریعت غرا و پیروان سنت بیضا مخفی ومحتجب نماند
کہ فقیر سید محمد علی امپوری در ینولا کتاب تقویۃ الایمان را ملاحظہ کرد ہر گاہ بعضی مضامین
وعبارات آنرا مخالف مذہب اہل سنت وجماعت دید و دریافت تحقیق گشت کہ ہر کس کہ
بر آن مسائل کتاب کہ متضمن تنقیص انبیا و اولیا و مخالف عقائد حقہ اہل سنت ست معتقد شود
بیشک کافر گردد و از دائرۂ اسلام بیرون رود و کسیکہ توقع رستگاری از عذاب الٰہی دارد
او را ضرور ست کہ کتاب مذکور و امثال آنرا از خود دور اندازد و از متابعت ائمہ اربعہ
در عقائد و فقہ بیرون نرود لہذا فقیر بر قرطاس مہر خود معہ خط ثبت کرد و اہل علم مدرس
نیز مہرہای گواہی خود بران ثبت کردند بنا علی ہذا برای اطلاع جمیع ساکنان این اطراف
در جامع مسجد وغیرہ اشتہار دادہ میشود زیادہ والسلام علی من اتبع الہدی والصلوۃ والسلام
علی رسول اللہ المصطفی وآلہ
وصحابہ اہل المجد والعلی تحریر
فی التاریخ ہفتم ذیقعدہ سنہ ۱۲۵۱
ہجری مقدسہ

رسول اللہ
قاضی
شرع سید عبداللہ خان
خادم ۱۲۳۱

محمد صبغۃ اللہ
خان عمدۃ العلما بدر الدولہ مولوی
عظیم نواز خان بہادر معتمد ریاست
مفتی شرع غرا

شرف الملک بہادر ۱۲

قادر حسین خان
جنگ
بہادر امیر نواز

محمد سید الدین ۱۲۳

محمد عبد
مقدود

شہد بما فیہ المولوی محمد علی

محمد حسن علی

محمد حسین خان
مولو جلال الدین

نور آور علی
خان ۱۲۵۱

محمد خان
خان عالم

جب مولویصاحب نے یہ اشتہار اپنے قلم خاص سے تحریر فرمایا اور اسمین معتقدین مسائل منقصت شمائل رسالہ تقویۃ الایمان کو صریح کافر ٹھہرایا اسکی کیفیت سبکو معلوم ہوی معمورۂ مدراس مین دھوم ہوی یارون نے یہ صلاح کی کہ جامع مسجد والاجاہی مین یہ اشتہار پڑھا جاے تا یہ خبر خود مولویصاحب کی زبان سے اشتہار پاے مولویصاحب کے مریدین مرشد کی بانی تقریر اشتہار سنین اور خود ملاحظہ بھی فرمائین آتش فتنۂ بدعت و ہوا کو جو سر بفلک مشتعل ہی اصلاح اور حسن عقیدت کے مینہ سے بجھائین ؎

سنگ سے تیرے نکالی آگ		ہمنے دشمن کا گھر جلانے کو

یہان مریدین عیار اپنے کام کے ہوشیار نے موقع پا کے چھپ چھپا کے مولویصاحب کے کانمین بھرا کہ پہلے تو آپنے جو یہ اشتہار لکھا فی نفسہٖ برا کیا دوسرے اگر منبر پر سوار ہو حاضرین سے دوچار ہو کر سنائینگے تو آفت ہوگی کیا کہین ہم لوگون کیلیے قیامت ہوگی کون نقیب المومنین کہلائیگا امام الموحدین کے پاس قسط و صول کرکے کون لائیگا ؎

موذیون کو حق نے آنکھین کہا لا دین بلا		عین حکمت ہی کہ معدوم البصر عقرب بنے

مولویصاحب کو یہ تقریر جو اپنی کمال مفید قرین مصلحت تھی پسند ائی اشتہار کے پڑھنے کے لیے ایک دوسری تدبیر ٹھہرائی چنانچہ جمعہ کے روز کہ روز موعود تھا پہلے مولوی جمال الدین احمد صاحب نے برسر منبر عامۂ خلائق کو وہ اشتہار سنایا مولویصاحب کا لکھا سبکو سمجھایا پھر مولویصاحب نے منبر پر کھڑے ہوکر اشتہار کے باب مین گول گول تقریر بیان کی ہر کہ و مہ کی طبیعت پریشان کی پھر تو غضب ہوا یہ لکھا پڑھا مولویصاحب کے اخراج کا سبب ہوا پھر سارا واقعہ قلم بند ہوا علما و امرا کی اوسپر مہر و دستخط ہوکے مشتہر کیا گیا مگر بنظر اختصار کے یہان سارے وقعات نہین لکھتا و علی ہذا القیاس بعض حضرات تنویر العینین کو مولوی اسمعیل صاحب کی تصنیف نہین کہتے تنبیہ الضالین مین ہی اور ایک رسالہ تنویر العینین کا جو بعضے آدمیون نے اونکی شہادت کے بعد اونکا کرکے مشہور کیا اگر وہ اونکا ہو تو بھی

بسبب اسکے کہ انھون نے رفع الیدین آخر عمر مین ترک کیا اس باب مین معتبر نہ ہا زیادہ کیا عرض کرون

آج ہم اپنی پریشانی خاطر اون سے ۔۔۔ کہنے جاتے ہین مگر دیکھیے کیا ہوتا ہی

قال اور اگر مخالفت ایضاح الحق کی صراط المستقیم سے باعث تبرا و طعن و بدزبانی ہی تو کلیہ لازم آتا ہی کہ جہان جہان جو جو شخص مخالف کتب معتبرہ کا ہوا ہی اوسے گالی دین اور ماجور ہون اور جب مخالفت ساتھہ حدیث صحیح غیر منسوخ کسی سے پائی جاوین تو اسکو بحسب علو درجہ حدیث کے زیادہ شتم و سباب مین ماخوذ کرین اگرچہ وہ کوئی ہو پیریاد اد اپیر ہو تمام کتب دینیہ مین لکھا ہی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم تمام امت سے افضل و اکرم ہین اور کتاب صراط المستقیم مین برخلاف حدیث صحیح اور تمام کتب دینیہ کے بعض احاد اکابر امت کو افضل صحابہ سے لکھا ہی چنانچہ لکھتے ہین کہ ہر یکے از صحابہ کبار بہ نسبت سائر امت مصطفویہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام ہرچند بسبب صحابیت فضیلت ثابت است لیکن بعضے را از احاد اکابر امت بر بعضے از احاد صحابہ در امر نشر ہدایت و ترویج دین متین و فوز بمراتب قرب عند اللہ بلاشبہہ افضلیت متحقق ست الخ غرض اس سے الزام و ابہام اطمینان القلوب والے کی ہی کہ اس مخالفت پر کیون صبر آیا ہی یہان کیون نہین دہانا اپنے موہنہ سے اتار کے دریدہ دہنی فرماتے ورنہ ہمکو صراط المستقیم پر اعتراض سے سروکار نہین اقول اونگلی تہامتے تہامتے اب تم نے پونہچا تہا ما مولوی کرامت علی صاحب پر اعتراض کرتے کرتے ایسے سر چڑہے کہ مولوی اسمعیل صاحب کی صراط المستقیم پر اعتراض کر بیٹھے ۵

توکہے غنچہ کہ اوس لب پہ ٹہری خوب نہین ۔۔۔ چپ کہ موہنہ چہوٹا سا اور بات بڑی خوب نہین

حضرت سلامت صحابہ کرام کو اگرچہ فضل کلی بہ نسبت سائر امت مصطفویہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کے حاصل ہی مگر بعض احاد اکابر امت کو بعض احاد صحابہ پر بعض امور مین فضل جزئی متحقق ہی مگر یہ فضل جزئی مناقض و منافی فضل کلی نہین ہو سکتا ہی

۵ صراط المستقیم سید احمد صاحب کا ملفوظ اور مولوی اسمعیل صاحب کی تصنیف ایک رسالہ ہی ۔۔۔ ہین ۔۔۔ مولوی محمد اسمعیل صاحب ۔۔۔ ۱۲ منہ

نقد الفصوص فی شرح الفصوص مین مولانا عبد الرحمن جامی فرماتے ہین الفاضل یجوز ان یکون مفضولا من وجہ علامہ جلال الدین دوانی رسالہ بیان تشبیہ مین لکھتے ہین تفضیل الشی علی الشی قد یکون من بعض الوجوہ دون البعض احمر لاحقہ کو ایمان بالغیب السیی نعمت عظمی ملی ہی جسپر یہ لوگ اتراتے ہین ہیراہن مین پھولے نہین سماتے ہین بعض اجلہ صحابہ اسپر افسوس فرماتے تھے عند التذکرہ حسرت کا کلمہ زبان مبارک پر لاتے تھے تفسیر فتح العزیز مین ہی و قدمای صحابہ رضی اللہ عنہم ایمان بالغیب را درین آیت بمعنی دیگر حمل فرمودہ اند از حضرت عبد اللہ بن مسعود بروایت امام احمد در مسند خود بروایت حاکم و دیگر محدثان معتبر ثابت کہ حارث بن قیس روزی با ایشان گفت کہ ما خیلے حسرت و افسوس میکنیم بر انچہ از ما فوت شد و شما را حاصل گشت ای با یان محمد کہ بدیدار آن ذات مشرف شدید عبد اللہ بن مسعود فرمودند کہ ما نیز افسوس و حسرت میکنیم بر چیزیکہ از ما فوت شد و شمارا حاصل گشت کہ نا دیدہ بمحمد ایمان آوردید قسم بخدا کہ نبوت محمد نزد کسی کہ او را دیدہ باشد از آفتاب ظاہر ست ایمان ایمان شماست باز سورۂ بقرہ را تلاوت آغاز نہادند تا آنکہ بمفلحون رسیدند و این مضمون را بزاز و ابو یعلی و حاکم بروایت امیر المومنین عمر بن الخطاب رض آوردہ اند کہ ایشان فرمودہ اند کہ من روزی ہمراہ آنحضرت نشستہ بودم فرمودند کہ پیش من بگوئید کہ افضل انواع ایمان ایمان کدام مردم ست عرض کردند یا رسول اللہ ایمان فرشتگان آنحضرت فرمودند کہ ایشان را از ایمان چہ مانع ست منزلت فرشتگان نزد خدا می دانند مردم عرض کردند یا رسول اللہ ایمان پیغمبران فرمودند کہ از ایمان پیغمبران چہ عجب کہ حقتعالی ایشان را برسالت و نبوت خود مختار فرمودہ است عرض کردند یا رسول اللہ ایمان کسانیکہ ہمراہ انبیا حاضر شدند و بردین جان خود را نثار کردہ شہادت یافتند فرمودند ایمان ایشان چہ عجوبگی دارد کہ ہمراہ انبیا صحبت داشتہ اطوار و اوضاع آنہا را دیدہ یقین تام حاصل کردہ اند مردم عرض کردند یا رسول اللہ پس بفرمائید کہ ایمان کدام فرقہ افضلست فرمودند

ایمان فرقہ کہ ہنوز در پشت پدرانند و بعد از من خواہند آمد و بر من ایمان خواہند آورد و مرا ندیدہ چند ورق سیاہ کردہ در نظر ایشان افتاد و بسبب قوت ایمان موافق آن نوشتہ عمل نمودند این گروہ در ایمان افضل اند از دیگران انتہی اور تکمیل الایمان میں شیخ عبد الحق محدث دہلوی فرماتے ہیں ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرمودہ است کہ امر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر و روشن بود بر ہر کہ او را دیدہ است ایمانی فاضل تر از ان نباشد کہ در غیب بوی ایمان آرند و بعضی مفسران یؤمنون بالغیب را ہم بدین معنی تفسیر کنند و نیز در حدیث آمدہ است کہ در آخر زمان چنان شود کہ تمسک بدین و سنت ہمچو مثل گرفتن اخگر سوزان باشد بدست ہر کہ دران زمان متمسک بسنت بود اجر وے مقدار اجر پنجاہ کس باشد پرسیدند یا رسول اللہ پنجاہ کس از ایشان یا از ما فرمودند بلکہ از شما انتہی مشکوۃ شریف میں بھی قال ابن محیریز قلت لابی جمعۃ رجل من الصحابۃ حدثنا حدیثا سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال نعم احدثک حدیثا جیدا تغدینا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ومعنا ابو عبیدۃ بن الجراح فقال یا رسول اللہ احد خیر منا اسلمنا وجاہدنا معک قال نعم قوم یکونون من بعدکم یؤمنون بی ولم یرونی جب نفس ایمان میں امم لاحقہ کو صحابہ پر ترجیح ہوئی پھر اگر صاحب صراط المستقیم نے نشر و ترویج دین میں اون کو ترجیح دیا تو کیا برا کیا ه

جبین ہی موتیوں کی لڑی اوسکو بھیجیے	اظہار حال چشم گہربار کے لیے
دیتا ہوں اپنے لب کو بھی گل برگ سے مثال	بوسے جو خواہیں ترے رخسار کے لیے

اور اگر ایضاح الحق و صراط المستقیم کو کوئی فہمیدہ دیکھے تو بادی النظر میں کہہ سکتا ہے کہ دونوں کے مصنف مختلف ہیں اس لیے کہ جن جن امور کی تعلیم صراط المستقیم میں ہے ایضاح الحق میں اوسے بدعت حقیقیہ یا حکمیہ لکھا ہے سوا اسکے صاحب ایضاح نے اپنے فرط تعصب سے علمائے کرام و اولیائے عظام کو سلفا و خلفا و شرقا و غربا بدعتی ٹھہرایا ہے ه

بس گیا دل جو دکھائی کے بگاڑے تیور	ہر گھڑی یار کی چتکی میں جگر رہتا ہے
آج کل اسقدر اوس شوخ کا برہم ہے مزاج	کہ بگڑنے کا ہر ایک بات میں ڈر رہتا ہے

اس مقام پر اوسکی تفصیل نہیں لکھہ سکتا انشاء اللہ تعالی رسالہ جدا گانہ میں فرقہ وہابیہ کے تعصبات عموما

وصاحب الصباح کے خصوصًا لکھونگا قال اخرج البیہقی فی سننہ قال قیس بن عبادۃ کان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکرہون رفع الصوت عند الثلث عند القتال و عند الجنازۃ و عند الذکر و فی برہان و شرح مواہب الرحمن ان رفع الصوت بالذکر بدعۃ لمخالفتہ قولہ تعالی و اذکر ربک فی نفسک تضرعًا و خیفۃ و دون الجہر من القول و قولہ علیہ السلام خیر الذکر الخفی فیقتصر فیہ علی مورد الشرع انتہی و فی الدر المختار ان رفع الصوت بالذکر بدعۃ فیقتصر علی مورد الشرع و فی الفتاوی البزازیۃ و الجہر بالذکر حرام انتہی جسکو ان لوگون نے بدعت و مکروہ بلکہ حرام کہا اوسکو صاحب ایضاح الحق نے اگر بدعت کا حقیقیہ سے گنا کیا نیا کام کیا

اقول مسئلہ ذکر نہایت طویل الذیل ہی استیعاب اسکا اس کتاب مین نہین ہوسکتا اس لیے بطور اختصار لکھا چاہتا ہون احادیث صحیحہ سے بدعت ہونا ذکر بالجہر کا پایا نہین جاتا بلکہ اوس سے جواز و استحباب ثابت ہوتا ہی نتیجۃ الفکر فی الجہر بالذکر مین علامہ سیوطی فرماتے ہین و عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یقول اللہ انا عند ظن عبدی بی و انا معہ اذا ذکرنی فان ذکرنی فی نفسہ ذکرتہ فی نفسی و ان ذکرنی فی ملأ ذکرتہ فی ملأ خیر منہم و الذکر فی الملأ یکون عن جہر اس حدیث سے کمال فضیلت جہر بالذکر کی پائی جاتی ہی کہ اللہ تعالی اون لوگونکو جو ذکر جہری کرتے ہین ایسے ملأ مین ذکر کریگا جو اونسے بہتر ہوگا پھر علامہ اوسی رسالہ مین بہت سی احادیث ذکر کرکے فرماتے ہین اذا تاملت ما اوردناہ من الاحادیث عرفت من مجموعہا انہ لا کراہۃ البتۃ فی الجہر بالذکر بل فیہ ما یدل علی استحبابہ اما صریحًا او التزامًا پھر جس امر کا استحباب احادیث سے صریحًا یا التزامًا ثابت ہوچکا ہی صاحب ایضاح کے لکھنے سے بدعت حقیقیہ کیونکر ہوگا اور صحابہ جو ذکر مین رفع صوت کو مکروہ سمجھتے تھے اوس سے جہر مفرط مراد ہی فتح الودود شرح سنن ابی داود مین ہی فی قولہ رفعوا اصواتہم دلالۃ علی انہم بالغوا فی الجہر فلا یلزم منہ المنع من الجہر مطلقا مختصر یہ ہی کہ ذکر کا جہر و اخفا مثل صدقہ و قرأۃ قرآن کے ہی جب ریا کا خوف ہو یا نماز پڑھنے والونکو یا سونے والونکو کو تکلیف ہو تو اخفا افضل ہی و الا جہر اس لیے کہ جہر مین عمل کثیر ہوتا ہی اور فائدہ اوس کا سامعین کو پونچتا ہی اور قلب ذاکر بیدار ہوتا ہی اور اوسکی ہمت مصروف بفکر ہوتی ہی

اور کان بھی اوسکی طرف متوجہ ہوتا ہی اور نیند جاتی ہی دلمین خوشی آتی ہی سو اسکے کبھی ذکر خفی کو
بسبب ملالی خاطر کے جہر سے انسب ہوتی ہی باقی رہی و اذکر ربک الآیۃ سے تطبیق جسکی مخالفت سے
صاحب برہان نے بدعت کا حکم کیا ہی اسکے لیے وجوہ ہین پہلی وجہ چونکہ مشرکین قرآن سننے سے
گالیان دیتے تھے اسلیے آیۃ نازل ہوئی اس سے ذکر جہریہ کی ممانعت شارع کو مقصود نہین ہی
دوسری وجہ آیت مین ذکر جہری سے اوسی صورتمین ممانعت ہی جب قرآن پڑھا جاتا ہو تیسری
وجہ یہ امر خاص حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے تھا کہ آپ کامل و مکمل تھے بخلاف اغیار کے
کہ وہ محل وساوس و خواطر مین ہین نتیجۃ الفکر یہین ہی قلت الجمع عن ہذہ الآیۃ من ثلثۃ اوجہ
الاول انہا قد نزلت حین کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یجہر القرآن فیسمعہ المشرکون فیسبون القرآن
فامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالترک و الثانی حملوا الآیۃ علی الذاکر حال قرأۃ القرآن و انہ امر لہ
بالذکر علی ہذہ الصیغۃ تعظیما للقرآن ان ترفع عندہ الاصوات الثالث ان الامر فی الآیۃ خاص
بالنبی علیہ السلام الکامل المکمل و اما غیرہ فہو فی محل الوساوس و الخواطر الردیۃ فمامور بالجہر و یؤیدہ
من الحدیث من صلی منکم من اللیل فلیجہر بقرأتہ فان الملائکۃ یصلی بصلاتہ و یستمعون قرأتہ الحدیث
انتہی ملخصا اور کلام صاحب فتاوای بزازیہ کا درباب حرمت و جواز کے مضطرب ہی اور
خیر الدین رملی استاد صاحب در مختار ذکر جہری کی فضیلت کے قائل ہین اور امام شعرانی نے حاشیہ
حموی مین لکھا ہی کہ اجماع کیا ہی علما نے سلفا و خلفا استحباب پر ذکر جماعۃ کے مساجد غیر مساجد
مین جب سے نائم یا مصلی یا قاری کو تکلیف نہ پہونچے ہکذا فی رد المختار قال فی الجمیل مین
حدیث مذکور کے بعد لکھا ہی و ہذا الحدیث انما وجدناہ عند ہؤلاء المشایخ و علی قوانین اہل الحدیث
فیہ بحث طویل محققین و ماہرین کاملین نے اس وجہ سے بحث کی ہی کہ یہ حدیث بطور محدثین
نہایت غریب اور بشدت منقطع ہی اس واسطے کہ ملاقات حضرت حسن بصری کی علی مرتضی
سے باعتبار تاریخ اور کتب اسماء الرجال کے ثابت نہین پس اتصال اس حدیث کا مشکل اور
رکاکت الفاظ مزید بران ہی اور ماہرین کاملین خوب جانتے ہین کہ صحاح ستہ اور

کتب معتبرہ حدیث مین حضرت علی کو بلفظ کرم اللہ وجہہ نہین لکھا ہی مخالفت بھی دلیل مین ہی
کہ حدیث عند المحدثین المحققین نہایت نا ملائم ہی **اقول** علامہ سیوطی نے رسالہ اتحاف الفرقہ
بوصل الخرقہ مین جناب امیر سے حضرت حسن بصری کی ملاقات اور روایت بدلائل ثابت
کی ہی چنانچہ اوسی رسالہ مین ہی انکر جماعۃ من الحفاظ سماع الحسن البصری من امیر المومنین علی
بن ابی طالب وتمسک بھذا بعض المتاخرین فخدش بہ فی طریق لبس الخرقۃ والتلقین واثبتہ
جماعۃ وھو الراجح عندی بوجوہ وقد رجحہ ایضا الحافظ ضیاء الدین المقدسی پھر علامہ نے
اوسی رسالہ مین نسائی وطحاوی و دارقطنی وحلیہ ابو نعیم وتاریخ خطیب و کتاب العروس جعفر
بن محمد سے احادیث متعددہ نقل کی ہین اور بعض احادیث مین بعد نام حضرت علی کے
لفظ کرم اللہ وجہہ بھی ہی چنانچہ ایک مقام پر لکھتے ہین قال احمد فی مسندہ عن جدیث ابی ہشیم
اخبرنا یونس عن الحسن عن علی کرم اللہ وجہہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
یقول رفع القلم عن ثلثۃ عن الصغیر حتی یبلغ وعن النائم حتی یستیقظ وعن المصاب حتی ینکشف
عنہ اخرجہ الترمذی غیرہ وہ حدیث قول الجمیل کی غریب سمجھی اس سے کیا نفس ذکر جہر بدعت ٹھہر جائیگا
کیا اس باب مین سوا اوسکے دوسری احادیث وارد نہین ہین نتیجۃ الفکر وغیرہ رسائل
احادیث سے مالامال ہین جو چاہے دیکھ لے فقط اب رسالے کو تمام کیا چاہتا ہون

گفتۂ گفتہ من شدم بسیار گو	از شما یک تن نشد اسرار جو
این قدر بیگانگیہا از حیا	آخر ای غیرت فروشان تا کجا
ہیچ کردار شما بایستہ نے	چند گفتن ہیچو ما شایستہ نے
علت شیطان انا خیر بدست	از شما یک تن ازین علت نرست

خداوند کریم اپنے فضل عمیم سے میری سعی مشکور فرمای اور تم لوگوں کے ادمغہ سے خیالات
باطلہ دور فرمای وآخر دعوینا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ علی رسولہ الامین *

تمت بالخیر والظفر

تقریظ کتاب لاجواب صیانۃ الایمان عن قلب الاطمینان
رشحۂ قلم اعجاز رقم مولوی محمد اسعد صاحب سکندرپوری

ہزار ہزار حمد خدا کو جسنے خاتم رسل ہادی سبل پیدا کر کے صفحۂ کائنات سے کفر کا نام مثل حرف غلط کے مٹایا اور ذات اوس نور فیض گنجور کو ظلمت کدۂ گیتی مین مثل برق کے چمکایا اور لاکھہ لاکھہ درود محمد مصطفے پر جنکی میلاد نے عالم مین ایک عجب رنگ جمایا کسیکو صدیق بنایا کسیکو زندیق کر دکھایا **اما بعد** کہتا ہی فقیر حقیر سراپا تقصیر **محمد اسعد** سکندرپوری صانہ اللہ تعالی عن الشر المعنوی والصوری کہ جس قدر عہد فیض عہد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بُعد زمانی ہوتا جاتا ہی دماغون مین عجب عجب خیالات فاسدہ مرتکز ہوتے جاتے ہین زمانۂ حال مین جو چل رہا ہی بعض بعض حضرات یہ چاہتے ہین کہ مجامع و محافل مین ذکر محامد سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونے نہ پائے آپ کی سیرت محمودہ مین کوئی شخص لب نہ ہلائے جو شخص دو چار کتابین پڑھکر مدرسے سے نکلتا ہی پہلے پہل اس بحث خاص مین ایک رسالہ لکھتا ہی چنانچہ آج تک ان حضرات کے دس بارہ رسالے میری نظر سے گذرے جسکو دیکھیے یہی رٹ لگائے ہی کہ اگر کوئی شخص روزہ نرکھے گا نماز نہ پڑھے گا بلکہ شب و روز بادۂ فسق و فجور سے مخمور ہو گا وہ ہرگز بدعتی نہین ہو سکتا مگر کسی مجمع مین ذکر محامد و فضائل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرنے سے یا اوسمین شریک ہونے سے بیشک بدعتی کلاب اہل النار ہو جائیگا - اور تقلید ایمہ اربعہ تو شرک جلی ٹھہرائی گئی ہی جسکو دیکھیے ایمہ رضی اللہ عنہم کو صلواتین سناتا ہی اپنے کو محدث بناتا ہی نہ اونکا استخراج قابل اعتبار سمجھا جاتا ہی نہ اونکی احادیث مرویہ حدیث سمجھی جاتی ہین بلکہ کوئی اونھین اصنام کہتا ہی کوئی مضل انام سمجھتا ہی - اسی لیے جناب ہدایت و ارشاد مآب سرامد واصلین مقتداے کاملین

المنقطع الی اللہ من الدنیا وما فیہا المقبل الی الحق من النفس وما حیہا واقف امور خفی وجلی جناب مولانا مولوی کرامت علی صاحب جونپوری نے ان دونون مباحث مین ایک رسالہ وجیزہ مسمی بہ اطمینان القلوب تحریر فرمایا اوسکے دلائل و ترتیب و تہذیب کو دیکھہ کے ہر شخص کلمۂ احسنت زبان پر لایا مگر حضرات نجدیۂ وہابیہ نے جب اوسے دیکھا جلکر خاک ہو گئے اس لیے بعض حضرات وہابیہ نے رسالۂ قلب الاطمینان اوسکا جواب مزعومی لکھکر اپنے دل کا پھپھولا توڑا مگر ناظرین بابصران دونون رسالے مین آسمان و زمین کی نسبت بھی صحیح نہین سمجھتے بلکہ شعبدہ بازیان و افترا پردازیان دیکھہ دیکھہ کر کہتے ہین کہ چوری اور سینہ زوری اسی وجہ سے آج تک کسی نے اوسکے جواب کا قصد نہ کیا اسپر مؤلف رسالہ اترا گئے کہ مین بھی کچھہ ہون اور میری تالیف بھی کچھہ وقعت رکھتی ہی ؎

دیکھکر اوسکے مؤلف نے کہا واہ رے مین
اور تالیف یہ بول اوٹھی کہ اللہ رے مین

اس لیے بعض بعض اہل اسلام نے جناب مستطاب فاضل نحریر عالم عدیم النظیر کشاف اسرار فروع واصول حلال غوامض معقول و منقول ماحی البدعۃ محی السنۃ مولانا حکیم وکیل احمد سکندرپوری ادام اللہ ظلہ العالی سے التماس کی کہ قلب الاطمینان کا جواب بالصواب تحریر فرمایئے مولانا نے قلم برداشتہ یہ رسالہ صیانۃ الایمان عن قلب الاطمینان تحریر فرمایا جب خدا کے فضل سے تیار ہو گیا بفرمایش نبض شناس کلام مرجع خاص و عام طبیب نامی وگرامی مسند آرای ارالفضل والا مقامی جناب حکیم محمد عبد القدوس سکندرپوری ادامہ اللہ العلی باہتمام خان ذی شان رفیع المکان جناب محمد عبد الواحد خان دامہ اللہ المنان مطبع مصطفائی واقع شہر لکھنو مین چھاپا گیا کہان ہین شایقین تشریف لائین اور اس گوہر بے بہا کو خرید فرمائین اب اطلاع سن طبع کے لیے چند تاریخ ہدیۂ طبع ناظرین کیا چاہتا ہون کن

قطعہ تاریخ ریختہ کلک گہر سلک جناب مولوی ولی الحسنین صاحب سکندرپوری متخلص بہ ولی

درجواب فرقۂ وہابیان	عمدہ تحریری مصنفی طبع گشت
سال طبعش اولی تحریر کرد	رد وہابی سراپا طبع گشت ۱۲۹۳ھ

از نتائج طبع وحید عصر فرید دہر جناب مولوی وصی الحسنین صاحب سکندرپوری متخلص بہ وصی

جنکو کہتے ہین لوگ وہابی	اونکو انکار کی ہے بیماری
ذکر میلاد کی مناہی ہے	اور اسی کا ہے نام دینداری
اپنے بیہودہ بکتے جاتے ہین	اہل اسلام کی دل آزاری
ہای یہ ذکر اور یہ انکار	کیسی بیہوشی انپہ ہے طاری
مولوی وکیل احمد نے	کام جنکا ہے نیک کرداری
صاحب حلم و آفتاب علوم	مصدر فیض ایزد باری
اس رسالہ کو بہت اہتمام سے لکھہ	راہ منکر کی خوب ہے ماری
ذکر میلاد کے جو منکر تھے	زخم اونکے دلونپہ ہے کاری
سارے مکر و فریب بہول گئے	نہ رہی کچھہ بھی اونمین عیاری
نہ کبھی سر اوٹھا سکے منکر	بوجھہ گردن پہ لہدا یا بہاری
وہ رسالہ چھپا تو ہر سو سے	اہل اسلام ہین خریداری

سال تاریخ یون وصی نے لکھا
منبع فیض یہ ہوا جاری
۱۲۹۳ھ

۲۳ شوال ۱۲۹۵

رشحهٔ قلم جادو رقم شاعر بےنظیر زبان دان خوش تقریر سراپا دانش و تمیز جناب شیخ محمد عبد العزیز سکندر پوری متخلص بہ عزیز

چھپا وہ رسالہ نہایت لطیف — بالطاف دانائے سر و علن
صیانت ہوئی جس سے ایمان کی — گیا اہل ایمان سے رنج و محن
بہت آج کل پھرتے ہیں شاد شاد — جو کرتے ہیں میلاد شاہ زمن
سر دشمن دین اڑا کر عزیز — کہو سال تحریر دندان شکن
۱۲۹۳ھ

ترشحهٔ قلم جادو رقم معرکۂ سخن را اعلم جناب شیخ محمد عبد الاحد سکندر پوری

بانی مجلس میلاد ہیں شاد — اندنوں خوب رسالہ یہ چھپا
سر اعدا کو اڑا کر تاریخ — چشمۂ رحمت رحمن لکھا
۱۲۹۳ھ

طبع زاد فاضل ادیب طبیب لبیب جناب حکیم محمد عبد القدوس صاحب سکندر پوری متخلص بہ طبیب

گر زیبا کتابے طبع شد در رد وہابی — صدای حسن تقریرش بعالم کو بکو باشد
برای سال طبعش چون بفکرت سر فرو بردم — بگفتا ہاتف غیبی کہ تقریر نکو باشد
۱۲۹۳ھ

نتیجۂ طبع بلند و فکر ارجمند نبض شناس سخن جناب محمد ظهور الحسن صاحب سکندر پوری متخلص بہ ظهور

وہابی کا رد ہوا ہے اچھا — جسنے دیکھا ہوا وہ خوش حال
ایمان کی ہو گئی صیانت — اعدا اوس سے ہوئے ہیں پامال

منکر مولود کے تھے جو لوگ	اونکا دیکھا گیا عجب حال
خجلت سے کیسا رنگ ہے زرد	غصے سے کیسا موںھ ہوا لال
جب چھپ گئی وہ کتاب پوری	مجھ سے ہاتف نے یون کہا سال
وہابی کا سر اوڑا کے کہدو	لکھا ہے جواب فرقۂ ضال
	۱۲۹۳ ہجری

از نتائج افکار ابکار طبع ارشد جناب مولوی محمد اسعد صاحب سکندر پوری

طبع گردید چون کتاب نفیس	اہل ایمان شدند مالامال
ترک کردند راہ نے دینے	راہ حق یافتند اہل ضلال
فکر تاریخ طبع چون کردم	چشمۂ فیض دان نوشتم سال
	۱۲۹۳

تقریظ کتاب لاجواب صیانۃ الایمان عن قلب الاطمینان چکیدۂ قلم بلاغت رقم سید علی حسین صاحب سررشتہ دار صدر عدالت سمت شرقی ریاست فرخندہ بنیاد حیدر آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی جعل ولادۃ نبیہ من اظہر آیاتہ ومن اعظم الدلائل علی ذاتہ والصلوٰۃ علی سیدنا ونبینا محمدن المصطفیٰ الذی فاز مبلغ رسالاتہ وعلی آلہ واصحابہ افضل برکاتہ اما بعد بر صفحۂ خاطر صفا مظاہر ناظران اوراق صحائف روزگار و دیدہ وران حقیقت بین انصاف شعار مرتسم و منقش باد کہ درین آوان سعادت توامان ہر اسرار خفیہ مظہر انوار جلیہ مطلع عنایات قدسیہ متکی اریکۂ دولت و اجلال مربع نشین چار بالش فضل و کمال منتخب ادوار فلکیہ مستجمع شرائف ملکیہ والاقتدار عالی ہمم ابر فیض بحر کرم قندیل ایوان دین اسلام شمع جمع علمای اعلام کریم المآثر کثیر المفاخر رئیس علمای معتمد جناب حکمت مآب حکیم مولوی وکیل احمد صاحب

نائب صدر عدالت سمت جنوبی اضلاع بلدهٔ فرخنده بنیاد حیدرآباد دکن صانها الله تعالی
عن الفتن رسالهٔ صیانة الایمان عن قلب الاطمینان بتردید عقاید وهابیان تصنیف فرموده
اگرچه جوهریان بازار علم کلام نقد اوقات صرف تفکر و تلاش کرده بهزار محنت و جانفشانی
علی قدر استطاعت دست مایه بهم رسانیده اند و ختههای مدت العمر را بطرز نفیس بر بساط
قرطاس چیده اند و بر گذرگاه انظار اولی الابصار گذاشته بگرانمایگی و بلندپایگی علم افتخار
برافراشته اما خامهٔ سحر نگارش آنچه از روی محاسن روابط و قراین ضوابط درین باب
نگاشته الحق بهرهٔ مقرره از مائدهٔ تفضلات و انعام حضرت خیر الانام علیه الوف التحیت
و السلام برداشته بالجمله وجود عزیز این تعویذ دلاویز از بس تعلق قلوب اهل ایمان را
تعویذ گلوست و تمیمهٔ بازو و مس این صحیفهٔ اقدس مورث شفای علیل است و زیارتش نور
افزای دیدهٔ کلیل سرمه کش دیدهٔ بصیرت ست و چشم افروز بینش آموزدانان اسرار
حقیقت چه این نسخه قرة العین عرفا و محققین ست و خلاصهٔ افکار متقدمین و
متاخرین تقریرے که مبتدیان را از اقرب طرق بمطلب رساند و تحقیقے که متوسطان
را از بوادی حیرت رهاند و منتهیان آخرانه نقود معقولات شدن تواند لوامع براهین
جلیه به تائیدات مذهب حقه که در ضمنش اندراج یافته آفتابے است که بر افق عالم
تافته گرمی بیاے و شعلهٔ نباسے خامه که در تحریر این رساله بکار رفته مبغضان
ذوی عناد را برق خرمن ست و مومنان پاک نهاد را شمع انجمن نه صرف درین
یک فن کوی بلاغت ربوده بل صحف متعدده در فنون مختلفه و علوم متفرقه
آنچنان تصنیف فرموده که سخن در وصف اعتلاے رتبت بلندش نارساست
و زبان طلاقت در توصیف ارتفاع قدر ارجمندش بلکنت آشنا **مثنوی**

ز تصنیفش اصناف جن و ملک — همه مدح خوانند زیر فلک
چه گویم ز تالیف و تصنیف او — که بالوف دلهاست تالیف او

زہر عین او کوثرے آشکار | زہر غین او عین رحمت ہزار
زہر فای او کفر را دل فگار | فا تو جوابہ بود آشکار
نہان قرب پروردگارش ز قاف | عیان رحمت کردگارش ز کاف
زہر میم او گشتہ در روزگار | بہر دم دم عیسوی آشکار
گرفتہ بہر صفحہ او مقام | خضر بر کف از بہر نوشندہ جام
زخطش خطا پیشگان رستگار | ز سطرش و ما یسطرون آشکار
کسی را بایمان کہ باشد خلل | شود از سماعش ملول و کسل

صحت نامہ کتاب مستطاب صیانۃ الایمان عن قلب الاطمینان

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵	۲	ذکر	۰
//	۹	مدت	مدت کے
۶	+	+	+
//	۶	آدم	آیدم
۷	۱۲	نامی امر	نامی و
۸	۴	تفاد	تضاد
//	۵	معنیۃ	معینۃ
//	۶	الجمیعۃ	الجمعیۃ
۹	۲	مصنف مصنف	مصنف و مصنف
//	۴	ختترہ	فقرہ
۱۲	۹	اجلبھم	اجنبھم
۱۳	۴	نحاتت	فانت
۲۰	۱۲	کلیہ	کلیۃ
۲۲	۳	عشیرۃ	عشیرتہ
۲۴	۹	یقول	بقول
۲۶	۱	فہدا	فہذا
۲۷	۱۱	دوسرے	دوسرے کی
۳۰	۱۴	قبلہم	قبلہم
//	۱۵	یقتل	بقتل
۳۱	۲۱	متادب	غیر متادب
۳۲	۲۱	کی استخراج	کا استخراج
۳۵	۱۰	مال	حال
//	۱۹	ستنذکرہا	سنذکرہا
۳۹	۱۳	فیر ضعتہ	فیر صعنہ
۴۰	۱۰	زبدتہ	زبدیۃ
//	۱۱	احنادہ	اجنادہ
//	۱۵	یطال	لطال
۴۲	۱۹	تذکر	نذکر
۴۳	۷	ما لفعلوا بہ	ما یفعلونہ
//	۲۰	بعرضہم	یعرضہم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۵	۲	ہلاہی	ملاہی
"	۶	ارآکن	ارآکین
۴۶	۲۱	یفعلہ	بفعلہ
۴۷	۶	باامارد	یاامارد
۵۱	۴	بعجلہ	بعلمہ
"	۶	بغبتہ	بغیتہ
"	۲۰	التجار	النجار
۵۲	۱۱	تعتبر بہا	تعتبر بیا
۵۵	۱۲	میں باہر	کے ماہر
۵۶	۲	الخیبر	الخبیر
"	۴	مامور	ماثور
۶۴	۱۲	مسندا	سنداً
۷۲	۱۰	بہی	یہی
۸۰	۶	وغیرو	وغیرہ
۸۴	۵	واد	وادی
۸۵	۲۱	التواصی	النواصی
۸۶	۳	المخدوعم	المخدور
۸۹	۶	یکفرہ	بکفرہ
۹۳	۲	ولایعرف	ولایعرف من
۹۷	۱۴	الاول	الاولی
۹۸	۱۹	ہوا	ہو
۱۰۱	۶	زمنتہ	زمنیہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۱	۷	یہدیہم	بہدیہم
"	۸	قرار	فرار
"	۹	امر	ہرامر
۱۰۸	۲۱	حم	جہم
۱۱۱	۶	اوسیقدر	اوسی کس قدر
۱۱۸	۲۰	ایسر	یسیر
۱۲۶	۱۱	تغذبہا	تعذبہا
"	۲۱	الامام	للامام
۱۲۸	۵	الی	ابی
"	۱۲	رحمتہ	رحمہ
۱۲۹	۵	القصیع	الصنیع
"	۱۱	ملیشا	ملبثا
۱۳۴	۱	ممن	حمن
"	۳	الزبیبی	الزبیدی
۱۳۵	۱۰	کیاہی	کہاہی
۱۳۶	۵	رابعا	خامسا
۱۴۴	۱۲	علیا	علیہا
"	۱۳	نامور	بامور
۱۴۷	۱۳	یقول	بقول
۱۵۷	۸	بجہر	یجہر
"	۱۶	المختار	المحتار
۱۵۸	۹	ابی شم	ابن ہشیم

